اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

041-626046

تزئین واہتمام

سیّد حمایت رسول قادری

نام کتاب ---------- فتاوی افریقہ

مؤلف ------------ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ ----------- محمد حسین 0300-9414815

پروف ریڈنگ ——— محمد رب نواز سیالوی فاضل دار العلوم نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد

صفحات ----------- 176

تاریخ اشاعت ------ اگست ۲۰۰۴ء

تعداد ------------- 1100

مطبع ------------ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ------------- مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

قیمت ------------ -/80 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

فہرست مضامین

اَلسَّنِیَّۃُ الاینقہ فی فتاوٰی افریقہ

۱۳۳۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبِ سنت عدو بدعت خادم الاولیاء عبد المصطفٰے جناب الحاج زائر اسمٰعیل میاں بن حاجی امیر میاں شیخ صدیقی حنفی قادری کاٹھیاواری سلمہ الملک الباری نے کچھ مسائل کے سوال بریلی دار الافتائے تمام ہندوستان و دیگر اقطار عالم میں جنوبی افریقہ مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹولینڈ سے تین بار بھیجے جن کے جواب دیے گئے اب حسب فرمائش صاحب موصوف ان کا مجموعہ نفع برادرانِ دینی کے لئے مع ترجمہ[1] طبع کیا جاتا ہے مولیٰ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو محبت دینی و برکات دینی و دنیوی اور زائد فرمائے آمین۔ سوالات بار اوّل ۲۳ صفر ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں

مسئلہ اوّل: زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو عورتوں کا حکم دیا دو دو تین تین چار چار کا عورت کو کیوں حکم نہیں ملا کہ تم دو دو تین تین چار چار مرد کرو یہ سوال کرنے والے کو شرع کیا حکم کرتی ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے ان اللہ لایأمر بالفحشاء بیشک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہو یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتا نہ چلے کہ بچہ کس کا ہے اگر عورت سے دو مردوں کا

---

[1] صاحب موصوف کی یہ بھی تاکید ہے کہ جو عربی عبارتیں فتوے میں منقول ہوں ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے اندر جن کا ترجمہ خود فتوے میں تھا وہ تھا ہی جن کا نہ تھا حاشیہ میں زیادہ کیا گیا ترجمہ صرف عبارات منقولہ کا چاہئے عالمانہ تحقیقات جن کی ضرورت عوام بھائیوں کو نہیں نہ ہر ایک کی سمجھ کے لائق وہ یونہی بہتر ہیں۔ خربوزہ نجور تر ابفالیز چکار ۱۲

نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو۔ معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ایسا سوال صریح گمراہی ہے زید اگر نرا جاہل بے ادب نہیں تو بددین ہے بددین نہیں تو نرا جاہل بے ادب ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲: ایک شخص زانی نے عورت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا وہ مرد مسلمان ہے اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد کا جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں ہے اور شاہد و گواہ و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ مجموعہ خانی جلد ثانی ص۳۹ در ہدایہ و کافی آوردہ است عورتیں حربیہ در دارِ اسلام آمد بران عورت عدت لازم نشود خواہ اسلام اور در دار حرب آورہ باشند خواہ نیاوردہ باشد وایں قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ و نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی عدت لازم شود و باتفاق علما بر کنیز کے کہ در تاخت گیرند عدت لازم نیست فاما استبرا لازم ست و اگر حربیہ کہ دار سلام آمدہ است و حاملہ تا آنزماں کہ فرزند نزاید نکاح نکند دیگر روایت از امام آنست کہ نکاح درست ست اگر حاملہ باشد فامانزدیکی با آن عورت شوہر نکند تا آنزماں کہ فرزند نزاید چنانچہ اگر عورت را از زنا حمل ماندہ است خواستن آوردہ است و نزدیکی کردن روا نیست تا آنزماں کہ فرزند نزاید و اگر یکی از میاں زن و شوہر مرتد شد فرقت میاں ایشاں واقع شود فاما طلاق واقع نشود وایں قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالٰی و نزدیک و امام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت واقع شود بطلاق و اگر زن مرتد شدہ است فرقت واقع شود بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است و با زن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر بر مرد لازم شود اگر نزدیکے نکردہ است چیزے از مہر لازم نشود و نفقہ نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر خود از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود۔

الجواب: جسے زنا کا حمل ہو والعیاذ باللہ تعالٰی وہ عورت شوہر دار نہ ہو اس سے زانی و غیر زانی ہر شخص کا نکاح جائز ہو فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور جس کا حمل ہو وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز۔

درمختار میں ہے صَحَّ[1] نکاحُ حبلٰی مِن زِنًا وَاِنْ حَرُمَ وَطؤُھَا وَ دَوَاعِیْہٖ حتّٰی تَضَعَ لِئَلَّا یُسْقِیَ مَاءُہٗ زَرْعَ غَیْرِہٖ اِذَا الشَّعْرُ یُنبِتُ مِنْہُ وَلَو فکحھا الزانی حَل لَہٗ وَطؤُھا اتفاقًا زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر افترا ہے بلکہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ اگرچہ حمل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاہد و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں افترا برافترا ہے۔ مجموعہ خالی ہے جو عبارت اس نے نقل کی صراحۃً اس کے خلاف ہے کہ اگر عورت راز زنا حمل ماندہ است خواستن ونزدیکی کردن روانیست تا آنکہ نزاید اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ حربیہ کہ دردارالاسلام آمدہ است و حاملہ تانزاید نکاح نکند یہ اس میں ہے کہ حربی کافر کی حاملہ عورت دارالاسلام میں آکر مسلمان ہوگئی نہ کہ حمل زنا میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳: اگر مرد یا عورت کافر نے اسلام قبول کیا اور عمر بھر میں نماز کا سجدہ نہیں کیا آیا ایسے شخص کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت برا کان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں[2] رواہ ابو داؤد وابو یعلےٰ والبیھقی۔

فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح علی اصولنا پنجگانہ نماز اس پر فرض تھی اس نے شامتِ نفس سے ترک کی جنازہ مسلم کی نماز ہم پر فرض ہے ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴: زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا رواج ہے اور ہند میں کیوں رواج نہیں۔

---

[1] ترجمہ جسے زنا کا حمل ہو اس سے نکاح درست ہے اگرچہ اسے ہاتھ لگانا بوسہ لینا حرام ہے جبتک بچہ پیدا نہ ہولے یہ اس لئے کہ دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا نہ ہو اس لئے کہ بال اس سے اگتے ہیں اور اگر خود زانی نے اس سے نکاح کیا تو وہ بالاتفاق اس سے صحبت کرسکتا ہے۔ [2] ترجمہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابو یعلی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت کیا جو ہمارے اصول پر صحیح ہے ۱۲

الجواب : لڑکیوں کے ختنے کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے طعنہ کریں گے اور یہ ان کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمان پر واجب ہے لہٰذا یہاں اس کا حکم نہیں اشباہ میں ہے لا یسن[۱] ختانها وانما هو مكرمة منية المفتي پھر غمز العیون میں ہے[۲] وانما كان الختان في حقهامكرمة لا نه يزيد في اللذة درمختار میں ہے ختان[۳] المراة ليس سنة بل مكرمة للرجال وقيل سنة جزم به البزازي في وجيزه الحدادي في سراجه و قال في الهندية عن المحيط اختلف الروايات في ختان النساء ذكر في بعضها انه سنة هكذاحكى عن بعض المشائخ و ذكر شمس الائمة الحلواني في ادب القاضي للخصاف ان ختان النساء مكرمة ورأيتني كتبت عليه اى فيكون مستحبا و هو عند الشافعية واجب فلا يترك ما اقله الاستحباب مع احتمال الوجوب لكن الهنود لا يعرفونه ولوفعل احديلو مونه و يسخرون به فكان الوجه تركه كيلا يهتلي المسلمون بالا استهزاء بامرشرعي وهذ النظير ما قال العلما ينبغي للعالم ان لا يرسل العذبة على ظهره وانكان سنة اذا كان الجهال يسخرون منه و يشبهونه بالذنب فيقعون في شديد الذنب هذا اواحتج البزازي على استنانه بان لوكان مكرمة لم تختن الخنثى لا حتمال اتكون امراة ولكن لا كالسنة في حق الرجال اه وتعقبه العلامة ش فقال ختان الخنثى لِاحتمال كونه رجلا و ختان الرجل لا يترك فلذا كان سنة احتياطا ولا يفيد ذلك سنيته للمرأة تامل اه و كتبت في ما علقت عليه اقول كان ثمشي هذا لَولم يختن منها الاالذكرا اِذْلَا معنے لختان الفرج قصدا الى الختان لا حتمال الرجولية وقد صرح في السراج ان الخنثے تختن من كلا

---

[۱] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں وہ تو صرف ایک بہتری کی بات ہے۱۲ [۲] ترجمہ عورت کا ختنہ ایک بہتری یوں ہوا کہ اس سے لذت بڑھ جاتی ہے۱۲ [۳] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ مردوں کی خاطر ایک بہتری کی بات ہے اور یہ قول ضعیف ہے کہ سنت ہے درمختار کا ترجمہ ختم ہوا آگے مفتی کے عالمانہ مباحث ہیں کسی کتاب کی عبارت نہیں جس کا ترجمہ ہو۱۲۔

الفرجين ولا شك ان النظر الى العورة لا تباح لتحصيل مكرمة اه لكن هذا هو نص الحديث فقد اخرج احمد عن والدابى المليح والطبرانى فى الكبير عن شداد بن اوس وكابن عدى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم بسند حسن حسنة الامام السيوطى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الختان سنة للرجال ومكرمة للنساء اقول ولا يندفع الاشكال بما فعل الامام البزازى فانه ان فرض سنة فليست كل سنة يباح لها النظر الى العورة و مسها الاترى ان الاستنجاءِ بالماء سنة ولا يحل له كشف العورة فان لم يجد ستراوجب عليه تركه و انما ابيح ذلك فى ختان الرجل لا نه من شعائر الاسلام حتى لو تركه اهل بلدة قاتلهم الامام كما فى فتح القدير والتنوير و غير هما وليس هذا منها فان الشعار يظهرو الخفاض مأمور فيه بالاكفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الافى قصر ختانِهَا على الذَّكَرِ خلافا لما فى السراج الاان يحمل على ما اذا ختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم على الذكر خلافا لما فى السراج الا ان يحمل على ما اذا اختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم۔

مسئلہ۵: گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: گھی ناپاک ہو گیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے۔ پاک کرنے کے تین طریقے ہیں ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آ جائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسقدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اس طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آ جائے اتار لیں اقول بلکہ جوش دینے کی پہلی ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائیگا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

قال[1] فی الدرر لو تَنَجَّسَ الدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلوا لدّهن الماء فيرفع بشئي هكذا ثلاث مرات اه وهذا عندابی يوسف خلافاً لِمُحَمَّد وهوا وسع و عليه الفتوی كما فی شرح الشيخ اسمعيل عن جامع الفتاوی و قال فی الفتاوی الخيرية لفظة فيغلى ذكرت فی بعض الكتب والظاهر انها من زيادة الناسخ فانالم نرمن شرط التطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل فی المسألة اوالتلبغ لها الا ان يرادبه التحريك مجازا فقد صرح فی مجمع الرواية و شرح القدوری انه يصب عليه مثله ماء و يحرك فتأمل اه اويحمل علی ما اذا اجمد الدهن بعد تنجسه ثم رأيت الشارح صرح بذلك فی الخزائن فقال والدهن السائل يلتمی فيه الماء والجامد يغلى به حتی يعلوا الخ دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہو گیا ہو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے سب گھی پاک ہو جائے گا جامع الرموز میں ہے[2] المائع کالماء والدبس وغیر هما طهارته باجراۂ مع جنسه مختلطا بہ سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اس کے لبیدہ ناپاک گھی اسی پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے

---

[1] ترجمہ دُر میں فرمایا تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر پانی ڈال کر جوش دیں جب تیل اوپر آ جائے کسی چیز سے اٹھالیں تین بار ایسا ہی کریں انتھے اور یہ برخلاف امام محمد مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی زیادہ آسان ہے اور اسی پر فتوے ہے جیسا کہ شرح شیخ اسمعیل میں جامع الفتاوی سے ہے اور فتاوی خیریہ میں فرمایا جوش دینے کا ذکر بعض کتابوں میں ہے اور ظاہر ایہ کاتب کی زیارت ہے کہ ہم نے نہ دیکھا کہ کسی نے تیل پاک کرنے کے لئے جوش دینا شرط کیا ہو حالانکہ بکثرت کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور ہم نے خوب تلاش کیا۔ مگر یہ کہ بطور مجاز جوش دینے سے جنبش دینا مراد ہو کہ مجمع الروایہ و شرح قدوری میں تصریح فرمائی کہ تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر اس کے برابر پانی ڈال کر جنبش دیں لہٰذا اس مقام میں غور چاہئے انتھی یا جوش دینے کا حکم خاص اس صورت میں رکھا جائے کہ تیل ناپاک ہونے کے بعد جم گیا ہو پھر میں نے دیکھا کہ صاحب درمختار نے خزائن میں اس کی تصریح کی کہ فرمایا بہتے تیل میں پانی ڈالیں اور جمے ہوئے کو پانی ڈال کر جوش دیں یہاں تک کہ تیل اوپر آ جائے آخر عبارت تک[2] ترجمہ بہتی چیز جیسے پانی اور انگور کا شیرہ وغیرہ ان کی پاکی یوں ہے کہ ان کی جنس کے ساتھ انہیں ملا کر بہا دیں۔

ایک دھار ہو کر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہو گیا خزانہ میں ہے انا مان ماء احدھما طاھر والاخر نجس فصبامن مکان عال فختلطافي الھواء ثم نزہ طھر کلہ پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع جائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ اڑ کر پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچایا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائیں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: مقتدی امام کے تابع ہے کہ امام مقتدی کے تابع حنفی امام کو شافعی مقتدی کے واسطے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لیے ٹھہرنا چاہے یا نہیں زید کہتا ہے ٹھہرنا چاہیے۔

الجواب: حنفی امام کو ہرگز جائز نہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے مقتدی شافعی کے خیال سے اتنی دیر ساکت رہے کہ وہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا اور نماز خراب وناقص ہوگی اسے پوری کرکے دوبارہ پھر پڑھنا واجب ہوگا کہ ضم سورت یعنی الحمد شریف کے بعد بلا فاصلہ سورت ملانا واجب ہے اس واجب کے قصداً ترک سے گنہگار ہوگا اور نماز کی اصلاح سجدہ سہو سے بھی نہ ہو سکے گی کہ یہ بھول کر نہیں قصداً ہے لہٰذا نماز پھیرنی واجب ہو گی۔ ردالمحتار میں ہے لوقرأھا ای الفاتحہ فی رکعۃ من الاولین مرتین وجب سجود الشھر لتاخیر الواحب ھو السورۃ کما فی الذخیرۃ وغیرھا وکذا لوقرأ اکثرھا ثم اعادھا کما فی الظھیریۃ اسی میں ہے[۱] لتأخیر الواجب و ھو السورۃ عن محلہ لفصلہ بین الفاتحہ والسورۃ باجنبي علاوہ بریں اس میں حکم شرع کی تغییر ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الامام لیؤتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہو کہ اسکی پیروی کی جائے نہ یہ کہ امام مقتدی کے فعل کا پابند کیا جائے یا تو ۳ فان فیہ قلب الموضوع زید کہ کہتا ہے امام ٹھہرنا چاہیے یا تو جاہل محض ہے اور کسی

[۱] ترجمہ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ دو بار پڑھی سجدہ سہو واجب ہوگا کہ واجب یعنی سورت کی تاخیر ہوئی اسی طرح ذخیرہ وغیرہ میں ہے یونہی اگر اس کا زیادہ حصہ پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھا جیسا کہ فتاوی ظہیریہ میں ہے ۲ ترجمہ اس لئے کہ اس میں واجب کہ سورت تھی اپنے محل سے پیچھے ہٹ گئی کہ فاتحہ وسورت میں ایک بیگانہ چیز کا فاصلہ ہو گیا ۳ اس لیے کہ اس میں قرار داد شریعت کا پلٹ دینا ہے۔ ۱۲

شافعی المذہب یا غیر مقلد سے سنی سنائی کہتا ہے یا خود غیر مقلد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷: ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔

الجواب: جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں۔ جواب سوال سوم میں اس کی حدیث گزری بلکہ یہ اور بھی اولیٰ کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸: مسلمان کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے بلند مکان پر جائز ہے۔

الجواب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور سنت نصاریٰ ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من الجفاء ان یبول الرجل قائما بے ادبی و بد تہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے [۱] رواہ البزار بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی پوری تحقیق مع ازالۂ اوہام ہمارے فتاوی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹: بعد فراغت جائے ضرور کے کاغذ سے استنجا پاک کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے ریل گاڑی میں درست ہے۔

الجواب: کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ و ممنوع و سنتِ نصاریٰ ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجہ اولیٰ۔ درمختار میں ہے کہ کرہ [۲] تحریما بشئ محترم ردالمحتار میں ہے یدخل [۳] فیہ الورق قال فی السراج قیل انہ ورق الکتابۃ و قیل

---

[۱] ترجمہ اسی بزار نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۱۲ [۲] ترجمہ کسی احترام والی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ [۳] ترجمہ اس ممانعت میں ورق بھی آ گیا سراج میں ہے کسی نے کہا لکھنے کا ورق کسی نے کہا درخت کا ورق یعنی پتا اور دونوں مکروہ ہیں انتہی اور اسے بحر وغیرہ میں مقرر رکھا اور پتے میں علت یہ ہے کہ وہ جانوروں کا چارہ ہے نیز چکنا ہے تو نجاست دور نہ کرے گا بلکہ پھیلائے گا حال کاغذ بھی یہی ہے کہ وہ بھی چکنا ہے اور قیمتی بھی اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے کہ وہ علم لکھنے کا آلہ ہو اس لیے تاتارخانیہ میں اس کی وجہ یہ فرمائی کہ کاغذ کی تعظیم دین کے ادب میں ہے اور ہمارے مذہب میں منقول ہوا ہے کہ حرفوں کی تعظیم ہے اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں اور بعض قاریوں کا بیان ہے کہ حروف تہجی ایک قرآن ہے کہ ہود علیہ الصلوۃ والسلام پر اترا۔

ورق الشجر وايهما كان فانه مكروه اه واقره في البحر وغيره والعلة في ورق الشجر كونه علفاللدواب و نعومته فيكون ملوثا غير مزيل وكذا ورق الكتابية للصَّفالِةِ و تقومه ولا احترام ايضاء لكونه الة كتابة العلم و لذاعلا في التاترخانيهٔ بان تعظيم من ادب الدين و نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولو مقطعة وذكر بعض القراء ان حروف الهجاءِ قرآن انزلت على هود عليه الصلاة والسلام اور ریل کا عذر صرف زید ہی کولاحق ہوتا ہے مسلمانوں کو کیوں نہیں ہوتا کیا ڈھیلے یا پرانا کپڑا نہیں رکھ سکتے۔ ہاں سنت نصاریٰ کا اتباع منظور ہوتو یہ قلب کا مرض ہے دوا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ١٠: مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ مونھ میں آوے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکیس لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونہہ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجے کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب و اعفوا اللحي ولاتشبهوا باليهود رواه الامام الطحاوی عن انس بن مالك ولفظ مسلم عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنهٔ جزوا الشوارب وارخوا اللحي وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہو یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ١١: ولد الزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہرے گا یا نہیں۔

جواب: ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا[1] فان الولد يَتبَعُ خير الابوين دِيْنًا ہاں اگر وہ سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا[2] فان ردة صبيِ العاقل صحيحة عندنا كمافي التنوير وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ترجمہ نابالغ بچہ ماں باپ میں جس کا دین دوسرے کے دین کی نسبت سے اچھا سمجھا جائے بچہ اسی کے دین پر مانا جائے گا [2] اس لئے کہ سمجھ دار بچہ اگر بعد اسلام کفر کرے گا ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا جیسا کہ تنویر الابصار وغیرہ میں ہے

مسئلہ ۱۲: مردوں کے درمیان ایک عورت کا انتقال ہوا اور عورتوں کے درمیان ایک مرد کا انتقال ہوا اس صورت میں غسل میت کو کون دے۔

الجواب: میت اگر عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے اگر چہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلوائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے یا اگر میت کنیز تھی شوہر یا کوئی اجنبی ویسے ہی تیمم کرادے اور کنیز نہ تھی اور کوئی محرم نہیں تو شوہر اپنی ہاتھوں پر کپڑا چڑھا کر بے آنکھیں بند کیے تیمم کرائے اور شوہر بھی نہ ہو تو اجنبی مگر آنکھیں بھی بند کرے اور اگر میت مرد یا ہوشیار لڑکا ہے اور وہاں کوئی مرد نہیں تو اگر میت کی زوجہ ہے کہ ہنوز حکم زوجیت میں باقی اور اسے مس کر سکتی ہو وہ نہلائے وہ نہ ہو تو سات آٹھ برس کی لڑکی اگر نہلا سکے اگر چہ سکھانے سے یا کوئی کافر ملے اور بتانے کے مطابق غسل دیں سکے تو ان سے نہلوایا جائے ورنہ جو عورت میت کی محرم یا کسی کی شرعی کنیز ہو وہ اپنے ہاتھوں سے یونہی تیمم کرائے اور آزاد و نامحرم ہے تو کپڑا لپیٹ کر مگر رو و دست میت پر نگاہ سے یہاں ممانعت نہیں[۱] ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ والدلائل فیھا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۳: اگر ایک مرد نے ظاہر عورت کو بغیر نکاح کے گھر میں رکھا ہے کیا اس شخص کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر بالفرض اس پر زنا ثابت بھی ہو جب بھی زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح کے لئے دین سماوی شرط ہے اعمال شرط نہیں اور اتنی بات پر کہ گھر میں رکھا ہے۔ اور ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا نسبت زنا کر بھی نہیں سکتے یہ نصِ قطعی قرآن مجید حرام شدید ہے بلکہ اگر گھر میں بیبیوں کی طرح رکھتا ہو اور بیبیوں کا سا برتاؤ برتتا ہو تو ان کو زوج و زوجہ ہی سمجھا جائے گا اور ان کی زوجیت پر گواہی دینی حلال ہوگی اگر چہ ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا کما[۲] فی الھدایۃ والدر المختار والھندیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۴: قربانی کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق

---

[۱] ترجمہ اس طرح فتاوی رضویہ میں ہے اور دلائل اسی میں مذکور ہیں ۱۲ [۲] جیسا کہ ہدایہ، در مختار و عالمگیری غیر ہا کتابوں میں ہے۔

کے بعد اور نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: دیہات میں نماز عید جائز نہیں قربانی اگر گاؤں میں طلوع صبح کے بعد ہو سکتی ہے اگر چہ شہری اپنی قربانی وہاں بھیجدی ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کرلی قربانی نہ ہوئی اگر چہ قربانی دیہاتی کی ہو کہ اس نے شہر میں کی درمختار میں ہے[۱] اول وقتها بعد الصلاة ان ذبح فی مصر ای بعد اسبق صلاة عید ولو قبل الخطبة لكن بعد ها احب (و بعد طلوع فجر یوما النحر ان ذبح فی غیره) والمعتبر مكان الاضحیة لامكان من علیه فحیلة مصری ارادا لتعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر مجتبی۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵: قربانی کے تین حصے کرنا۔ ایک حصہ خود کا دوسرا خویش و اقارب کا تیسرا مسکینوں کا اگر مساکین لوگ اہل اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس حصہ کا کیا حکم ہے اگر کسی شخص نے قربانی کی اور تین حصے نہیں کیے اور خود ہی گھر میں کھا لیے آیا یہ قربانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب: تین حصے کرنا صرف استحبابی امر ہے کچھ ضروری نہیں۔ چاہے سب اپنے صرف میں کر لے یا سب عزیزوں قریبوں کو دیدے یا سب مساکین کو بانٹ دے یہاں اگر مسلمان مسکین نہ ملے تو کسی کافر کو اصلا نہ دے کہ یہ کفار ذمی نہیں تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ کوئی صدقہ اصلا کچھ ثواب نہیں رکھتا درمختار میں ہے[۲] امام الحربی ولو مستأمنا فجمیعُ الصدقات لا تجوزله اتفاقا بحر عن الغایة وغیرها بحر الرائق

[۱] ترجمہ قربانی اگر شہر میں کی جائے تو شہر میں سب سے پہلی نماز عید ہو چکنے کے بعد اس کا وقت ہے اگر چہ خطبہ سے پہلے ہو ہاں خطبہ کے بعد بھی ہونا زیادہ پسند ہے اور اگر شہر کے سوا گاؤں وغیرہ میں کریں تو دسویں تاریخ کے پو پھٹتے ہی اس کا وقت آ جاتا ہے اور اس میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ قربانی ہو قربانی والے کی جگہ کا لحاظ نہیں تو جو شہر میں ہے اور چاہے کہ نماز سے پہلی قربانی کرلو اس کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی شہر سے باہر بھیجدے وہاں صادق ہوتے ہی قربانی کردی جائے یہ مجتبیٰ میں ہے۔

[۲] ترجمہ جو کافر ذمی نہیں اگر چہ امان لے کر دارالاسلام میں آیا تو باتفاق ائمہ اسے کسی قسم کا صدقہ خیرات دینا جائز نہیں اسے بحرالرائق میں غایہ شرح ہدایہ وغیرہ سے نقل فرمایا ۱۲

میں معراج الدرایہ شرح ہدایہ سے ہے اصلتہ لا تکون برا شرعا ولذالم یخر التطوع الیہ فلم یقع قربۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم (مسائل بار دیگر)

مسئلہ ۱۶: مولانا صاحب آپ کی طرف سے جواب سوال یازدہم میں ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا اور مولانا مولوی صاحب محمد بشیر صاحب کی طرف سے جواب ملا ہے کہ اگر وہ بچہ کی ماں کافر ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ہے مولانا صاحب کا جواب ۲ پیش نظر ہے۔

الجواب: کرم فرمایا۔ مولوی محمد بشیر صاحب نے یہ جس سوال کا جواب دیا ہے وہ میرے ان مسائل میں سوال یازدہم نہیں بلکہ سوال ہفتم ہے۔ سوال یازدہم یہ تھا ولدالزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہریگا یا نہیں۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا ہاں اگر سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا اس سوال کا یہی جواب ہے اور وہ سوال جس کا جواب مولینا موصوف نے دیا وہ سوال ہفتم یہ تھا ولدالزنا کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں والدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان اس کا جواب میں نے یہ دیا تھا جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کی مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں اس سوال کا یہی جواب ہے جو فقیر نے گزارش کیا اور جب وہ مسلمان ہے یہ شرط اس خیال سے لگائی کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ یا سمجھ والا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو نہ اس کے جنازے کی نماز ہو سکتی ہے نہ مسلمانوں کے مقابر میں دفن ہو سکتا ہے کہ اب وہ مسلمان نہیں فتاوٰے مولوی عبدالحی سے جو مطلق حکم نقل فرمایا گیا کہ بالغ ہونے سے پہلے ماں کا تابع ہے ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان یہ حکم اگر فتاوٰی مذکورہ میں یونہی مطلق ہے تو محض غلط ہے یہ حکم

---

۱ ترجمہ غیر ذمی کافر کا کچھ دینا شرعاً نیکی نہیں ولہٰذا اسے نفل خیرات دینا بھی جائز نہیں تو اس میں کچھ ثواب نہیں ۱۲ ۲ وہ جواب یہ ہے سوال ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان جواب ولدالزنا بالغ ہونے کے بعد ایمان لایا تو تجہیز مسلمانوں کی طرح ہوگی اور اگر کافر رہا تو کافر کی طرح دفن کیا جائے گا اور بالغ ہونے سے پہلے ماں کے تابع ہے اس کا نسب ماں سے ہے زانی باپ سے نہیں ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان واللہ اعلم (فتاوٰی مولانا عبدالحیٔ)

صرف اس وقت تک ہے کہ بچہ ناسمجھ ہے سمجھ دار ہونے کے بعد اگر وہ نابالغی ہی میں اسلام لائے گا بیشک مسلمان ہے اگر چہ ماں باپ حلالی بچہ کے دونوں کافر ہوں اور اس عمر میں نابالغ کفر کرے گا بیشک کافر ہے اگر چہ ماں باپ دونوں مسلمان ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: جواب سوال سیزدہم میں زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے زید کہتا ہے کیسے جائز ہو زانی پر غسل چالیس روز تک نہیں اترتا ہے کیا زید کا قول سچا ہے اور زانی کا غسل اترتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید نے محض غلط کہا زانی کے ظاہر بدن کی طہارت اول ہی بار نہانے سے فوراً ہو جائیگی ہاں قلب کی طہارت توبہ سے ہوگی اس میں چالیس دن کی حد باندھنی غلط ہے چالیس برس توبہ نہ کرے تو چالیس برس طہارت باطن نہ ہوگی۔ اور غسل نہ اترنے کو ذبیحہ ناجائز ہونے سے کیا علاقہ۔ طہارت شرط ذبح نہیں جنب کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی درست ہے بلکہ وہ جن کا غسل فی الواقع کبھی نہیں اترتا یعنی کافران کتابی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ سب کتابوں بلکہ خود قرآن عظیم میں حلال فرمایا ہے "طعام الذين اوتو الكتب حل لكم" کتابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور کفار کا کبھی غسل نہ اترنا اس لئے کہ غسل کا ایک فرض تمام دہن کے پرزے پرزے کا حلق تک دھل جانا ہے دوسرا فرض ناک کے دونوں نتھنوں میں پوسے نرم بانسے تک پانی چڑھنا۔ اول اگر چہ ان سے ادا ہو جاتا ہے جبکہ بے تمیزی سے مونہہ بھر کر پانی پئیں مگر دوم کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نادرست اور نمازیں باطل ہیں نہ کہ کفار امام ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں[۱] في المحيط نص محمد في السير الكبير فقال و ينبغي لكافر اذا اسلم

---

[۱] ترجمہ محیط میں ہے کہ امام محمد نے سیر کبیر میں نص فرمایا کہ جو کافر مسلمان ہوا سے غسل جنابت سے نہیں نہاتے اور نہانے کا طریقہ نہیں جانتے اُنہی ذخیرہ میں ہے بعض کافر تو سرے سے یہی نہیں جانتے کہ جنابت کے بعد نہانے کا حکم ہے اور بعض اتنا تو جانتے جیسے کفار قریش کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نسلاً بعد نسل ان کے یہاں غسل جنابت چلا آیا مگر وہ نہانے کی کیفیت نہیں جانتے نہ کلی کریں نہ ناک میں پانی ڈالیں حالانکہ یہ دونوں فرض ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انکا فرض ہونا۔ بہترے اہل علم پر مخفی رہا پھر کافروں کی کیا حقیقت تو سب کفار کا حال وہی ہے جس کی طرف امام محمد نے اشارہ فرمایا کہ یا تو جنابت کا غسل ہی نہ کریں گے یا کریں تو کرنہ جانیں گے بہر حال بعد اسلام انہیں نہانے کا حکم دیا جائے گا کہ جنابت باقی ہو اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو بعض مشائخ نے بعد اسلام نہانے کو مستحب لکھا ہے وہ صرف اس کافر کیلئے ہے جو اتنک کبھی جنب نہ ہوا تھی مثلاً بلوغ سے پہلے اسلام لے آیا۔

ان یغتسل غسل الجنابة لان المشرکین لا یغتسلون من الجنابة ولا یدرون کیفیة الغسل اھ و فی الذخیرة من المشرکین من لا یدری الاغتسال من الجنابة و منھم من یدری کقرشی فانھم توارثوا ذٰلِکَ من اسمعیل علیہ الصلاة والسلام الا انھم لا یدرون کیفیتہ لا یتمضمضون وَلَایستَنشقونَ وھما فرضان الا تری ان فرضیة المضمضة وَالاستنشاق خفیت علی کثیر من العلماء فکیف علی الکفار فحال الکفار علی ما اشار الیہ فی الکتاب اما ان لا یغتسلوا من الجنابة اویغتسلون ولکن لا یدرون کیفیتہ وای ذلک کان یؤمرون بالاغتسال بعد الاسلام لبقاء الجنابة وبہ بتبین ان ما ذکر بعض مشائخنا ان الغسل بعد الاسلام مستحب فذلک و فیمن لم یکن اجنب اھ مختصرا ہاں یہ اور بات ہے کہ بحال جنابت بلا ضرورت ذبح نہ چاہے کہ ذبح عبادت الٰہی ہو جس سے خاص اس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اس میں تسمیہ و تکبیر ذکر الٰہی ہے تو بعد طہارت اولٰی ہے اگر چہ ممانعت اب بھی نہیں درمختار میں ہے [1] لا یکرہ النظر الی القرآن لجنب کما لا تکرہ ادعیة ای تحریما والا فالو ضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸: زید کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں راقم عبد المصطفٰے ﷺ خدا جل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبدالمصطفٰے ﷺ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفٰے ﷺ نہ کہ بندہ۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحو الا یامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کرو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقة مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے

[1] ترجمہ قرآن مجید پر نگاہ کرنا جنب کو مکروہ نہیں جیسے دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں یعنی مکروہ تحریمی ورنہ ناجائز نہیں ورنہ وضو تو ہر ذکر کیلئے مستحب ہے اور اس کا ترک خلاف اولٰے۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنت عبدہ و خادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمتگار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابوحنیفہ و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ عنہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کیا۔

گفت مادو بندگان کوئے تو　　　کردمش آزاد ہم برروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخشدیتا ہے بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بندۂ خود خواندا احمد دررشاد　　　جملہ عالم رانجواں قل یعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پاکر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاوٰی مسمے بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبدالمصطفٰے کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ بذل الصفا بعبدالمصطفٰی میں ہے اے مسکین عبداللہ بمعنی خلق خدا وملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبدالمصطفٰے ہے امام الاولیا و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسه فی ملك النبی

صلی اللہ علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان جو اپنے آپ کو نبی ﷺ کا مملوک نجانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔ آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کیلئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ ﷺ کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفےٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے والعیاذباللہ رب العلمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: زید کہتا ہے کہ مولانا صاحب احمد رضا خان تمہید ایمان میں ہر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تو کیا مولوی صاحب کا خدا جل جلالہ نہیں ہے۔

الجواب: جاہل اپنی جہالت یا حق کی عداوت سے اعتراض کے لئے مونہہ کھول دیتا ہے اور نہیں جانتا یا پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا اعتراض کہاں کہاں پہنچا انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین وخود حضور سید العلمین وقرآن عظیم سب پر اعتراض ہوا ﷺ علی المصطفےٰ وعلیہم وبارک وسلم یہاں سینکڑوں آیات واحادیث ہیں بطور نمونہ چند ذکر کریں آیت ۱۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اپنے رب سے اپنی قوم کی شکایت میں عرض کرتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہارا رب بہت بخشنے والا ہے تم اس سے معافی چاہو کیا معاذ اللہ وہ نوح علیہ السلام کا رب نہیں آیت ۲ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ سیدنا ہود علیہ الصلوۃ والسلام نے کفار عاد سے فرمایا اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ کیا معاذ اللہ وہ ہود (علیہ الصلوۃ والسلام کا رب نہیں) آیت ۳۔ قال ربکم و رب اٰبائکم الاولین سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرعون کو بتایا کہ اللہ وہ ہے جو تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا کیا معاذ اللہ موسےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا رب نہیں آیت ۴۔ انہیں نے قوم سے فرمایا اعجلتم امر ربکم تمہارے رب کا حکم آنے والا تھا تم نے اس کا انتظار نہ کیا۔ آیت ۵۔ واذ قال موسےٰ

لقومہ یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم اور یاد کروا ے محبوب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے خالق کی طرف توبہ کرو۔ اپنی جانیں قتل کرو یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بھلا ہے۔ کیا معاذ اللہ وہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا خالق نہیں آیت ۶۔ انی امنت بربکم فاسمعون حبیب بخار ﷺ نے اپنی قوم کے کفار سے کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا میری بات سنو۔ کیا انکا رب نہ تھا اور اس کہنے پر داخل جنت کئے گئے قیل ادخل الجنۃ آیت ۷۔ قالو معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون. نجات پانے والے خاموش رہنے والوں سے بولے کہ ہم جو نافرمانوں کو گناہ سے منع کرتے ہیں اس لئے کہ تمہارے رب کے حضور ہمارے لیے عذر ہو اور یوں کہ شاید یہ لوگ ڈریں۔ کیا انکا رب نہ تھا اور نجات انہوں نے پائی جنہوں نے تمہارا رب کہا تھا کہ انجینا الذین ینھون عن السوء الآیہ ہم نے ان کو نجات دی جو بدی سے منع کرتے تھے۔ آیت ۸۔ انی قد جئتُکم بایۃ من ربکم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا میں تمہارے رب کے پاس سے نشانی لیکر آیا ہوں کیا معاذ اللہ ان کا رب نہیں۔ آیت ۹۔ حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ما ذا قال ربکم قالوا الحق وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکبیر. جب آسمانوں پر وحی اترتی اور ملائکہ پر غشی چھا جاتی ہے جب اس سے افاقہ ہوتا ہے جبریل امین وغیرہ سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند بڑائی والا کیا وہ ان فرشتوں کا رب نہیں آیت ۱۰۔ وَنَادیٰ اصحب الجنۃ اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقاقالوا نعم بہشتیوں نے دوزخیوں کو پکار کر کہا کہ ہم نے تو پالیا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا بولے ہاں۔ یہاں غالباً معترض کو یہ سوجھے گی کہ بہشتیوں نے دو رب مانے ایک رب اپنا جس کا وعدہ انہوں نے سچ پایا دوسرا رب دوزخیوں کا جس کے وعدے کا حال ان سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رب کا وعدہ تو

سچا ہوا تم اپنے رب کے وعدے کی خبر کہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
حدیث صحاح ستہ میں جریر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رؤیتہٖ بیشک تمہارے رب کا تمہیں دیدار ہوگا۔ جیسے اس چاند کو سب بے مزاحمت دیکھ رہے ہیں حدیث ۲۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یجعل معی الٰہ فمن اتقی ان یجعل معی الٰھا فانا اھل ان اغفرلہ تمہارا رب فرماتا ہے میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈریں کسی کو میرا شریک نہ کریں۔ پھر جو اس سے بچا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت فرماؤں حدیث ۳۔ ابوداؤد ونسائی بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولو اللمنافق سید فانہ ان یکن سید افقدا سخطتم ربکم عزوجل منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تمہارے رب کا تم پر غضب ہوا حدیث ۴۔ ابوداؤد وترمذی بافادہ تحسین وتصحیح امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ان ربك و تعالی لیعجب من عبدہ قال رب اغفرلی ذنوبی بیشک تمہارا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے الٰہی میرے گناہ بخشدے حدیث ۵۔ بیہقی جابر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بارھویں ذی الحجہ کو خطبہ فرمایا اس میں ارشاد فرمایا یایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد اے لوگو تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک حدیث ۶۔ امام احمد وحاکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم لوان عبادی اطاعونی لا سقیتھم المطر باللیل وَلَاطَلَعَتْ علیھم الشمس بالنھار ولما اسمعتھم صوت الرعد یعنی تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے تو میں رات کو انہیں بارش دیتا اور دن کو کھول دیتا اور انہیں بادل کی گرج نہ سناتا۔ حدیث ۷۔ صحیح ابن خزیمہ میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے سلخ شعبان کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ فرمایا اور اس میں رمضان مبارک کے فضائل و رغائب ارشاد کیے از انجملہ فرمایا واستکثروا فیہ من اربع

خصال خصلتین ترضون بهما ربکم و خصلتین لا غنی بکم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربکم فشهادة ان لااله الا الله وتستغفر ونه وَاما الخصلتانِ لاغنی بکم عنهما فتسألون الله الجنة وتعوذون به من النار۔ اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو دو باتیں وہ جن سے تمہارا رب راضی ہو اور دو کی تمہیں ہر وقت ضرورت وہ دو جن سے تمہارا رب راضی ہو کلمہ شہادت واستغفار ہیں اور دو جن کی تمہیں ہمیشہ ضرورت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو حدیث ۸۔ طبرانی کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات فتعرضوا لهالعل ان یصیبکم نفحة منها فلا تشقون بعدها ابدا بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے دنوں میں کچھ خاص تجلیاں ہیں ان کی جستجو کرو شاید تم پر ان میں سے کوئی تجلی ہو جائے تو کبھی بدبختی نہ آنے پائے حدیث ۹۔ امام احمد عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے راوی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھے از انجملہ یہ کہ سب سے بہتر ہجرت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تهجر ما کره ربك یہ کہ جو بات تمہارے رب کو ناپسند ہے اس سے کنارہ کرو۔ حدیث ۱۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے حضور اقدس ﷺ نے بدر کے دن سرداران کفار قریش سے چوبیس کی لاشیں ایک ناپاک گندے کنویں میں پھینکوا دیں اور عادت کریمہ تھی کہ جو مقام فتح فرماتے وہاں تین شب قیام فرماتے جب بدر میں تیسرا دن ہوا ناقہ شریفہ پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا اور خود مع اصحاب اکرام اس کنویں پر تشریف لے گئے اور ان کافروں کو نام بنام مع ولدیت پکار کر فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں ایسرکم انکم اطعتم الله ورسوله فانا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعدربکم حقا کیوں کیا اب تمہیں خوش آتا ہے کہ کاش اللہ ورسول کا حکم مانا ہوتا ہم نے تو پایا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا کیا تمہیں بھی ملا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تم سے کیا۔ یہ دسویں حدیث دسویں آیت کی مثل ہے۔ رہا یہ کہ کس جگہ ہمارا رب کہنا زیادہ مناسب ہوتا ہے اور کس جگہ تمہارا رب کہنا یہ فن بلاغت و معرفت مقتضائے

حال سے متعلق ہے جاہل معترضین کے سامنے اس کا ذکر فضول۔ تھوڑی تمیز والا اپنے باہمی محاوروں میں اتنا دیکھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بعض بیٹے نافرمان ہوں اور فرمانبردار بیٹا انہیں ہدایت کرے تو یوں ہیں کہے گا کہ بھائیو یہ تمہارے باپ ہیں۔ دیکھو تمہارے باپ کیا فرماتے ہیں اس وقت یہ کہنے کا موقع نہیں کہ دیکھو یہ میرے باپ ہیں اس کی نظیر وہی ہے جو ابھی حدیث پنجم میں گزری کہ اے لوگوں تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام اس وقت انہیں اپنا باپ نہ فرمایا حالانکہ عالم صورت میں بیشک وہ حضور اقدس ﷺ کے باپ ہیں اگرچہ عالم معنیٰ میں حضور اقدس ﷺ آدم و عالم سب کے باپ ہیں ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس ﷺ کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورۃ وَابَایَ معنیً اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ ﷺ وعلیہ وعلی الانبیاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۔ مولود شریف شرف الانام کے آخر میں جناب سید حاجی محمد شاہ میاں ابن سید ابا میاں ساکن جام نگر ملک کاٹھیاوار لکھتے ہیں کہ اس ملک میں اکثر لوگ مسائل ضروری سے بالکل ناواقف ہیں اور جوار دو خواں ہیں وہ بھی فقہ کی کتابوں سے دور بھاگتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فرائض کا جاننا فرض ہے اور جو شخص ضروری مسائل سے آگاہ نہیں اس کی امامت اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں مولنا صاحب اگر اس مسئلہ کی یہی صورت ہے تو اکثر لوگ نماز کے فرائض سے ناواقف ہیں اور ذبح کرتے ہیں تو یہ کھانا تو حرام ہوا

الجواب: ہر کام کیلئے اتنے مسائل کا جاننا ضروری ہوتا ہے جس قدر اس کام کے صحت و فساد و حلت و حرمت سے متعلق ہیں ذبح کیلئے نماز کے فرائض جاننا کچھ ضروری نہیں جیسے نماز کیلئے ذبح کے شرائط جاننے کی حاجت نہیں پھر ان کا نہ جاننا کبھی تو مطلقاً اس کام کے بطلان کا موجب ہوتا ہے جبکہ جاننا شرط ہو جیسے کوئی شخص نماز پڑھے اور یہ اسے نہ معلوم ہو کہ نماز فرض ہے یا ظہر کی نماز پڑھی اور یہ معلوم نہیں کہ وقت ہو گیا ہے شک کی حالت میں پڑھی نماز نہ ہو گی اگرچہ واقع میں وقت ہو گیا ہو اور کبھی ان کا نہ جاننا اسوقت موجب فساد و حرمت ہوتا ہے جبکہ نہ جاننے کے باعث عمل میں نہ آئیں اور اگر عمل میں آجائیں اگرچہ

بے جانے تو کام ٹھیک ہوگیا جیسے غسل میں ناک کا پورا نرم بانسا اندر سے دھل جانا فرض ہے اگر پانی وہاں تک نہ پہنچا غسل نہوگا نماز باطل ہوگی عمر بھر ناپاک رہے گا اور اگر اتفاقاً پانی وہاں تک بلاقصد چڑھ گیا کہ اس سب جگہ کو دھو گیا غسل ہوگیا اگرچہ اسے اس فرض کی خبر نہ تھی۔ ذبح میں جو شرطیں ہیں مثلاً تسمیہ جسے تکبیر کہتے ہیں اور چار رگوں میں سے تین کٹ جانا ان میں اختلاف ہے بعض ان کو قسم اوّل سے کہتے ہیں یعنی ان کا جاننا ضروری ہے ان کے طور پر شرف الانام کی وہ تحریر صحیح ہے اور راجح یہ ہے کہ انکا واقع ہو جانا ضرور ہے اگرچہ اسے ان کی شرطیت کا علم نہ ہو اس طور پر وہ قول صحیح نہیں ذبیحہ اسوقت نادرست ہوگا کہ قصداً تکبیر نہ کہے یا تین سے کم رگیں کٹیں اور اگر تکبیر کہی اور رگیں کٹ گئیں ذبیحہ حلال ہوگیا اگرچہ یہ شخص ذبح کے ضروری مسائل سے آگاہ نہ ہو درمختار میں ہے [1] شرط کون الذابح یعقل التسمیۃ و الذبح ردالمحتار میں ہے [2] اوفی الهدایة ویضبط واختلف فی معناہ فی العنایة قیل یعنی یعقل لفظ التسمیة وقیل یعقل ان حل الذبیحة بالتسمیة ویعلم شرائط الذبح من فری الاوداج والحلقوم اھ و نقل ابو السعود عن مناهی الشرنبلالیة ان الاول الذی ینبغی العمل به لان التسمیة شرط فیشترط حصوله لا تحصیله اھ وهکذ ظهرلی قبل ان اراہ مسطورا ویؤیدہ ما فی الحقائق والبزازیة لوترك التسمیة ذاکرا لها غیر عالم بشرطیتها فهو فی معنی الناسی اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا تکبیر اور ذبح کو جانتا ہو [2] ترجمہ اس کے ساتھ ہدایہ میں ضبط کا لفظ بڑھایا یعنی یہ خوب سمجھ کر دلنشیں کرلیا ہو اور اس میں علما کو اختلاف ہوا عنایہ میں ہے۔ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ لفظ تکبیر معلوم ہو بعض نے کہا یہ بھی جاننا شرط ہے کہ ذبیحہ بے تکبیر حلال نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا کہ ذبح میں ان ان رگوں کا کٹنا شرط ہے انتہی علامہ ابوالسعود نے علامہ شرنبلالی سے نقل کیا کہ پہلے ہی قول پر عمل کرنا چاہیے اس لئے کہ تکبیر ایک شرط ہے اور شرائط کا ہو جانا کفایت کرتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ بالقصد انہیں جان کر حاصل کیا جائے انتہی اس لکھا ہوا دیکھنے سے پہلے خود مجھے بھی یہی ظاہر ہوا تھا اور اس کا مؤید ہو کتاب حقائق وفتاوی نازیہ کا یہ مسئلہ کہ اگر یہ نہ جانتا تھا کہ تکبیر کہنا شرط ہو اس لئے بے تکبیر ذبح کیا تو وہ ایسا ہے جیسے بھول کر تکبیر نہ کہی انتہی ۱۲

مسئلہ ۲۱ تا ۲۳: اسلام کی چوتھی بنیاد زکوۃ دینا سوائے قرض کے ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو یا اتنی ملکیت سوائے گھر رہنے کے اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کے ہو اس پر ہر برس سو روپے پر اڑہائی زکوۃ ہے۔ زید کہتا ہے کہ اگر زیور عورت کو ایک سے لیکر دس ہزار کا ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے یہ ضروری زیور ہے۔ ہاں جو زیور ڈبل ہو اس پر زکوۃ ہے اس طرح سے لباس کا مولانا صاحب یہ قول زید کا حق ہے یا برخلاف شرع کے ہے ۲۲ اور شرع میں حد کہاں تک ہے گھر اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کا ۲۳ اگر سوائے گھر کے اور مکان ہے تو اس پر زکوۃ کیا قیمت سے نکالیں گے یا اس کے کرایہ پر۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے زیور اصلا ضروری و حاجت اصلیہ نہیں اگر سونے یا چاندی کا ایک چھلا یا ایک تار بھی ہو ضرور زکوۃ میں شامل کیا جائے گا جبکہ دین وغیرہ حاجات اصلیہ سے فارغ ہو درمختار میں ہے[1] اللازم فی مضروب کل منھما ومعمولہ ولو تبرا اوحلیا مطلقا مباح الاستعمال اولاولو للتجمل لانھما خلقا اثمانا فیز کیھما کیف کانا ربع عشر زیور پر زکوۃ فرض ہونے میں بکثرت احادیث آئی ہیں اور یہ کہ جس زیور کی زکوۃ نہ دی جائے اسی شکل کا زیور نار جہنم کا بنا کر پہنایا جائے گا۔ مکان و لباس و اسباب و سواری میں لوگوں کی حاجتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار گز کی کوٹھڑی کافی ہے کسی کو قلعہ درکار ہے وعلی ہذا القیاس پھر ہے یہ کہ زکوۃ صرف تین باتوں پر ہے اوّل سونا چاندی اور نوٹ اور شلنگ اور اکنیاں اور پیسے بھی جب تک بازار میں چلیں اسی میں داخل ہیں۔ دوم تجارت کیلئے جو مال خریدا اگر چہ مٹی ہو سوم چرائی پر چھوٹے ہوئے اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری دنبہ سب کے نر ہوں خواہ مادہ اور امام کے نزدیک گھوڑی بھی نیز گھوڑا اگر جوڑا ہو ان کے سوا کسی شے پر زکوۃ نہیں اگر چہ لاکھوں روپے کے دیہات مکانات موتی جواہر ہوں۔ ہاں گاؤں مکانوں کے محصول یا کرائے کے روپوں اشرفیوں پیسوں نوٹوں کو شامل مال زکوۃ کیا جائے گا۔ سواری کے جانور پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی سواری کا جانور

---

[1] چاندی سونا پتر ادن یا سکہ یا کوئی برتن وغیرہ بنا ہوا خواہ زیور چاہے اس کا استعمال جائز ہو یا نہ ہو خواہ محض آرائش کیلئے ہو ہر طرح ان پر چالیسواں حصہ لازم ہے کہ وہ پیدائشی ثمن ہیں تو کیسے ہی ہوں (ان کی زکاۃ دیگا)۔

موجود ہونا کچھ وجوب زکوٰۃ کی شرط نہیں۔ زکوٰۃ چوتھی بنا نہیں بلکہ تیسری ہے کہ روزوں سے مقدم اور نماز کے بعد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴: پانچویں بنا حج بیت اللہ کا عمر میں ایکبار کرنا فرض باقی مستحب ہے اگر آنے جانے کا خرچ ہو اور اس کے آنے تک اس کے بال بچوں کے لئے نفقہ بھی ہو اور راستہ امن کا ہو اور قزاقوں کا غلبہ نہ ہو۔ مسئلہ دیوانے اور بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور قیدی پر حج فرض نہیں اور زاد راہ ہوتے ہوئے جو شخص حج ادا نہ کرے ایسوں کے حق میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عَنْ عَلِّی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلّٰی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْه اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْنَصْرَانِیًّا یعنی روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کوئی مالک ہوا زادِ راہ اور خرچ اور سواری کا کہ پہنچا دے اس کو مکہ معظّمہ تک باوجود اس کے حج نہ کیا پس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی ہو کر زید کہتا ہے جب لبیک کا آواز نہیں ہوا تو کیسے حج کو آدمی چلا جا سکتا ہے خداوند کریم جل جلالہ نے زادراہ کر دیا تو یہ لبیک کا آواز نہیں تو اوپر گزری حدیث شریف حضور اقدس ﷺ کی کیا جھوٹی ہے زید کے نزدیک۔

الجواب: زید جاہلانہ حجتیں کرتا ہے لبیک نہ کہنا کس کا قصور ہے اُسی کا تو ہے جس نے اللہ کے خلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اللہ کے حکم سے اللہ کے گھر کی طرف ندا فرماتے اپنے باپ کی پُشت میں سنا اور منظور نہ کیا لبیک نہ کہا اسی نے کہنے اور پیدا ہو کر اس پر قائم رہنے اور باوصف قدرت کبھی حج نہ کرنے کی یہ سزا ہے کہ معاذ اللہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ زید اگر حدیث کو جھٹلائے گا آیت کریمہ کو کیا کرے گا وہاں بھی حج کی فرضیت ارشاد فرما کر صاف فرما دیا ومن كفر فان الله غني عن العلمين اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے مسئلہ یہ ہے کہ جو حج کو خدا کا فرض نہ جانے وہ حقیقتاً کافر ہے اور جو باوصف قدرت حج کو نہ جائے وہ کفران نعمت کرتا ہے پھر اگر قادر تھا اور حج کا قصد ہی نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو یہ حکم کو معاذ اللہ ہلکا جاننے کا پہلو ہے اور اس پر خاتمہ بد ہونیکی

وعید ہے پھر جسے چاہے وعید سے بچالے کہ وعیدیں سب مقید بمشیت ہیں ویغفر مادون ذلك لمن یشاء واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵ تا ۳۰: میت کو کفن دیا جاتا ہے اور کفنی پر آب زمزم چھڑک کر اور خاک شفا سے کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا اور بعد نماز جنازہ ۲۶ اور بعد نماز جنازہ قبر میں میت کو اتار کر سورہ اخلاص کی مٹی دینا اور ۲۷ بعد میت کے مونہہ کی طرف عہد نامہ عربی لکھ کر قبر میں دیوار میں رکھنا ۲۸ اور بعد قبر بند کر کے قبر کو گول حلقہ باندھ کر سورہ مزمل پڑھنا ۲۹ اور فاتحہ پڑھ کر لوگ دور جاویں اس کے بعد قبلہ رو ہو کر اذان دینا اور ۳۰۔ گھر سے جنازہ لیکر روانہ ہوتے وقت حضور اقدس ﷺ کی نعت میں قصائد اردو یا عربی پڑھنا یہ فعل کار خیر ہے یا نہیں اور اس سے میت کو خداوند کریم جل جلالہ کی طرف سے رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کہتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

الجواب: کفن پر کلمہ طیبہ یا عہد نامہ لکھنے کی اجازت آئی۔ درمختار میں ہے۔ کتب علی جبهة المیت اوعمامة او کفنه عهدنامه یرجی ان یغفر اللہ تعالٰی للمیت.

یعنی میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھیں تو امید ہے کہ اللہ عزوجل اس میت کی مغفرت فرمائے حلبی علی الدر میں ہے المعنے ان یکتب شیء مما یدل انه علے العهدالازلی الذی بَیْنَهٗ و بین ربه یوم اخذ المیثاق من الایمان والتوحید والتبرك باسمائه تعالیٰ و نحوذلك یعنی وہی خاص دعا ہونا کچھ ضرور نہیں جو عہد نامہ کہلاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز لکھیں جو اس عہد پر قائم رہنے کی دلیل ہو جو اللہ عزوجل نے اس سے روز الست لیا تھا کہ اسے ایک جاننا اور ایمان پر قائم رہنا اور یہ کہ بندہ اسمائے الٰہیہ اور ان کے قریب اور معظم کلمات سے برکت لینے والوں سے ہے انتہے یعنی یہ خود بھی دلیل ایمان ہے اس مسئلہ کی کامل تفصیل و تحقیق جمیل ہمارے رسالے الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن میں ہے ۲۷۔ اور اولٰی یہ ہے کہ عہد نامہ یا شجرہ طیبہ قبر میں طاق بنا کر اُس میں رکھیں کہ میت کے بدن سے اگر کچھ رطوبت نکلے تو اس سے محفوظ ہی رہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے یہ طاق قبر کے سرھانے بتایا اور فقیر کے نزدیک دیوار

قبلہ میں ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے رو برو پیش نظر رہے شاہ صاحب موصوف کے رسالہ فیض عام میں ہے۔

سوال: شجرہ در قبر نہادہ خواہد شد یا نہ واگر نہادہ خواہد شد ترکیب آں عنایت شود

الجواب: شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان ست لیکن ایں را دو طریق ست اوّل اینکہ بر سینہ مردہ درون کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع میکنند ومیگویند کہ از بدن مردہ خون وریم سیلان میکند وموجب سوئے ادب باسمائے بزرگان۔ مشود وطریق دوم این ست کو جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگوارند ودران کاغذ شجرہ رانہند سورہ اخلاص کی مٹی دینا بھی نام الٰہی وکلام الٰہی سے تبرک ہے اور اسی میں داخل ہے جو ابھی حلبی درمختار سے منقول ہوا کہ والتبرک باسماءٔ تعالیٰ ۲۸ سورہ مزمل قرآن کریم ہے اور قرآن کریم نور وہدی ودفع بلا وموجب نزول رحمت و ہزاران ہزار برکت اور گرد قبر حلقہ باندھنے میں حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضرور ہے کہ کسی پہلی قبر پر پاؤں نہ پڑے۔ قبر پر پاؤں رکھنا بے مجبوری محض ناجائز ہے یہاں تک کہ علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے عزیز کے گرد اور مسلمانوں کی قبریں ہوگئیں کہ یہ ان کی قبروں پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جا سکتا تو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے درمختار میں ہے[1] یکرہ المشے فی طریق ظن انہ محدث حتی اذا لم یصل الی قبرہ الابرط ء قبر ترکہ اور حلقہ باندھ کر سب پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی بآواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز وحرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس امید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔ ۲۹۔ لوگوں کی واپسی کا انتظار تلقین میں ہے کہ اکثر اوقات نکیرین سوال کیلئے اسوقت آتے ہیں جب لوگ دفن سے واپس جاتے ہیں کہ مقصود امتحان ہے اور امتحان تنہائی میں زیادہ ہے جب تک مجمع قبر کے گرد ہے میت کا دل انہیں دیکھ کر قوی رہے گا لہٰذا تنہائی دیکھ کر آتے ہیں وحسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] ترجمہ قبرستان کے جس راستے کی نسبت گمان غالب ہو کہ یہ نکالا گیا ہو اس میں چلنا ممنوع ہو یہاں تک کہ اگر کسی قبر تک

دوسری قبر پر پاؤں رکھکر جانا پڑے تو اسے ترک کرے ۱۲

اذان میں اس انتظار کی حاجت نہیں بلکہ دفن کرتے ہی معا ہونی چاہیے کہ اس سے مقصود دفع وحشت و دفع شیطان و نزول رحمت و حصول اطمینان ہے اس کی تحقیق کامل ہمارے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں ہے جنازے کے ساتھ کلمہ شریف یا درود شریف یا نعت شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں رکھتا یہ سب ذکر الٰہی ہیں اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے مامن شئ الحی من عذاب اللہ من ذکر اللہ کوئی چیز ذکر الٰہی کے برابر عذاب الٰہی سے بچانے والی نہیں یہ سب ذکر رسول اللہ ﷺ ہیں اور اجلہ ائمہ سے ماثور ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار غلاموں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں رحمت الٰہی اترتی ہے فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأس الصلحین پھر حضور پر نور تو حضور پُر نور ہیں صالحین انہیں کے فرمانبرداری کے سبب صلاح سے معمور ہیں۔ اس مسئلے کی تحقیق ہمارے فتاوٰی میں ہے وہاں بفضلہ تعالیٰ ازالہ اوہام ہے وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم افعال مذکورہ کی نسبت زید کا دعوٰی کہ یہ درست نہیں اگر بر بنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود بیدینی وضلالت ورنہ مقاصد شرع سے جہالت ہے جس بات سے اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ نے منع نہ فرمایا یہ اسے منع کرنے والا کون۔ یہ مباحث بارہا طے ہو لئے اور طریقہ سلامت وہ ہے جو امام اجل عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب مستطاب البحر المورود وفی المواثیق والعھواد میں فرمایا کہ اخذ علینا العھودان لا نمکن احدا من الاخوان ینکر شیاء مما اتبدع المسلمون علی وجه القربة الی اللہ تعالٰی ورءُ ہُ حسنا فان کل ما اتبدع علی ھذا الوجه من توابع الشریعة ولیس ھو من قسم البدعة المذمومةِ فی الشرع یعنی ہم سے عہد لئے گئے ہیں کہ اپنے کسی دینی بھائی کو اسکی قدرت نہ دیں کہ وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لیئے نئی پیدا کی ہو اور اسے اچھا جانا ہو کہ جو کچھ اس طرح پر نیا پیدا ہوتا ہے وہ سب شریعت کے توابع سے ہے اور وہ اس بدعت سے نہیں جس کی شرع میں مذمت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ تا ۳۳: جہاں سب مسلمان برادران اتفاق کے ساتھ ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کریں اور مسلمانوں کا قبرستان بھی وہاں قائم کرلیں اور اس جگہ میں گورنمنٹی کچہری نہیں ہے اور جمعہ وعیدین کی نماز بھی وہاں قائم کریں اور پیش امام مقرر کریں اور ایک مکان عبادتگاہ کے نام سے بنایا جاوے وہاں۔ جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ جگہ کے سوا دور یا نزدیک میں مسجد بھی نہیں اور میت ہو جائے تو وہ بھی ۵۰ یا ۶۰ میل سے یہاں مقابر میں دفن کیا جاتا ہے اور جنگل ہے مثلاً بھوٹا بھوٹی ہے ۳۲ اور بعضے علما فرماتے ہیں کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت احتیاطی بعد الجمعہ پڑھیں لیکن ہر رکعت پر پڑھیں کیا حکم ہے اس صورت میں شرع سے اور جو پڑھیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں۔

الجواب: جمعہ وعیدین کی صحت وجواز کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے اگرچہ نہ لے غنیہ شرح منیہ میں ہے [1] صرح فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق و فیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ و علمہ اوعلم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وھذ اھو الاصح اور یہیں سے ظاہر کہ مراد اسلامی شہر ہے ورنہ مثلاً اگر بت پرستوں کا کوئی شہر ہو جس کا بادشاہ بھی بت پرست اور دس لاکھ کی آبادی سب بت پرست چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے جبکہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو اس کے لئے شرع مطہر سے کوئی ثبوت نہیں عمومات قطعاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایۃ میں حدود مصر یقیناً اسلامی سے خاص اور روایت نادرہ جسے آجکل ناواقفوں نے بے سمجھے ذریعہ پامالی مذہب کر رکھا ہے اس میں بھی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ یہ ہیں

---

[1] ترجمہ تحفۃ الفقہاء میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تصریح ہے کہ شہر وہ بڑی آبادی ہے جس میں متعدد محلے اور بازار ہوں اور اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں شہر کا حاکم ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کی علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے پر قادر ہو لوگ اس کے یہاں نالشیں رجوع کرتے ہوں اور یہی تعریف سب سے زیادہ صحیح ہو۔

جو امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر فرمائے کہ [۱] اذا اجتمع فی قریۃ من لا یسعھم مسجد واحد بَنٰی لھم جامعا ونصب لھم من یصلی بھم الجمعۃ روشن ہے کہ بنی اور نصب کی ضمیریں سلطان الاسلام کی طرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جس سے ہمارے علما بالاتفاق استدلال کرتے آئے کہ [۲] لہ امام عادل اوجائر تو غیر اسلامی شہر محل جمعہ نہیں و من ادعی خلافہ فعلیہ البیان اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہوا مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت جاری ہیں اگرچہ بادشاہ و حکام سب نامسلم ہوں یہ اس نفیس تفصیل کا خلاصہ ہے جو ہم نے اپنے فتاوی میں ذکر کی کہ مقامات چوبیس قسم میں ان میں سے سولہ قسمیں اسلامی ہیں اور آٹھ غیر اسلامی بالجملہ اسلامی بستی اگر پرگنہ ہو اور اس میں کوئی ذی اختیار حاکم مسلم خواہ غیر مسلم ہو وہیں جمعہ وعیدین فرض وواجب اور وہیں ان کی ادا صحیح و جائز ورنہ نہیں درمختار میں ہے [۳] یکرہ تحریما لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ جہاں یقیناً معلوم ہو کہ یہ شرائط نہیں پائے جاتے وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہی نہیں اور اس کے بعد ظہر نہ پڑھی تو فرض کے تارک ہوئے اور اکیلے اکیلے پڑھی تو واجب کے تارک رہے ایسی جگہ کے لئے چار رکعت احتیاطی کا حکم نہیں۔ ہاں جہاں ان شرائط کے اجتماع میں شک وشبہہ ہو یا اور باعث سے صحت جمعہ میں اشتباہ ہو وہاں خواص کے لیے چار رکعت ہیں خالص اس نیت سے کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی اور ادا نہ کی اور یہ رکعتیں چاروں بھری ہوں یعنی الحمد کے بعد سب میں سورت پڑھے۔ عوام کو اس کی بھی حاجت نہیں کما بینہ فی ردالمحتار وحققناہ فی فتاونا پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اپنا طریقہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر

---

[۱] ترجمہ جب کسی بستی کی آبادی اتنی ہو جائے کہ ایک مسجد میں نہ سمائے تو سلطان اسلام ان کے لیے مسجد جامع بنائے اور ان کے لئے امام مقرر کرے جو ان کو جمعہ پڑھائے۔ ۱۲ [۲] ترجمہ اس کے لئے مسلمان والی ہو عادل خواہ ظالم [۳] ترجمہ مکروہ تحریمی ہے کہ ایسے کام میں مصروفی ہے جو شرعاً صحیح نہیں اس لئے کہ شہر شرط صحت ہے۔ ۱۲

خود شریک نہ ہوں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں کما فی الدر المختار وَ فِیْہِ حَدِیْث عن اَمِیْرِ الْمُؤمِنِیْنَ عَلِی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ وَاللّٰہ تَعَالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۴: جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں اَللّٰھُمَّ عِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ نَاصِرِ الْاِسْلَامِ وَالْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ: زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہیے۔

الجواب: سلطان اسلام کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے[1] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعین لا الدعاء للسطان وجوزہ القھستانی خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے ردالمحتار میں ہے[2] اَلدُّعَاء لِلسُّلْطَانِ عَلَی الْمَنَابِرِ قَدْ صَارَالان مِنْ شِعَارِ السَّلْطَنِۃِ فَمَنْ تَرَکَہٗ یخشے علیہ الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۵، ۳۶: خطبہ جمعہ عربی با ترجمہ اردو پڑھنا درست ہے یا نہیں اور پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر بیٹھنا اور دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ میں عربی کے سوا اور زبان کا ملانا مکروہ و خلاف سنت ہے لِاَنَّہٗ عَلٰی خِلَافِ المتوارثِ مِنْ لَّدُنِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنھم وَقد حققناہ فی فتاونا پہلا خطبہ پڑھکر کر منبر پر تین آیتیں پڑھنے کے قدر بیٹھنا سنت ہے اور اس میں امام کو دعا مانگنے کی اجازت ہے درمختار میں ہے[3] لیس خطبتان خفیفتان بجلسۃ بینھما بقدر ثلاث ایات علی المذھب و تارکھا مسئے علی الاصح واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ خطبہ میں خلفائے راشدین اور حضور اقدس ﷺ کے دونوں عم مکرم کا ذکر مستحب ہے سلطان کی دعا کچھ مستحب نہیں ہاں قہستانی نے اسے جائز کہا [2] منبروں پر سلطان کیلئے دعا اب سلطنت کا داب ہوگئی اسے جو نہ کرے اس پر غضب سلطان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ [3] مسنون ہے کہ دو ہلکے خطبے پڑھے اور ان کے بیچ میں بقدر تین آیت کے بیٹھے یہی مذہب ہے اور اس جلسہ کا ترک بد ہے یہی صحیح تر ہے

مسئلہ ۳۷: وتر کے بعد سجدے میں سر رکھے اور سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ پانچ مرتبہ کہے تب سر اٹھاوے اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پھر دوسری بار سجدے میں جاوے اور پانچ مرتبہ پر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ کہے اس کا ثبوت شرح میں ہے یا نہیں اور اکثر بزرگان دین یہ وظیفہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

الجواب: یہ فعل فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور حدیث جو اس میں ذکر کی جاتی ہے محدثین کے نزدیک باطل و موضوع ہے غنیہ مسائل شتے میں ہے[1] قد علم مما صرح به الزاهدی کراهة السجود بعد الصلاة بغیر سبب واما ما فی التاتارخانية عن المضمرات ان النبی صلی الله علیه وسلم قال مامن مومن ولا مومنة یسجد سجدتین یقول فی سجوده خمس مرات سبوح قدوس رب الملئکة والروح ثم یرفع رأسه ویقرؤ اية الکرسی مرة ثم یسجد و یقول خمس مرات سبوح قدوس رب الملئکة والروح والذی نفس محمد بیده لا یقوم من مقام حتی یغفر الله له واعطاه ثواب مائة حجة ومائة عمرة واعطاه الله ثواب الشهداء و بعث الیه الف ملك یکتبون له الحسنات وکأنما اعتق مائة رقبة و استجاب الله له دعاء و یشفع یوم القیمة فی ستین من اهل النار واذ امات مات شهیدا فحدیث موضوع باطل لا اصل له ولا یجوز العمل به الخ ردالمحتار میں ہے[2] رایت من یواظب علیها بعد صلاة الوتر ویذکر ان لها اصلا و سند افذکرت له ما هنا فترکها الخ اقول

---

[1] ترجمہ زاہدی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے اور وہ جو تاتارخانیہ میں مضمرات سے حدیث ہے کہ جو مسلمان مرد یا عورت دو سجدے کرے ایک سجدے میں پانچ بار سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح کہے پھر سر اٹھا کر آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے پھر سجدہ کرے اور پانچ بار وہی کہے قسم اس کی جس کے قبضے قدرت میں محمد ﷺ کی جان اقدس ہے وہ وہاں سے اٹھنے نہ پائیں گا کہ اللہ تعالٰی اس کی مغفرت کردے گا اور اسے سو حج اور سو عمرے کا ثواب شہیدوں کا اجر دے گا اور ایک ہزار فرشتے اس کی نیکیاں لکھنے کو بھیجے گا اور گویا اس نے سو غلام آزاد کیے اور اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرمائے گا اور روز قیامت ساٹھ جہنمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور جب مرے گا شہید مرے گا یہ حدیث موضوع و باطل و بے اصل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں۔۱۲ [2] میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہمیشہ وتر کی بعد یہ سجدہ کرتا اور اسکے لئے اصل و سند بتاتا تھا میں نے اس سے فقہ کی یہ عبارت ذکر کی تو اس نے وہ فعل چھوڑا۔۱۲

تحقیق یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک یہ سجدہ خود مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے مگر ایک خارجی اندیشہ کے سبب کہ جاہل اسے سنت یا واجب نہ سمجھنے لگیں مکروہ کہتے ہیں تو جب تنہائی میں ہو کوئی وجہ کراہت نہیں درمختار میں ہے [۱] تکرہ بعد الصلاۃ لان الجھلۃ یعتقد و نھا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ یہ اصل عبارت زاہدی معتزلی کی مجتبٰے شرح قدوری کی ہے اسی سے غنیۃ پھر درمختار نے لی اور حدیث کا موضوع ہونا کام کو ممنوع نہیں کر دیتا طحطاوی علی الدر میں ہے [۲] الموضوع لا یجوز العمل بہ بحال ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعۃ اما لو کان دخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۸: زید ایمان لایا اور ختنہ نہیں بیٹھا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کھانا درست نہیں ہے۔

الجواب: بلاشبہ درست ہے زید کا کہنا غلط ہے یہاں تک کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک اس کا ذبیحہ مکروہ بھی نہیں ہاں اسے ختنہ کا حکم ہے اگر بوجہ کمال ضعیفی اس سے عاجز نہ ہو کریگا تو سنت مؤکدہ و شعار اسلام کا تارک رہے گا مگر اس سے ذبیحہ میں کوئی نقصان نہیں آتا درمختار میں ہے [۳] شرط کون الذابح مسلما او کتابیا ولو امرأۃ او صبیا او اقلف او اخوس ردالمحتار میں ہے [۴] ذکرہ احترازا عما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما انہ کان یکرہ ذبیحتہ بلکہ ایک روایت میں خود اس کے لئے یہ وسعت ہے کہ جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے ختنہ معاف ہے علمگیری میں ہے

---

[۱] ترجمہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے کہ جاہل اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں گے اور جو مباح اس طرف لیجائے وہ مکروہ ہے [۲] ترجمہ حدیث موضوع پر کس طرح عمل جائز نہیں یعنی جب اس میں وہ بات ہو جو قواعد شرع کے خلاف ہے اور اگر کسی عام اصل شرعی کے نیچے داخل ہو تو منع نہیں نہ اسے حدیث ٹھہرا کر بلکہ اس لئے کہ اصل عام کے نیچے داخل ہے [۳] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو اگرچہ عورت یا بچہ یا بے ختنہ یا گونگا ۱۲ [۴] ترجمہ بے ختنہ کا ذبیحہ جائز ہونے کی تصریح اس روایت سے بچنے کے لئے کردی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئی کہ وہ اس کا ذبیحہ مکروہ جانتے تھے ۱۲

لے الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اهل البصر لا یطیق یترك کذافي الخلاصة قیل في کتان الکبیر اذا امکن ان یختتن نفسه فعل والالم یفعل الا ان یمکنه ان یتزوج اویشتری ختانة فتختتنه و ذکر الکرخي في الجامع الصغیر و یختتنه الحمامي کذافي الفتاوے العتابیة والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: ایک شخص مرد یا عورت مسلمان ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ دیا یا پھانسی کھا کر حرام موت مر گیا اب اس صورت میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان مقابر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے نہیں نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا اگر زید کا قول سچا ہے تو حضور کی طرف سے جواب سوال سوم میں ہے بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلاة واجبة علیکم علی کل مسلم یموت براکان اوفاجر اوان عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں رواہ ابوداؤد ابو یعلی والبیهقي في سنة عن ابی هریرة رضي الله تعالیٰ عنه بسند صحیح علی اصولنا۔

الجواب: زید کا قول صحیح نہیں فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور زید کا کہنا کہ مقابر مسلمین میں دفن نہ کیا جائے محض باطل اور اپنے جی سے حکم گڑھنا ہے درمختار میں ہے ۔۲؎ من قتل نفسه عمد ایغسل ویصلي علیه به یفتے۔ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰: اہل اسلام اگر دستر خوان یا پلاٹ پر جوتی سمیت کھانا کھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

لے ترجمہ کمزور بوڑھا صاحب مسلمان ہوا اور ختنہ کی طاقت نہ رکھے اگر نگاہ والے کہدیں کہ ہاں اسے طاقت نہیں تو ختنہ چھوڑ دیا جائے گا یہ خلاصہ میں ہے بالغ کے ختنے میں کہا گیا کہ آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ نہ کرے مگر ہاں! اگر کوئی عورت ختنہ کر سکے اور وہ اس سے نکاح پر راضی ہو یا کنیز ہے اور یہ اسے خرید سکے تو ایسا کرے اور امام کرخی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ کا ختنہ بھی نائی کرے یہ فتاوی عتابیہ میں ہے ۱۲ ۲؎ ترجمہ جو قصداً خودکشی کرے اسے غسل دیں اور اس کی نماز پڑھیں اسی پر فتویٰ ہے ۱۲

الجواب: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے دارمی وطبرانی وابویعلی وحاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اذا اکلتم الطعام فاخلعو انعالکم فانہ اروح لاقدامکم وانہا سنۃ جمیلۃ جب کھانا کھانے بیٹھوتو جوتے اتارلو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لئے زیادہ راحت ہے اور یہ اچھی سنت ہے شرعۃ الاسلام میں ہے یخلع نعلیہ عند الطعام کھاتے وقت جوتے اتارلے جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھارہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتارلے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد یاد کرے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے[1] رواہ احمد و ابو داؤد و ابو یعلی و الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر و فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کلاھما بسند حسن واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱: زید اگر تلاوت قرآن یا کوئی حدیث کی کتاب یا وعظ نصیحت کرتا ہو اور خود سگریٹ یا حقہ پیتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: تلاوت قرآن عظیم میں سگار یا حقہ پینا یا پان یا کوئی چیز کھانا بے ادبی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طیبوا افواھکم بالسواك فان افواھکم طریق القرآن اپنے مونھ مسواک سے ستھرے رکھو کہ تمہارے مونہہ قرآن عظیم کا راستہ ہیں[2] رواہ ابو مسلمہ الکشی عن ابو ضین بن عطاء مرسلا والسجری فی الابانۃ عنہ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم یونہی حدیث کا درس دیتے یا سبق لیتے یا باہم دور کرتے یا وعظ کہتے یا مجلس میلاد مبارک پڑھتے وقت حقہ سگار تمبا کو مطلقاً خلاف ادب و معیوب ہے، ہاں اگر درس و وعظ کیلئے نہیں بیٹھا و یسے ہی احباب واصحاب میں باتیں کررہا ہے اس میں حسب معمول حقہ وغیرہ پیتا ہے اور کسی سے کوئی بات خلاف شرع واقع

---

[1] یہ حدیث احمد اور ابوداؤد وابو یعلی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر سے اور معجم اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی دونوں کی سند حسن ہے[2] ترجمہ یہ حدیث ابو مسلم کجی نے وضین بن عطا سے بے ذکر صحابی اور سجری میں بذریعہ وضین مذکور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔۱۲

ہوئی اسے نصیحت کرنے میں حرج نہیں اور اس میں تذکرۃً ایک آدھ حدیث کے کچھ الفاظ کہنا بھی ممنوع نہیں کہ یہ بحالت حدیث خوانی حقہ پینا نہ کہا جائیگا اور ان امور کا مدار عرف پر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴۲: اگر زید غسل خانہ میں غسل جنابت یا احتلام کا کرتا ہے اور وضو کر کے تہ بند نکال کر غسل کرے تو غسل اترتا ہے یا نہیں غسل خانہ اوپر سے بند ہو یا کھلا دونوں صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: سارے بدن پر پانی بہنے سے غسل اترتا ہے جس میں حلق تک منہ اور ہڈی کے کناروں تک اندر سے ناک کا بانسا بھی داخل ہے اس کے بعد جیسے بھی ہو غسل اتر جائے گا ہاں کھلے غسل خانے میں ننگا نہ ہونا بہتر ہے اور اگر وہاں قریب بلند مکان ہوں جس سے احتمال ہو کہ کسی کی نظر پڑے گی تو وہاں تہ بند رکھنے کی تاکید ہے۔ وہ احتمال نظر جتنا قوی ہوگا اتنی ہی یہ تاکید بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ اگر نظر پڑنے کا ظن غالب ہوگا تہ بند رکھنا واجب ہوگا اور وہاں برہنہ نہانا گناہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴۳: اگر حنفی مذہب والا طریقہ قادری موجب یہ عمل کرتا ہو کہ بعد فرض نماز کے گیارہ گیارہ مرتبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) بلند آواز سے پڑھ کر بعد نماز سنت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: یہ فعل حسن ہے نیک و مستحسن ہے مگر اولٰی یہ کہ ظہر و مغرب وعشا کی سنتوں کے بعد ہو اور وہ فرضوں ہی کے بعد سمجھا جائے گا کہ سنت توابع فرض سے ہے اور اگر وہاں کوئی شخص نماز یا ذکر میں یا مریض ہے تو اتنی بلند آواز نہ ہو جس سے اسے تشویش وایذا ہو و تفصیل الکلام تبوفیق العلام فی فتاونا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۴: اگر جنگل ہے اور میت ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ سے دفن ہونے کو دوسری جگہ لیجاویں اس صورت میں میت کے ساتھ چلنے والے کھانا پانی کھاویں پیویں یا نہیں۔

الجواب: جنگل ہونا دفن میت کو مانع نہیں اگر کوئی مجبوری و وجہ ضروری نہ ہو تو میت کو اتنی دور لیجانا شرعاً منع ہے ہاں میل دو میل میں مضائقہ نہیں کہ شہر کا گورستان اکثر اتنی دور ہوتا

ہے فتاوے خلاصہ میں ہے [۱] ان نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلا بأس به ردالمختار میں ہے [۲] قوله ولا بأس بنقله قبل دفنه) قیل مطلقا و قیل الی مادون مدۃ السفر وقیده محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلدر بما بلغت هذه المسافة فیکره فیما زاد قال فی النهر عن عقد الفرائد وهو الظاهر اہ اقول مترجح علی اطلاق الدر تبعا للخاینة لا باس بنقله قبل دفنه اہ ولفظ الخاینة لومات فی غیر بلده یستحب ترکه فان نقل الی مصر اخرلا باس به حدیث وفقہ ناطق ہیں کہ دفن میں حتی الوسع جلدی چاہیے یہ اس مطلوب شرع مطہر کے خلاف ہوگا پھر اتنی دور تک حرکت جنبش سے رطوبات بدن میں جوش و ہیجان پیدا ہونے اور نجاسات سے کفن خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے نیز میت میں بدبو آنے اور اس سے احیاء ملائکہ کے ایذا پانے کا جیسا کہ مشاہدہ ہوا ہے پھر اتنی دور تک کندھوں پر لیجانا دشوار ہے اگر گاڑی وغیرہ پر بار کیا تو سر پر کراہت کا بار ہے درمختار میں ہے کہ [۳] کره حمله علی ظهر دابة بہرحال اگر ایسا ہوا تو ساتھ والے کھانے پانی سے نہ روکے جائیں گے بلکہ غفلت سے وہ بہرحال بیجا ہے نہ کہ جنازے کے پاس ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۵: اب ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان مطبع مصطفائی لاہور تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ متوطن ملتان صفحہ ۶ نقل ست کہ روزی پیغمبر ﷺ در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند و باتمامی اصحابان صغار و کبار وعظ و حدیث شریف بیان میفرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام در خدمت پیغمبر ﷺ آمد پیغمبر ﷺ از سبب بیان حدیث ووعظ بطرف وحی علیہ السلام متوجہ نشدند و وحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ و کدورت بسیار در خاطر کردند گفت عجب

---

[۱] ترجمہ: اگر دفن سے پہلے ایک دو میل لیجائے تو مضایقہ نہیں [۲] ترجمہ دوسری جگہ لے جانا بعض نے مطلقا جائز کہا اور بعض تین منزل سے کم تک اور امام محمد نے ایک دو میل سے زیادہ کی اجازت نہ دی کہ شہر کے گورستان کبھی اتنی دور ہوتے ہیں اس سے زیادہ دور لیجانا منع ہے نہر الفائق میں عقد الفرائد سے نقل کیا کہ یہی قول امام محمد ظاہر ہے۔ میں کہتا ہوں تو یہ قول اس اطلاق پر ترجیح رکھتا ہے جو یہ بیری خانیہ درمختار میں ہے کہ دفن سے پہلے اور جگہ لیجانے میں حرج نہیں اور خانیہ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر غیر شہر میں مرے تو مستحب یہ ہے کہ وہیں دفن کریں اور اگر دوسرے شہر کو لیجائیں تو حرج نہیں [۳] ترجمہ جنازے کو پیٹھ پر اٹھانا یا سواری پر بار کرنا مکروہ ہے۔ ۱۲

ست کہ کلام ربانی از جانب باری تعالیٰ بہ آنحضرت میرسانم الحال بمن التفات نکروند ہمون وقت حضرت را از روئے کشف باطنی معلوم و مفہوم شد کہ بہ خاطر جبرئیل علیہ السلام کدورت گذشت پس جبرئیل علیہ السلام رانزد خود طلبیدہ پرسید کہ اے اخی جبرئیل کلام ربانی از کدام مقام بگوش میرسد گفت یا رسول اللہ بالائے عرش یک قبہ نورست بمثل حجرہ دراں جا یک سوراخ ست از انجا بگوش من آواز میرسد حضرت رسول علیہ السلام فرزود باز نزد آں قبہ برواز اں جا خبر گرفتہ زود بمن برساں لیکن اندرون قبہ نزدی چوں مہتر جبرائیل علیہ السلام بموجب فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم باز رفت و اندرون قبہ در آمد چہ بمید کہ اندرون قبہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ست و حضرت خود نشستہ اندو الحال مہتر جبرئیل علیہ السلام باز بہ جلدی پرواز فرمودو بر زمین ورود ینمود چہ بیند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درہمون مکان باصحابان در حدیث ووعظ مشغول اند جبرئیل علیہ السلام از معائنہ این حال متعجب بماند و حیران گشت و شرمناک شدہ گفت کہ اے خدایا از من خطا شدہ مارا معاف فرمایند اب عرض یہ ہے کہ یہ نقل اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں اور اس مرتبہ کے لائق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا نہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم دینا ثواب عظیم ہے اور آپ کے رسالہ تمہید ایمان بایات قرآن کے صفحہ چار میں حدیث تمہارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین معنی** تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں گا صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں اگر کوئی بھی سوال کرے کہ علم غیب ذات الٰہی کے سوا کسی کو نہیں تو علم غیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا ہے یہ ثبوت آپ کا رسالہ (انباء المصطفٰے بحال سر واخفی) میں بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے کہ از روز اوّل تا روز آخر تمام ماکان و ما یکون اللہ تعالیٰ کی دین سے حضور سید کائنات و باعث ایجادات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات پر روشن ہیں۔

الجواب: لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ عزجلالہ و علیہ افضل الصلاۃ والسلام بیشک رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان ہے جوان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ ﷺ کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پر نور ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی حضور اقدس ﷺ کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے بیشک حضور اقدس ﷺ کو ان کے رب عزوجل نے تمام ما کان دما یکون کے ذرے ذرے کا علم محیط اور اس سے کروڑوں درجے اور زیادہ علم عطا فرمایا مگر یہاں اس کی بحث نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو جبرئیل امین کے قلب پر کیسے اطلاع ہوگئی بلکہ بحث اس معنے کی ہے جو اس حکایت سے نکلتے ہیں اس کے ظاہر سے جو عوام جہاں کے خیال میں آئے وہ تو صاف صاف حضور اقدس ﷺ کو معاذ اللہ خدا کہنا ہے اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمادیا ہے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی ہمارے حضور سید یوم النشور ﷺ کے کمالات اعلیٰ کے برابر کسکے کمال ہوسکتے ہیں جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتوِ اجلال ہیں امام بوصیری قدس سرہ کی ہمزیہ شریف مین ہے

انما مثلوا صفاتك للنا کما مثل النجوم الماء

یعنی تمام کمالات والے حضور کی صفتوں کا عکس و پرتو دکھاتے ہیں جیسے پانی میں ستاروں کا عکس نظر آتا ہے اے عزیز کہاں ستارے اور کیسے سیارے چشم حقیقت کو یہاں ہر شان سے الوہیت کے جلوے نظر آتے ہیں کہ آئینہ ذات ہیں ذات مع جملہ صفات ان میں متجلی ہے من رانی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق دیکھا تو ان تجلیوں کے سامنے کون تھا کہ ھذا ربی ھذا اکبر نہ بول اٹھتا لہٰذا حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں

رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ وہابیہ کہ جاہلوں سے بد تر جاہل اور ایسے مقام پر جہاں مسلمان کی تکفیر نکلتی ہو جان بوجھ کر متجاہل ہیں وہ تو اس حکایت کے یہی معنے لیں گے کہ قرآن خود حضور کا کلام ہے فوق العرش وہی خدا ہے اور زمین پر وہی محمد جیسے بعض جھوٹے متصوفہ زندیق و بے دین کہا کرتے ہیں یہ تو صریح کفر کی غلیظ نجاست میں سننا اور نصرانی سے بدتر نصرانی بننا ہے جو اس کا معتقد ہو بلکہ جو اسے جائز ہی رکھے یقیناً قطعاً کافر مرتد ہے اس کی موت وحیات میں تمام وہی احکام ہیں جو مرتدین ملعونین پر ہیں اور جب حکایت کے یہ معنے قرار دے لیے تو اس کے کاتب پر آپ ہی حکم کفر جڑیں گے مگر اہل علم وادراک جانتے ہیں وہ اس سے یہ مطلب سمجھیں گے کہ فوق العرش قبہ نور میں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ جلوہ فرما ہے اور راز آنجا کہ تمام عالم پر تمام فیوض اس کی وساطت سے ہیں انما انا قاسمٌ واللہ مُعطِی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ اور نزول وحی بھی ایک فیض جلیل ہے تو یہ بھی بارگاہ الوہیت سے ابتداء حقیقت محمدیہ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اور وہ حقیقت کریمہ کہ قبہ نور بالائے عرش میں ہے جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر القاء فرماتی ہے جبریل امین ذات محمدی ﷺ کو کہ زمین پر جلوہ افروز ہے پہنچاتے ہیں یہ معنی کس طرح معاذ اللہ کفر کیا ضلال بھی نہیں البتہ یہ واقعہ صرف بے ثبوت ہی نہیں بلکہ یقیناً غلط ہے محال ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وحی لائیں اور حضور اقدس ﷺ التفات نہ فرمائیں شوق وحی میں حضور اقدس ﷺ کا یہ حال تھا کہ کچھ دنوں رک گئی تھی تو پہاڑوں پر تشریف لیجاتے اور اُوپر سے گرنا چاہتے جبریل امین فوراً حاضر ہوتے اور عرض کرتے واللہ حضور اللہ کے رسول ہیں یعنی بیشک وہ حضور کو ضائع نہ چھوڑیگا وحی آئے گی اور ضرور آئے گی[۱] رواہ البخاری عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا یہ شوق ذات محمد علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہے اور ذات ہی یہاں مشغول وعظ وہدایت انام ہے تو وحی کی طرف اس کا متوجہ نہ ہونا کیونکر معقول۔ نہ ہرگز القائے حقیقت کے سبب استغنائے ذات لازم۔ حضور اقدس ﷺ کو حفظ وحی میں کس درجہ کوشش بلیغ تھی

[۱] ترجمہ یہ حدیث بخاری نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے کہ کوئی حرف ضبط سے رہ نہ جائے جس پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه جلدی کیلئے ختم وحی سے پہلے قرآن عظیم پڑھنے میں اپنی زبان کو جنبش نہ دو بیشک ہمارے ذمے ہے تمہارے سینہ پاک میں اسے جمع کرنا اور تمہارا اسے پڑھنا۔ پھر وہ کونسے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلاشبہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزراعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے بات میں مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے۔ جو یہاں محال قطعی ہے بالجملہ رسول اللہ ﷺ باعتبار حقیقت محمد یہ علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جس طور پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدر جہا زائد کے لائق ہیں مگر یہ واقعہ غلط باطل ہے بغیر رد کئے اس کا بیان حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تنبیہ ضروری سوال میں جو عبارت دلیل الاحسان نقل کی اس میں اور خود عبارت سوال میں ﷺ کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم کوئی فقط کوئی علیہ الصلاۃ والسلام کے بدلے عم یا ءم۔ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لیے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول من کتب علیه السلام بالهمزة والمیم یکفره لا تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ شک نہیں کہ گر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کیلئے ہے یہ لوگ صرف کسل کاہلی نادانی جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کو مستحق نہیں مگر بے برکتی بے دولتی کم بختی زبون قسمتی میں شک

نہیں۔اقول ظاہر ہے کہ القلم احدی اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے ﷺ کی جگہ مہمل بمعنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یونہی کچھ الم علم بکنا . اللہ عزوجل فرماتا ہے فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون جس بات کا حکم ہوا تھا ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کرلیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولواحطۃ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے انہوں نے کہاحنطۃ ہمیں گیہوں ملے یہ لفظ بامعنے تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا۔یہاں حکم یہ ہوا ہے کہ یایھا الذین امنوا صلّوا علیہ وسلمو تسلیما اے ایمان والو اپنے نبی پر درود سلام بھیجو اللھم صل وسلم و بارك علیہ و علی الہ وصحبہ ابدا اور یہ حکم وجوباً خواہ استحبابا ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ ﷺ لکھنے میں تھی اسے بدل کر صعلم صللم ء م کرلیا جو کچھ معنے ہی نہیں رکھتا اس پر نزولِ عذاب کا خوف نہیں کرتے والعیاذ باللہ رب العلمین۔یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ عنہم کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ [1] لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالترضے بالکتابۃ بل یکتب ذالك کلہٗ بکمالہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں و من اغفل ھذا حرم خیرا عظیما و فوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا افضل اس سے فوت ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ یونہی قدس سرہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت و ہرمان برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے آمین۔

---

[1] لکھتے ہیں رضی اللہ عنہ کا اختصار لکھنا مکروہ ہے بلکہ تمام و کمال لکھے ۱۲

مسئلہ ۴۶ و ۴۷: یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں۔

روبرو احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبد القادر
تم شب معراج آکر دوش پر پائے پیمبر
لے چڑھے عرشِ بریں پر المدد یا عبد القادر

الجواب: پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا سألتم الله حاجة فاسلوه بی جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لیے دعا کرو تو میرا وسیلہ لیکر دعا مانگو اور فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه جو کسی بیچینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بیچینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر پکارے وہ سختی زائل ہو۔ یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابو الحسن علی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ و علما نے اپنی تصانیف میں روایت کیے۔ واللہ الحمد۔

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا۔

تھا تمہارا دوشِ اطہر زینہ پائے پیمبر
جب گئے عرش بریں پر المدد یا عبدِ قادر

یہ دونوں صورتوں کا شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا ع المدد یا غوث اعظم کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: بعض جگہ اس ملک افریقہ میں یہ رواج ہے کہ لڑکی کے ماں باپ دس یا بیس

جانور یا ان کی قیمت لے کر لڑکی اس شخص کے حوالے کرتے ہیں یہ ایک عام رواج ہو گیا ہے اور وہ لڑکی کے ماں باپ مسلمان ہیں اور بعض کافر بھی ہیں آیا زید اس لڑکی سے نکاح پڑھائیگا یا نہیں۔ زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکی باندی ہوئی جیسا کہ خریدی گئی ہے اس سے نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں کیا زید کا قول حق پر ہے یا برخلاف شرع اور اگر بغیر نکاح کے گھر میں رکھا تو جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی یا نہیں اور یہاں کچھ باندی غلام خریدے جاتے نہیں ہیں۔ ایک رواج ہو گیا ہے جیسے ملک ہند میں ہندو لوگ لڑکی کے دو ہزار یا زیادہ لیتے ہیں اس طرح سے یہاں بھی ایک رواج ہے۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے اوّل تو اس کا رد وہی ہے جس کی طرف سوال میں اشارہ ہے کہ اس سے بیع مقصود نہیں ہوتی نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اتنے کو بیچی نہ یہ کہتا ہے خریدی نہ وہاں باندی غلام بکتے ہیں بلکہ یہ ایک رسم ہے کہ لڑکی دینے والے کو اس کے صلہ میں اتنا دیا جائے جیسا یہاں بعض ٹھاکر وغیرہ مشرکین میں معمول ہے ثانیاً بالفرض اگر یہ خرید و فروخت قرار پائے بلکہ خاص بقصد بیع صراحۃً فروختم و خریدم کہیں اور وہ کفار بھی حربی ہوں جب بھی وہ کنیز شرعی نہیں ہو سکتی نہ کسی طرح بے نکاح حلال ہو کہ آزاد کی بیع باطل ہے اور باطل کے لئے کوئی اثر نہیں اگر بے نکاح رکھا زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا اشباہ میں ہے[1] الحُرُّ لَایَدْخُلُ تحت الید ہدایہ میں ہے۔[2] بیع المیتۃ والدم والحر باطل لانہا لیست اموالا فلا تکون محلا للبیع اسی میں ہے[3] والباطل لا یفید ملک التصرف ظہیریہ میں ہے[4] اہل الحرب احرار ردالمحتار میں ہے[5] ارقاء بعد الاستیلاء علیہم اما قبلہ فاحرار لمافی الظہریۃ و فی المحیط دلیل علیہ مفتیہ المفتی پھر نہر الفائق پھر ابن عابدین میں ہے۔[6] باع الحربی ہناک ولدہ من مسلم لا یجوز ولو دخل دار نا بامان مع ولدہ فباع الولد

---

[1] ترجمہ آزاد پر کسی کا قبضہ نہیں ہوتا [2] ترجمہ مردار اور خون اور آزاد کی بیع باطل ہے کہ یہ مال نہیں تو بک نہیں سکتے [3] ترجمہ باطل سے تصرف کا اختیار حاصل نہیں ہوتا [4] ترجمہ حربی کافر بھی آزاد ہیں [5] ترجمہ حربی بعد استیلا غلام ہوں گے اس سے پہلے آزاد ہیں جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور محیط میں اس پر دلیل ہے۔ [6] ترجمہ عربی کافر بھی اگر دار حرب میں اپنا بچہ مسلمان کے ہاتھ بیچے جب بھی یہ بیع جائز نہیں اور اگر وہ دار الاسلام میں اپنے بچہ کے ساتھ آکر یہاں اسے بیچے تو بلا جماع وہ بیع ناجائز ہے ۱۲

لا یجوز فی الروایات والوالجیہ پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے [1] لان فی جازۃ بیع الولد نقض امانہ ہاں اگر وہ کافر حربی ہوتا اور غیر اسلامی شہر میں مسلمان کے ہاتھ اپنی اولاد بیچتا اور مسلمان اسے قہر و غلبہ کے ساتھ اسلامی سلطنت میں لے آتا جہاں کفار کے قبضہ سے بالکل نکل جاتا تو شرعاً مالک سمجھا جاتا نہ اس بیع کے سبب بلکہ سبب عام کے باعث محیط و جامع الرموز و در منتقے و ردالمختار میں ہے [2] دخل دار ھم مسلم بامان ثم اشتری من احدھم ابنہ ثم اخرجَہٗ الی دار نا قھرا ملکہ و ھل یملکہ فی دارھم خلاف والصحیح لا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴۹: زید نے اگر ایک عورت سے نکاح کیا اس شرط سے ۵ روپے کے مہر اور مدت دو یا تین برس کی اس شرط سے نکاح جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس مدت پر مہر دینے پڑے کا یا نہیں اور اس ٹائم پر طلاق ہو جائیگی یا نہیں اگر زیادہ ٹائم میں اس عورت کو رکھنا چاہے تو پھر نکاح پڑھنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب: جس نکاح میں کسی مدت کی قید لگادی جائے مثلاً مرد کہے میں تجھے دو برس یا دس برس یا ایک دن کے لئے نکاح میں لایا عورت کہے میں نے قبول کیا یا مثلاً عورت کسی مسافر سے کہے جب تک تیرا یہاں رہنا ہو اس مدت کے لئے میں نے تجھ سے نکاح کیا مرد قبول کرے تو ان صورتوں میں وہ نکاح باطل و فاسد و واجب الفسخ ہے ان مرد و عورت پر فرض ہے۔ کہ فوراً جدا ہو جائیں وہ جدا نہ ہوں اور حاکم کو اطلاع ہو تو وہ جبراً جدا کر دے پھر اگر جماع سے پہلے جدا ہوئے تو مہر نہیں ورنہ ایسی عورت کا جو مہر مثل ہو اتنا دینا آئیگا لیکن جو بندھا تھا اس سے زیادہ نہ دیا جائے گا یعنی مثلاً پچاس روپے مہر بندھا اور اس کا مہر مثل اس قید یا اس سے کتنا ہی زائد ہے تو پچاس ہی دیے جائیں گے اور اگر مہر مثل پچاس سے کم ہے تو جتنا مہر مثل ہے وہی دیا جائے گا اگر چہ تین ہی روپے ہو پچاس پورے نہ کیئے جائیں گے طلاق نکاح صحیح میں ہوتی ہے اس میں فسخ واجب ہے طلاق کا لفظ کہے گا جب بھی فسخ ہی ہوگا

---

[1] ترجمہ اس لئے کہ اس نے جو اپنا بچہ بیچا اگر ہم اس بیع کو جائز رکھیں تو اس کی پناہ ٹوٹ جائے [2] مسلمان دار حرب میں پناہ لے کر گیا پھر وہاں کسی کافر کا بچہ اس سے خرید کر زبردستی دارالاسلام میں لے آیا تو اس کا مالک ہو جائیگا اور دارالحرب میں بھی اس کا مالک ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نہ ہوگا۔

اور وہ فوراً فوراً واجب ہے اور جب تک نہ کرلے واجب ہی رہے گا چاہے جس میعاد تک کے لیے نکاح کیا ہے نہ آئے یا آئے یا گزر جائے میعاد آنے پر بھی آپ سے آپ فسخ نہ ہو جائے گا اس نکاح کو چھوڑ کر بروجہ صحیح نکاح جب چاہیں کر سکتے ہیں میعاد سے پہلے خواہ بعد۔ بغیر اس کے حرام سے باہر نہ ہوں گے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نفس عقد نکاح میں ایک مدت تک کی قید مذکور ہو اور اگر نکاح بے قید مدت کیا اور دل میں یہ ہے کہ اتنے دنوں کیلئے کرتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا یا عقد نکاح میں ایک مدت کے بعد طلاق دینے کی شرط لگائی مثلاً تجھ سے نکاہ کیا اس شرط پر کہ اتنے دنوں بعد طلاق دیدوں گا یا پہلے باہم گفتگو ہوئی تھی کہ اتنے دنوں کے لئے نکاح کرلیں پھر نکاح مطلق بلا قید کیا تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح ہوا اور نفس نکاح سے مہر جتنا بندھا ہے ذمہ شوہر پر آیا اور اس وقت آنے پر طلاق نہ ہو گی جب تک نہ دے گا اور اس میعاد کے بعد عورت کو ہمیشہ اسی پہلے نکاح پر رکھ سکتا ہے۔ درمختار میں ہے[1] بطل النکاح متعه وموقت وان جهلت المدة اوطالت فی الاصح ولیس منه مالو نکحها علی ان یطلقها بعد شهرا ونوی مکثه معها مدة معینة ہدایہ میں ہے النکاح[2] الموقت باطل وقال زفر صحیح لازم لان النکاح لا یبطل بالشروط الفاسدة ولنا انه اتی بمعنی المتعة والعبرة فی العقود للمعانی مجتبیٰ پھر بحر پھر ردالمحتار میں ہے[3] کل نکاح اختلف العلماء فی جوازه کالنکاح بلا شهود فالد خوله فیه موجب للعدة درمختار میں ہے[4] یجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء فی القبل لا بغیره کالخلوة لحرمة وطئها ولم یزدعلی المسمی لرضا ها بالحط ولو کان دون المسمی

[1] ترجمہ متعہ باطل ہے یونہی جو نکاح ایک وقت تک کی شرط سے کیا جائے درست نہیں اگرچہ وہ کوئی معین مدت نہ ہو جب بھی یہی ہے کہ صحیح نہیں اور اگر اس شرط پر نکاح مثلاً ایک مہینے بعد اسے طلاق دے دوں گا یا دل میں یہ نیت ہے کہ اتنی مدت تک کیلئے نکاح کرتا ہوں تو ہرج نہیں [2] ترجمہ ایک وقت کی شرط کا نکاح فاسد ہے اور امام زفر نے کہا صحیح ولازم ہے اس لئے کہ نکاح فاسد شرطوں سے فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے امام کی یہ دلیل ہے کہ جب اس نے ایک مدت تک کی شرط سے نکاح کیا تو یہی مضمون متعہ ہے اور عقدوں میں معنے ہی کا اعتبار ہے تو گویا اس نے متعہ کیا اور متعہ باطل ہے [3] ترجمہ ہر وہ نکاح جس کے جواز میں اماموں کا خلاف ہو جیسے بے گواہوں کے نکاح اس میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب ہو جائے گی [4] ترجمہ نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے نہ صرف خلوت وغیرہ مثل بوس وکنار سے بلکہ خاص فرج میں داخل کرنے سے اس لئے کہ اس کی صحبت حرام ہے اور وہ مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے زیادہ نہ دلایا جائے گا کہ زیادتی ساقط کرنے پر عورت خود راضی ہو چکی اور اگر مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے کم ہے تو صرف مہر مثل دلائیں گے کہ عقد فاسد ہونے کے سبب مقدار مہر کا جو تعین اس میں ہوا تھا وہ بھی فاسد ہے اور مرد وعورت ہر ایک کو اس کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور وہ فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ انہیں جدا کرے اور اگر وطی کر چکا ہے تو عدت اس وقت سے واجب ہو گی جب حاکم ان کو جدا کردے یا شوہر عورت کو چھوڑ دے۔

لزم مهر المثل لفساد التسمية بفساد العقد و يثبت لكل منهما فسخه و يجب على القاضي التفريق بينهما و تجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق اومتاركة الزوج والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۰: ایک کافرہ عورت ایمان لائی اور اس کا باپ کافر ہے اب عقد نکاح باندھتے وقت اس کافر باپ کا نام لیا جائے گا دوسرے کوئی شخص کو اس عورت کا باپ مقرر کیا جائے گا یا سیدنا آدم علیہ السلام کا نام لیا جائے گا مثلاً فلاں بنت آدم کہا جائے گا کیونکہ ہر ایک کے باپ تو یہی ہیں۔

الجواب: اگر عورت مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عقد نکاح میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا مثلاً ناکح نے کہا میں اس عورت کو اتنے مہر پر اپنے نکاح میں لایا عورت یا اس کے وکیل یا ولی مثلاً اس کے مسلمان بھائی نے قبول کیا یا عورت کے وکیل یا ولی نے ناکح سے کہا میں نے یہ عورت اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دی اس نے کہا میں نے قبول کی اس صورت میں تو عورت کے نام لینے کی حاجت ہی نہیں جیسے خود بالمشافہہ عورت ایجاب و قبول کرے مثلاً شوہر یا اس کا وکیل یا ولی عورت سے کہے میں تجھے اپنے یا فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں لایا عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے یا فلان بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا شوہر یا وکیل یا ولی شوہر نے قبول کیا کہ ضمیر مخاطب یا متکلم کے ساتھ نام کی حاجت نہیں ہوتی اور اگر ان سب صورتوں میں عورت کے باپ یا خود عورت کا بھی محض غلط نام لیا جائے جب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا اسی عورت متکلمہ یا مخاطبہ یا مشار الیہا کے ساتھ نکاح ہوگا مثلاً عورت لیلیٰ بنت زید بن عمرو ہے ناکح نے اس سے کہا تو کہ سلمٰے بنت بکر بن خالد ہے میں تجھے اپنے نکاح میں لایا لیلےٰ یا وکیل یا ولی نے قبول کیا یا لیلےٰ نے کہا میں کہ سعیدہ بنت سعید بن مسعود ہوں میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا ناکح نے قبول کیا یا لیلےٰ جلسہ میں حاضر تھی وکیل خواہ ولی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس عورت حمیدہ بنت حمید بن محمود کو میں نے تیرے نکاح میں دیا یا ناکح نے کہا اس عورت رشیدہ بنت رشید بن قاسم کو میں اپنے نکاح میں لایا دوسری طرف سے قبول ہوا ان تمام

صورتوں میں لیلیٰ ہی سے نکاح ہوگیا اگرچہ اس کے اور اس کے باپ دادا سب کے نام غلط لیے گئے۔ ہاں اگر نہ عورت سے خطاب ہو نہ عورت خود متکلم نہ اس کی طرف بحالت حاضری مجلس اشارہ ہو تو اب البتہ اسے معین کرنے کی ضرورت ہوگی اور تعیین غالبًا اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام سے ہوتی ہے جہاں صرف باپ کے نام سے تمیز کامل ہو جائے دادا کا نام ضروری نہیں ورنہ ضرور ہے اس صورت میں لازم ہے کہ اس کے انہیں باپ دادا کا نام لیا جائے جن سے وہ پیدا ہے دوسرے کا نام لیا یا بنت آدم بلاتعین کہا تو نکاح نہ ہوگا اس کے باپ دادا کا کافر ہونا نکاح کے وقت ان کی طرف نسبت نسبت سے مانع نہیں جیسے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی جہل ہی کہا جاتا ہے اگرچہ وہ نہایت اخبث کافر عدو اللہ تھا اور یہ جلیل القدر صحابی سردار لشکر اسلام انہیں کے سبب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ابو جہل کے لیے ایک خوشہ انگور ملاحظہ فرمایا اور اس پر تعجب ہوا کہ جنت سے ابو جہل کو کیا نسبت جس کی تعبیر عکرمہ رضی اللہ عنہ ہوئے بلکہ عمر بن خطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب ہی کہتے ہیں رضی اللہ عنہم اگرچہ خطاب وعفان وابو طالب مسلمان نہ تھے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحیّ تنویر الابصار و درمختار میں ہے (۱؎ غلط وکیلھا بالنکاح فی اسمہ ابیھا بغیر حضور ھالم یصح) للجھالۃ وکذالو غلط فی اسم بنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیھا فیصح ردالمحتار میں ہے۲؎ لان الغائب یشترط ذکر اسمھا اسم ابیھا وجدھا واذا عرفھا الشھود یکفی ذکر اسمھا فقط لان ذکر الاسم وحدہ لایصرفھا عن المراد الی غیرہ بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب اخر فان فاطمۃ بنت احمد لا تصدق علی فاطمۃ بنت محمد

۱؎ ترجمہ عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہیں اور وکیل نے اس کے باپ کے نام میں غلطی کی نکاح نہ ہوگا کہ عورت مجہول رہی یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کرے ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا تو صحیح ہے ۲؎ اس لئے کہ جب عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہ ہو تو اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا شرط نکاح ہے ہاں اگر گواہ عورت کے نام ہی سے پہچان لیں تو یہی کافی ہے کہ اس سے نکاح دوسری عورت کی طرف تو نہ پھرے گا بخلاف اس کے کہ باپ کا نام بدل گیا کہ فاطمہ بنت محمد یہ فاطمہ بنت احمد صادق نہیں یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کی ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو اگرچہ اس کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے کچھ نقصان نہیں کہ اشارہ کرنے سے جو پہچان حاصل ہوتی ہے وہ اس سے قوی ہے جو نام لینے سے ہو کہ یہ نام دوسری عورت کا بھی ہوگا لہٰذا اشارہ کے ساتھ نام کا کچھ اعتبار نہیں جیسے نماز میں یوں نیت کرے کہ اس امام زید کے پیچھے اور وہ واقع میں عمرو ہو نماز ہو جائے گی۔

و کذ ایقال فیما لو غلط فی اسمها الا اذا کانت حاضرۃ فانها لو کانت مشار الیها و غلط فی اسم ابیها واسمها لا یضرلان تعریف الاشارۃ الحسیۃ اقوی من التسمیۃ لما فی التسمیۃ من الاشتراك العارض فتلغوا لتسمیۃ عندها کما لو قال اقتدیت بزید هذا فاذا هو عمر و فانه یصح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱: اگر نوشہ حنفی مذہب ہے اور شاہد اگر ایک شافعی مذہب کا ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ نہیں جو نوشہ حنفی مذہب کا ہے تو وکیل۔ و گواہ ہر ایک حنفی مذہب سے ہونا چاہیے یہ مسئلہ کس طرح ہے۔

الجواب: زید جاہل ہے دل سے مسئلہ گڑھتا ہے حنفی کا نکاح ہو جائے گا اگر چہ وکیل و گواہ اور قاضی وولی وزوجہ سب کے سب شافعی یا مالکی یا حنبلی یا مختلف ہوں یعنی ان میں کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی یوہیں ان تینوں مذہب والوں کا نکاح صحیح ہے اگر چہ باقی لوگ دوسرے تین مذہب کے ہوں چاروں مذہب والے حقیقی عینی بھائی ہیں ان کی ماں شریعت مطہرہ اور ان کا باپ اسلام طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے هذه الطائفة الناجیه قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم لحنفیون والمالکیون والشافعیون الحنبلیون رحمهم اللہ تعالیٰ و من کان خارجا عن هذه الا ربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار نجات پانے والا گروہ چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی میں جمع ہے اب جو ان چاروں سے خارج ہے وہ بدعتی جہنمی ہے بلکہ مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفصیلی جب بھی نکاح میں خلل نہیں ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر وارتدا کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی رافضی دیوبندی نیچری غیر مقلد قادیانی چکڑالوی تو البتہ نکاح نہ ہوگا کہ زن مسلمہ کے نکاح میں دو مسلمان گواہ شرط ہیں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ کافرہ سے نکاح کرے تو وہاں دو کافروں کا گواہ ہونا بھی بس ہے اور وکیل کا تو مسلمان ہونا بھی کسی حالت میں شرط نہیں نہ کہ خاص حنفی ہونا درمختار میں ہے شرط[1] حضور شاهدین مسلمین لنکاح مسلمة ولو

[1] ترجمہ نکاح کی شرط ہے کہ دو گواہ حاضر ہوں اور اگر مسلمان عورت کا نکاح ہے تو لازم ہے کہ دونوں گواہ مسلمان ہوں اگر چہ فاسق ہوں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ ذمیہ سے دو ذمی کافروں کے سامنے کرے تو جائز ہے اگر چہ ان گواہوں کا مذہب عورت کے مذہب کے خلاف ہو

فاسقین وصح نکاح مسلم ذمیۃً عند زمیین ولو مخالفین لدینھا بدائع میں ہے [1] تجوز وکالۃ المرتد بأن وکل مسلم مرتد اوکذا لوکان مسلماً وقت التوکیل ثم ارتدفھو علی وکالتہ الاان یلحق بدارالحرب فتطل وکالتہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۲: اگر زید نماز فرض پڑھتا ہے اور ایک نماز میں دو واجب ترک ہوں مثلاً عصر کے فرض پڑھتا ہے اور اول واجب ترک ہوا جہر سے قراءت پڑھ لی اور دوسرا واجب قعدہ اولیٰ میں بعد عبدہ رسولہ کے درود ابراہیم پڑھا اس صورت میں ایک سجدہ سہو کا دینے سے دونوں واجب ادا ہو جائیں گے یا نماز پھر دہرانا پڑے گی۔

الجواب: اگر ایک نماز میں دس واجب بھولے سے ترک ہوں تو سب کے لیے وہی دو سجدہ سہو کافی ہیں بحرالرائق میں ہے کہ [2] ترك جمیع واجبات الصلاۃ سھوا الایلزمہ الاسجدتان واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۳: بعض نمازیوں کو بسبب کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر میں اور حشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت سے اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہو جاتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں

الجواب: اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں فرماتا ہے سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے صحابہ وتابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں اوّل وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام حسن بصری وعطیہ عوفی و خالد حنفی ومقاتل بن حیان سے ہے دوم خشوع وخضوع وروش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام مجاہد سے ہے سوم چہرے کی زردی کہ قیام اللیل وشب بیداری میں پیدا ہوتی ہے یہ امام حسن

---

[1] ترجمہ مرتد کی وکالت جائز ہے کہ مسلمان کسی مرتد کو وکیل کرے یونہی اگر وکیل کرتے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تو وکالت باقی رہے گی مگر جبکہ دارحرب کو چلا جائے کہ اب اس کی وکالت باطل ہو جائے گی [2] ترجمہ اگر بھول کر تمام واجب یک لخت چھوڑ دیگا تو وہی دو سجدے واجب ہوں گے۔

بصری وضحاک وعکرمہ وشمر بن عطیہ سے ہے چہارم وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے یہ امام سعید بن جبیر وعکرمہ سے ہے۔ ان میں پہلے دو قول اقوی واقدام ہیں کہ دونوں خود حضور سید عالم ﷺ کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی ومقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے[1] رواہ الطبرانی فی معجمیہ الاوسط والصغیر وابن مردویہ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ عزوجل سیما ھم فی وجوھم من اثر السجود قال النور یوم القیمۃ ولہٰذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا اقول سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود ہاں بیداری بغرض سجود ہے اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے وضو کا پانی اثر سجود نہیں اور مٹی بعد نماز چھڑا دینے کا حکم ہے یہ سیما و نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو بہر حال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتا نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ بن عباس وسائب بن یزید ومجاہد رضی اللہ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔ طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن میں حمید بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہیں سائب بن یزید رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا ایک شخص آیا جس کے چہرہ پر سجدہ کا داغ تھا سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لقد افسدھذا وجھہ اما واللہ ما ھی السیما التی سمی اللہ ولقد صلیت علی وجھی منذثمانین سنۃ ما اثر السجود بین عینی بیشک اس شخص نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا۔ سنتے ہو خدا کی قسم یہ وہ نشانی نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے میں اسی برس سے نماز پڑھتا ہوں میرے ماتھے پر داغ نہ ہو۔ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن نصر وابن جریر نے مجاہد سے روایت کی اور یہ سیاق اخیر ہے حدثنا ابن حمید ثناجر یرعن منصور عن مجاھد فی قولہ تعالٰی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود قال ھو الخشوع فقلت ھو اثر السجود فقال انہ یکون بین

[1] ترجمہ: اسے طبرانی نے معجم اوسط وصغیر میں اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کا نور مراد ہے۔ ۱۲

یحنیه مثل رکبة العنز وھو کما شاء الله یعنی منصور بن المعتمر کہتے ہیں امام مجاہد نے فرمایا اس نشانی سے خشوع مراد ہے میں نے کہا بلکہ داغ جو سجدے سے پڑتا ہے فرمایا ایک کے ماتھے پر اتنا بڑا داغ ہوتا ہے جیسے بکری کا گھٹنا اور وہ باطن میں ویسا ہے جیسی اس کے لیے خدا کی مشیت ہوئی یعنی یہ دھبہ تو منافق بھی ڈال سکتا ہے ابن جریز نے بطریق مجاہد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا اما انه لیس بالذی ترون ولکنه سیما الاسلام و مجیته و سمته و خشوعه خبردار یہ وہ نہیں جو تم لوگ سمجھتے ہو بلکہ یہ اسلام کا نور اس کی خصلت اس کی روش اس کا خشوع ہو بلکہ تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات سلیمانیہ میں ہے قال البقاعی ولا یظن ان من السیما مالصنعه بعض المرائین من اثرهیأة سجود فی جبهتة فان ذلك من سیما الخوارج و عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه قال لا بعض الرجل واکرهه اذا رأیت بین عینیه اثر السجود یعنی یہ نشان سجدہ جو بعض ریا کار اپنے ماتھے پر بنا لیتے ہیں یہ اس نشانی سے نہیں یہ خارجیوں کی نشانی ہے اور ابن عباس سے روایت مرفوع آئی کہ میں آدمی کو دشمن و مکروہ رکھتا ہوں جبکہ اس کے ماتھے پر سجدہ دیکھتا ہوں۔ اقول اس روایت کا حال اللہ جانے اور بفرض ثبوت وہ اس پر محمول جو دکھاوے کیلئے ماتھے اور ناک کی مٹی نہ چھڑائے کہ لوگ جانیں یہ ساجدین سے ہے اور وہ انکار بھی سب اسی صورت ریا کی طرف راجع ورنہ کثرت سجود یقیناً محمود اور ماتھے پر اس سے نشان خود بن جانا نہ اس کا روکنا اس کی قدرت میں ہے نہ زائل کرنا نہ اس کی اس میں کوئی نیت فاسدہ ہے تو اسپر انکار نا متصور اور مذمت ناممکن بلکہ وہ من جانب اللہ اس کے عمل حسن کا نشان اس کے چہرے پر ہی تو زیر آیہ کریمہ سیما هم فی وجوههم من اثر السجود داخل ہو سکتا ہے کہ جو معنی فی نفسہ صحیح ہو اور اس پر دلالت لفظ مستقیم اسے معانی آیات قرآنیہ سے قرار لیں سکتے ہیں کما صرح به الامام حجة الاسلام و علیه درج عامة المفسرین الاعلام اب یہ نشان اسی محمود و مسعود نشانی میں داخل ہوگا جس کی تعریف اس آیت کریمہ میں ہے کہ بلاشبہ یہ امر جس طور پر ہم نے تقریر کی فی نفسہ عمل حسن سے ناشی اور اس کی نشانی اور الفاظ آیت کریمہ میں اس کی

گنجائش ہے لاجرم تفسیر نیشاپوری میں اسے بھی آیت میں برابر کا محتمل رکھا تفسیر کبیر میں اسے بھی تفسیر آیت میں ایک قول بتایا کشاف وارشاد العقل میں اسی پر اعتماد کیا بیضاوی نے اسی پر اقتصار کیا اور اس کے جائز بلکہ محمود ہونے کو اتنا بس ہے کہ سیدنا امام سجاد زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضٰے رضی اللہ تعالٰی عنہم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کا یہ نشان تھا مفاتیح الغیب میں ہے[1]

قوله تعالٰى سيماهم فيه وجهان احدهما ان ذلك يوم القيمه و ثانيهما ان ذلك في الدنيا وفيه وجهان احدهما ان المرادما يظهر في الجباه بسبب كثرة السجود الخ انوارالتنزیلمیں ہے[2] يريد اسمة التي تحدث في جباههم من كثرة السجود رغائب القرآن میں ہے[3] يجوز ان تكون العلامة امداً محسوسا وكان كل من علي بن الحسين زين العابدين و علي بن عبد الله بن عباس يقال له ذوالثفنات لان كثرة سجودهما احدثت في مواضع السجود منهما اشباه ثفنات البعيه والذى جاء في الحديث لاتعلبوا صوركم اى لاتخذ شوها و عن ابن عمر رضى الله تعالٰى عنهما انء رأى رجلا اثر في وجهه السجود فقال ان صورتك انفك ووجهك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك محمول على التعمد رياء وسمعة ويجوز ان يكون امرا معنويا من البهاء والنور کشاف میں ہے[4] المراد بها السمة التي تحدث في جبهة السجاد من

---

[1] ترجمہ اس علامت میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ قیامت میں ہوگی دوسری یہ کہ دنیا میں ہے اور اس خیر میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ اثر ہے جو کثرت سجدہ سے پیشانیوں پر ظاہر ہوتا ہے [2] ترجمہ وہ داغ مراد ہے جو ان کی پیشانیوں میں کثرت سجدہ سے ہو [3] ترجمہ یہ جو علامت سجدہ کہ آیت میں ذکر فرمائی جائز ہے کہ امر محسوس ہو امام علی بن حسین زین العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس ہر دونوں کو گھٹے والے کہا جاتا کہ کثرت سجدہ سے دونوں صاحبوں کی پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور وہ جو حدیث میں آیا کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے (یعنی ناک) پر سجدے کا نشان ہوگیا تھا اس سے فرمایا تیرے ناک اور مونہہ تیری صورت میں تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت عیبی نہ بنا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ دکھاوے کیلئے قصداً گھٹی ڈالے اور جائز ہے کہ وہ علامت امر معنوی ہو یعنی صفا و نورانیت [4] ترجمہ اس نشانی سے داغ مراد ہے کہ کثیر السجدہ شخص کی پیشانی میں کثرت سجود سے پیدا ہوتا ہے اور وہ جو فرمایا کہ سجدے کے اثر سے یہ اس مراد کو واضح کرتا ہے یعنی اس تاثیر سے جو سجدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دونوں علی امام علی بن حسین زید العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس پدر خلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہما گھٹے والے کہلاتے کہ کثرت سجود سے ان کی پیشانی وغیرہ واضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور یونہی امام سعید بن جبیر سے اسکی تفسیر مروی ہے کہ وہ چہرہ پر نشان ہے۔ اب اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو حدیث یہ آئی کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

كثرةِ السجود و قوله تعالٰى من اثر السجود يفسرها اى من التاثير الذى يؤثره السجود وكان كل من العليين على بن الحسين زين العابدين وعلى بن عبد الله بن عباس ابى الاملاك يقال له والتفنات لا ن كثرة سجودهما احدثت فى مواقعه منهما اشباه ثفنات البعير وكذا عن سعيد بن جبير هى السمة فى الوجه فان قلت فقد جاء عن النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم لا تعلبوا صوركم وعن ابن عمر رضى الله عنهما انه راى رجلا قد اثر فى وجهه السجود فقال ان صورة وجهك انفك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك قلت ذلك اذا اعتمد بجهته علے الارض لتحدث فيه تلك السمته و ذلك رياء نفاق يستعاذ بالله منه و نحن فيما حدث فى جبهة السجاد الذى لا يسجد الاخالصا لوجه الله تعالٰى وَعَنْ بعض المتقدمين كنا نصلے فلا يرى بين اعيننا شىء ونرى احدنا الاٰنَ يصلے فيرى بين عينيه ركبة البعير فما ندرى اثقلت الارؤس ام خشنت الارض و انما ارا د بذلك من تعمد ذلك للنفاق تفسير علامه ابو السعود افندى میں ہے (سيما هم ا) اى سمتهم (فى وُجُوْهِهِم) اى فى جباههم (من اثر السجود) اى من التاثير الذى يؤثره كثرة السجود وما روى من قوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم لا تعلبوا صورك اى لا تسموها انما هوفيما اذا اعتمد بجهته على الارض ليحدث فيها تلك السمة و ذلك محض رياء و نفاق و الكلام فيما حدث فى جبهة السجاد الذى لا يسجد الاخالصا لوجه الله عزوجل و كان الاعام زين العابدين و على بن عبد الله بن عباس رضى الله تعالٰى عنهم يقال لها ذواُلتفنات لما احدثت كثرة سجود هما فى مواقعه منهما

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے چہرہ پر داغ سجدہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے چہرے کے سو بھا تیری ناک ہے تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت نہ بگاڑ میں کہوں گا کہ یہ اس کے بارے میں ہے جو زمین پر پیشانی زور سے گھسیٹے تاکہ یہ داغ پیدا ہو جائے بد ریا و نفاق ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جاتی ہے اور ہمارا کلام اس نشان میں ہے جو اس کثیر السجود کے چہرے میں خود پیدا ہوتا ہے خالص اللہ عزوجل ہی کیلئے سجدہ کرتا ہے اور بعض سلف نے کہا ہم نماز پڑھتے تو ہمارے ہاتھوں پر کچھ نشان نہ ہوتا اور ا اس کا خلاصہ ترجمہ ہی ہے جو عبارت کشاف کا تھا۔

اشباہ شننات البعیر قال قاتلھم دیار علی والحسین وجعفرۃ و حمزۃ والسجاد ذی الثفنات نہایہ و مجمع البحار میں ہے[1] حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ رأی رجلا بانفہ اثر السجود وقال لا تعلب صورتك یقال علیہ اذا وَسَمَہٗ المعنی لا تؤثر فیھا بشدۃ اتکائك علی انفك فی السجود ناظر عین الغریبین و مجمع بحار الانوار میں ہے[2] ای لا تشینن صورتك بشدۃ انتحائك علی انفك بالجملہ زید کا قول باطل محض ہے اور امام زین العابدین و حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے مبارک چہروں پر یہ نشان ہوتا اس کے قول کو اور بھی مردود کر رہا ہے اور ایک جماعت علما کے نزدیک آیہ کریمہ میں یہ مراد ہونا جس سے ظاہر کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی یہ نشان تھا اور یہ کہ اللہ عزوجل نے اس کی تعریف فرمائی اب تو قول زید کی شناعت کی کوئی حد نہ رکھے گا اقوال اور اس بارے میں تحقیق حکم یہ ہے کہ دکھاوے کے لیے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے اور اگر یہ نشان کثرت سجود سے خود پڑ گیا تو وہ سجدے اگر ریائی تھے تو فاعل جہنمی اور یہ نشان اگرچہ خود جرم سے پیدا ہو لہٰذا اسی ناریت کی نشانی اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آ گیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہو گیا اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان نشان محمود ہے اور ایک جماعت کے نزدیک آیہ کریمہ میں اس کی تعریف موجود ہے امید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان و نماز کی نشانی ہو اور روز قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو جبکہ عقیدہ مطابق اہل سنت و جماعت صحیح و حقانی ہو ورنہ بددین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا۔ بالجملہ مذہب کا دھبہ مذموم اور سنی میں دونوں احتمال ہیں ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود۔ اور کسی سنی پر ریا کی تہمت تراش لینا اس سے زیادہ مذموم و مردود کہ بدگمانی

---

[1] ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی ناک پر سجدہ کا داغ دیکھا فرمایا اپنی صورت داغی نہ کر یعنی سجدے میں ناک پر اتنا زور نہ دے کہ داغ پڑ جائے۔ [2] ترجمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ معنی ہیں کہ ناک پر بشدت زور ڈال کر اپنی صورت نہ بگاڑ لیں۔

سے بڑھ کر کوئی بات نہیں قالہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴: زید ایمان مفصل سے بیان کرتا ہے امنت باللہ الخ بعد اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ زید اگر شرابی ہو زانی ہو حرام کھائے اور نماز ادا نہ کرے و روزے ماہ رمضان شریف کے نہ رکھے چوری کرے خدا اور رسول جل وعلا ﷺ کی نافرمانی کرے آخر سب کچھ نیک وبد کو والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتا ہے اور عمرو نے اس واہم شفیع کے رد میں قرآن عظیم کی آیتیں واحادیث پیش کیں اور حضور کی تصنیف کے رسالہ تمہید ایمان سے دلیل صفحہ ۲۸ شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لا یکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ اوالمجمع علیہ کا ستحلال المحرمات اھ الخ۔ یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو مونھ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی وہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو مونھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے یعنی جبکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

کیوں میاں والقدرِ خیرہ و شرّہٖ من اللہ تعالیٰ کا مطلب شراب پینے اور زنا کرنے وغیرہ کا گڑھنا کیا منافی ایمان نہیں۔

زید کہتا ہے کیا یہ کلام خدا جل وعلا کا والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ جھوٹا ہے اس کا جواب حضور کی تصنیف کا رسالہ خالص الاعتقاد سے پوچھے صفحہ ۴ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے ید وعین کا مسئلہ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیھم وقال اللہ تعالیٰ و لتصنع علی عینی ید ہاتھ کو کہتے ہیں عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ

آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسی یدوعین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے اسی طرح والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے اب زید کہتا ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ جب بچہ ماں کے شکم میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت اللہ عزوجل دو فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس کی تقدیر میں نیک و بد لکھ جو کچھ اس کی حیات سے لے کر موت تک کا خیر و شر ہے لکھا جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا کیسے مٹتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ ہمارے جدامجد سیدنا آدم علیہ السلام کو رب عزوجل نے گیہوں کے دانے کھانے سے منع کیا تھا اور ان کی تقدیر میں لکھا تھا تو آپ بھول گئے اور دانے کھائے ماشاء اللہ انصاف کہاں گیہوں اور کہاں شراب پینا اور زنا کرنا وکتبہ ورسلہ کا تو حکم شروع میں آیا ہے کیا اسے چھوڑ دوگے اس کی سزا آخر تمہید ایمان سے بس ہے دیکھو صفحہ ۳۲ آیت ۲۸۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض اھ الخ تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے ہاں اب اگر زید والقدر خیر و شرہ من اللہ تعالیٰ کا مطلب کچھ گڑھے تو وہ دیوبندی و دربھنگی کی سی مکاریوں کی چال ہے جن کا بیان حضور کا یہاں کے رسالے پیکان جانگداز بر جان مکذبان بی نیاز میں نمبر ۲۱ سے نمبر ۳۹ تک ہے اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالح اور کون بدمذہب اور جہنمی ہے۔

الجواب: یہ مکالمہ کہ سائل سلمہ نے لکھا اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ زید یا تو محرمات کو حلال جانتا ہے کہ سب کچھ من جانب اللہ ہے یا کم از کم ان کے ارتکاب پر الزام نہیں مانتا کہ سب تقدیر سے ہے عمر نے اس پر رد کیا کہ یہ ضروریات دین کا انکار ہے اور وہ کفر ہے زید نے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ سے حجت لی عمرو نے جواب دیا کہ مسئلہ قدر مثل

آیات متشابہات ہے کہ ایمان لانا فرض اور چون و چرا حرام۔ زید نے جاہلانہ پھر اسی نبشتہ تقدیر سے استناد کیا عمرو نے جواب دیا کہ اسی ایمان مفصل میں والقدر سے پہلے وکتبہ ورسلہ ہے کتابیں اور تمام رسول محرمات کو حرام اور مرتکب کو مستحق عذاب و مورد الزام بتارہے ہیں کیا ایمان مفصل کے ایک جملہ پر ایمان لائے گا اور دوسرے سے کفر کرے گا آگے وہ آیت پڑھی۔ صورت مذکورہ میں عمرو برسر حق ہے اور اس کا عقیدہ موافق عقیدہ سلف صالح اور زید کا اگر وہی مطلب ہے تو وہ ضرور جہنمی بدمذہب ہے بلکہ اس کا وہ قول صریح کفر وارتداد ہے اور اس شبہہ ملعون کے کشف کو اتنا باذنہ تعالٰی کافی کہ تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا ڈھوکا ہے کہ جیسا لکھدیا ہمیں ویسا ہی کرنا پڑتا ہے نہیں نہیں بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا۔ مولی عزوجل عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا اگر پیدا ہو کر یہ اس کا عکس کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا اور زید نماز پڑھتا تو مولٰی عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یونہی لکھتا احمق جاہل مسخر گان شیطان اس لکھ لینے پر زبان درازی کرتے ہیں فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال و افعال احوال و اقوال بلاشبہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہو اب کیا کوئی ذرا بھی دین وعقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا لہٰذا چار و نا چار زید کو مجبوری زنا کرنا پڑا۔ حاشا ہرگز یہ نہیں زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا ہے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا۔ یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب و الشہادہ کو ازل میں معلوم تھا جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کر سکتا ہے بلکہ اگر مجبور ہو جائے تو معاذ اللہ علم و نوشتہ غلط ہو جائے علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہو جائے تو مجبورانہ زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم و نوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے ولکن الظلمین بایت

اللہ یجحدون O واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۵ تا ۶۰: زید کہتا ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت کے لئے عورت کو جانا حرام ہے اور (۵۶) اولیائے کرام کی قبر کے پاس بچوں کے بال اتارنا حرام ہے (۵۷) اور چراغ جلانا (۵۹) اور تربت پر غلاف ڈالنا (۶۰) اور غیر خدا جل وعلا کو نذر چڑھانا حرام ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں چاہے اولیا رضی اللہ عنہم اور چند ابیات مجموعہ خط حرمین شریفین تالیف مولوی عبدالحی صاحب واعظ کا انیسواں خطبہ چند گناہ کبائر و محرمات کے بیان میں صفحہ ۱۷۴

عورات عرس میں ہوں یا غیر عرس میں — نزدیک تربتوں کے بھی جانا حرام ہے
بچوں کے بال قبر پہ لا کے اتارنا — صندل بھی تربتوں پہ چڑھانا حرام ہے

اور اسی مجموعہ خطب صفحہ ۲۳۲ میں۔

نذر بھی غیر خدا کی ہے یقین شرک — غیر کی نذر کا کھانا بھی حرام اے اکرام

کیا یہ ابیات اہل سنت کے برخلاف ہیں یا نہیں اور حضور کا رسالہ برکات الامداد میں صفحہ ۳۱ خود امام الطائفہ میاں اسمعیل دہلوی کے بھاری پتھر کا کیا علاج وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر جی کا حال لکھتے ہیں روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ اسی میں ہے شخصیکہ در طریقہ قادریہ قصد بیعت میکند البتہ اور جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد (الی قولہ) کہ خود را از زمرہ غلامان آنجناب میشمارد ملخصا اسی میں ہے اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ الی آخر یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں اگر شخصے بزے را خانہ پرور کند تا گوشت وخوب شود و او را ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست۔ ایمان سے کہیو غوث الاعظم کے یہی معنے ہوئے کہ سب سے بڑے فریاد رس یا کچھ اور خدا جل وعلا کو ایک جانکر کہنا غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن وبشر کے فریاد رس یا کچھ اور۔ پھر یہ کیسا کھلا شرک تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہدو ورنہ شریعت وہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر

والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

الجواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لعن اللہ زوارات القبور اللہ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں[1] رواہ الامام احمد وابن ماجۃ والحاکم عن حسان بن ثابت والاولان والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ ابوداؤد و ترمذی ونسائی وحاکم کے یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللہ زائرات القبور ان عورتوں پر لعنت جو زیارت قبور کو جائیں اقول مگر اس کی سند ضعیف ہے اگرچہ ترمذی نے اس کی تحسین کی اس میں ابوصالح باذام ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا سنتے ہو ان کی زیارت کرو علما کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورت بھی داخل ہیں یا نہیں اصح یہ کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن منظور ہو تو مطلقاً حرام اقول حدیث میں بالتخصیص عورتوں سے خطاب اس پر دلیل ہے کہ ان کے لئے تکثیر زیارت قبور میں حرج کثیر ہے اور اس خصوص پر ورود نسخ ثابت نہیں پھر قبور اقربا پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نسا ہے اور مزارات اولیائے کرام پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے ولہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا کہ[2] یستحب زیارۃ القبور للرجال وتکرہ للنساء لماقد مناہ اسی میں ہے فی کفایۃ الشعبی سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر فقال لایسال عن الجواز والفساد فی مثل ھذا او انما یسأل عن مقدار مایلحقھا من اللعن فیہ واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ و ملائکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ

---

[1] ترجمہ یہ حدیث احمد وابن ماجہ وحاکم نے حسان بن ثابت انصاری سے اور احمد و ترمذی وابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے باذام ابوصالح تابعی ضعفہ البخاری وقال النسائی باذام لیس ثقہ وقال ابن معین لیس بہ باس [2] قبروں کی زیارت مردوں کو مستحب اور عورتوں کو مکروہ ہے۔

الله ذکره فی التاتار خانية یعنی کفایہ شعبی پھر تاتارخانیہ میں ہے امام قاضی سے سوال ہوا کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے فرمایا ایسی بات میں جائز ناجائز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہو گی خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت ساتھ پھرتی ہے البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم ﷺ اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ مسلک متقسط پھر ردالمختار میں ہے[٢] هل تستحب زيارة قبره صلى الله تعالى عليه وسلم النساء اصحيح نعم بلا كراهة بشر وطها كما صرح به بعض العلماء اما على الاصح من مذهبنا وهو قول الكرخي وغيره من ان الرخصة في زيارة القبور ثابتة للرجال والنساء جميعا فلا اشكال واما على غيره فكذلك نقول بالا ستحباب لا طلاق الاصحاب والله تعالى اعلم بالصواب

(٥٦) بچہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر مزارات اولیائے کرام پر حاضر کیا جائے اس میں برکت ہے زمانہ اقدس میں مولود کو خدمت انور میں حاضر لاتے اور اب مدینہ طیبہ میں روضہ انور پر لیجاتے ہیں ابونعیم نے دلائل النبوت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی حضرت آمنہ والدہ ماجدہ حضور سید عالم ﷺ فرماتی ہیں جب حضور پیدا ہوئے ایک ابر آیا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں کے پروں کی آواز آتی تھی وہ میرے پاس سے حضور اقدس ﷺ کو لے گیا اور میں نے ایک منادی کو پکارتے سنا طوفوا بمحمد على موالد النبيين محمد صلى الله عليه وسلم کو تمام انبیاء کے مقامات ولادت میں لے جاؤ بال اتارنے سے اگر مقصود وہ ہے جس عقیقہ کے دن حکم ہے تو یہ ایک ناقص چیز کا ازالہ

---

[٢] ترجمہ صحیح یہ ہے کہ روضہ انور سید عالم ﷺ کی حاضری عورتوں کو بھی مستحب ہے مگر بشرائطہا آداب و اعتدال جس طرح بعض علما نے تصریح کی ہمارے مذہب اصح پر کیا امام کرخی وغیرہ کا قول ہے کہ زیارت قبور کی اجازت میں مرد و عورت سب داخل ہیں اس پر تو کوئی اشکال خود ہی نہیں اور دوسرے قول پر بھی روضہ انور کی حاضری عورتوں کو بھی ہم مستحب ہی کہتے ہیں کہ اصحاب نے حکم مطلق دیا ہے۔

ہے مزارات طیبہ پر لیجا کر کرنا کوئی معنے نہیں رکھنا بلکہ بال گھر پر دور کر کے لیجائیں پھر بھی اسے حرام کہنا دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے اور اگر وہ مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لیجا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۷) مزارات اولیائے کرام کے پاس ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے چراغ جلانا بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے اسکی تفصیل جلیل ہماری کتاب ۳۴۔ طوالع النورفی حکم السرج علی القبور اور ہمارے رسالہ بریق المنار بشموع المزار میں ہے امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدسنا اللہ بسرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں اذا کان موضع القبور مسجد او علی طریق او کان ھناك احد جالس امکان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحه المشرقة علی تراب جسدہ کا شراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیتبر کوابه و یدعوا اللہ تعالیٰ عنه فیستجاب لھم فھوامر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات یعنی اگر موضع قبر میں مسجد ہے (کہ روشنی سے نمازی کو آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی) یا قبر سر راہ ہے (کہ روشنی سے راہگیروں کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان قبر مسلم دیکھ سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے دعا کریں گے ثواب پہنچائیں گے گزرنیوالوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے میت کی قوت زیادہ ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے) یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے (زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لئے آیا ہے روشنی سے اسے آرام ملے گا قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا) (یہ مزار کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا ہے وہاں ان کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے روشنی کریں جو اپنے بدن کی مٹی پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اس روشنی سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ جائز امر ہے اس سے اصلا ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۸) عود لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگرچہ کسی برتن میں ہو[۱] لما فیہ من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللہ صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی[۲] انہ قال لابنہ و ھو فی سیاق الموت اذا انامت فلا تصحبنی نائحۃ ولا نار الحدیث شرح المشکوۃ الامام ابن حجر المکی میں ہے[۳] لانھا من التفاؤل القبیح مرقاۃ شرح مشکوہ میں ہے [۴] انھا سبب اللتفاؤل القبیح اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو۔ بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعت مال ہے میت صالح اس غرتے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو اسے اس سے انتفاع نہیں تو جب تک سند مقبول سے نفع معقول نہ ثابت ہو سبیل احتراز ہے[۵] ولا یقاس علی وضع الورد والریاحین المصرح باستحبابہ فی غیر ما کتاب کما اوردنا علیہ نصوصا کثیرۃ فی کتابنا حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات فان العلۃ فیہ کما نصوا علیہ انھا ما دامت رطبۃ تسبح اللہ تعالٰی فتؤنس المیت لا طیبھا اور اور اگر موجودین یا آنے والے زائرین کیلئے خصوصاً وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم و ذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے[۶] وقد عھد تعظیم التلاوۃ والذکر و طییب مجالس المسلمین بہ قدیما وحدیثا جو اسے فسق و بدعت کہے محض جاہلانہ جرأت کرتا یا اصول مردودہ وہابیت پر مرتا ہے بہرحال یہ شرع مطہر پر افترا ہے اس کا جواب انہیں

---

[۱] ترجمہ اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دھواں اٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ [۲] ترجمہ انہوں نے اپنی نزاع کے وقت اپنے صاحبزادہ سے فرمایا جب میں مروں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے پیٹنے والی جائے نہ آگ [۳] ترجمہ اس لئے کر سہ فالی ہے [۴] اس لئے کہ یہ بدفالی کا۔ [۵] ترجمہ اور اس پر قیاس نہ ہوگا کہ قبروں پر گلاب اور پھول رکھنا متعدد کتابوں کی تصریح سے مستحب ہے جیسا کہ اس پر بہت نصوص ہم نے اپنی کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات میں ذکر کئے اسلئے کہ وہاں علما نے علت یہ بیان کی ہے کہ پھول جب تک تر رہتے ہیں اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتے ہیں تو اس سے میت کا دل بہلتا ہے خوشبو اس کی وجہ بنامی [۶] ترجمہ بیشک قدیم سے آج تک اس سے تلاوت و ذکر کی تعظیم اور مجلس مسلمانان کا اس سے خوشبو کرنا معہود ہے۔۱۲

دو آیتوں کا پڑھنا ہے! قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون واللہ تعالٰی اعلم (۵۹) تربت اولیائے کرام پر غلاف ڈالنا جائز ہے ہاں عوام کی قبروں پر نہ چاہئے امام علامہ عارف نابلسی قدس سرہ القدسی کی کتاب مستطاب کشف النور عن اصحاب القبور پھر علامہ شامی صاحب ردالمحتار علی الدرالمختار کی عقود الدریہ میں ہے فی فتاوی الحجۃ تکرہ السور علی القبورہ ولکن نحن الان نقول انکان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقرو اصاحب ھذا القبر و بجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرۃ عند الحضور فی التأدب بین یدی اولیاء اللہ تعالٰی المد فونین فی تلک القبور لما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکۃ عند قبور ھم فھو امر جائز لا ینبغی النھی عنہ لان الا عمال بالنیات ولکل امرئ مانوی یعنی فتاوے حجہ میں قبروں پر غلاف کو مکروہ لکھا لیکن ہم اب کہتے ہیں اگر اس سے نگاہ عوام میں تعظیم اولیا پیدا کرنا مقصود ہو کہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں اور اس لئے کہ اہل غفلت جب زیارت کو آئیں تو ان کے دل جھکیں اور ادب کریں کہ ویسے وہ زیارت میں اولیائے کرام کا ادب نہیں کرتے حالانکہ ان کی روح مبارک ان کے مزارات کے پاس حاضر ہے تو اس غرض سے مزارات پاک پر غلاف ڈالنا جائز ہے اس سے ممانعت نہ چاہیے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی انتہے اقول یہ نفیس مضمون آیہ کریمہ سے مستفاد ہے قال اللہ تعالٰی یایھا النبی قل لا زواجک و بنتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفور رحیما۔ اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرماؤ اپنی چادریں چہرے پر لٹکائے رہیں یہ اس کے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے باک لوگ راستوں میں کنیزوں کو چھیڑا کرتے وہ مونھ کھولے نکلتیں پہچان کے لئے بیبیوں کو مونھہ چھپانے کا حکم ہوا کہ معلوم

! ترجمہ تم کہو لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ تم کہو کیا اللہ نے تمہیں اذن دیا یا اللہ پر بہتان دھرتے ہو۔ ۱۲

ہو کہ یہ کنیز نہیں تو کوئی ان سے نہ بولے۔ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں کے ساتھ عوام کیا کرتے ہیں ان پر پاؤں رکھ کر چلیں ان پر بیٹھیں واہیات باتیں کریں ایک قبر پر دو شخصوں کو بیٹھے جوا کھیلتے دیکھا ہے اولیائے کرام کے مزارات بھی اگر عام قبروں کی طرح رہیں یہی ناحفاظیاں ان کے ساتھ ہوں لہٰذا پہچان کے لئے خلاف درکار ہوئے ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین یہ اس سے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو ایذا نہ دی جائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(۶۰) غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں نذر یکہ اینجا مستعمل میشود نہ برمعنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں ومن هذا القبیل زیارة القبور والتبرك بضرائح الاولیاء والصالحین والنذرلهم بتعلیق ذلك علی حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجازعن الصدقة علی الخادمین بقبورهم كما قال الفقهاء فیمن دفع الزكاة لفقیر و سماها مرضاصح لان العبرة بالمعنی لا باللفظ یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیا و صلحا سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کے لئے منت ماننا کہ وہ ان کے خادمانِ قبور پر تصدق سے مجاز ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنے کا ہے نہ لفظ کا ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہوسکتی حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں معمول و مقبول ہے امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا یعنی بے نظیر امام اپنی کتاب مستطاب بهجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے

روایت فرماتے ہیں (۱)اخبرنا ابو العفاف موسی بن عثمان البقاء بالقاهرة سنه ٦٦٣ قال اخبرنا ابی بدمشق سنه ٦١٤ قال اخبرنا الشیخان ابو عمر و عثمان الصریفینی وابو محمد عبد الحق الحریمی بغداد سنه ٥٥٩ قالا کنا بین یدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالیٰ عنه بمدرسته یوم الاحد ثالث صفر سنه ٥٥٥ ہم سے ابو العفاف موسیٰ بن عثمان بن موسی بقاعی نے ۶۶۳ میں شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ ہمیں میرے والد ماجد عارف باللہ ابو المعانی عثمان نے ۶۱۴ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو ولی کامل حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی و حضرت ابو محمد عبد الحق حریمی نے ۵۵۹ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یک شنبہ ۵۵۵ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں پھر تشریف رکھی ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرات نہ ہوئی ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ان معنا للشیخ نذرا ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے فاستأذناه فقال خذوه منهم ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں کہا ۳ صفر روز یکشنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آ پڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لو ذکرنا الشیخ عبد القادر فی هذا الوقت ونذر ناله شیئًا من اموالنا ان سلمنا ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لیے کچھ مال نذر مانیں ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آ پڑے یہ آ کر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا

مصیبت پڑی ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے (۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ حدثنا ابوالفتوح نصر الله بن یوسف الازجی قال اخبرنا الشیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل قال اخبرنا الشیخ ابو محمد عبد الله بن حسین بن ابی الفضل قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه یقبل النذور ویأکل منها ہم سے حدیث بیان کی ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے کہا ہمیں شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابومحمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نذریں قبول فرماتے ہیں اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا جو کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا (۳) نیز فرماتے ہیں حدثنا الشریف ابو عبد الله محمد بن الخضر الحسینی قال اخبرنا ابی قال کنت مع سیدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه ورأی فقیرا مکسور القلب فقال له ما شأنك قال مررت الیوم بالشط وسألت ملاحاً ان یحملنی الی الجانب الاخر فابی وانکسر قلبی لِفَقْرِی فلم یتم کلام الفقیر حتی دخل رجل منه صرة فیها ثلاثون دینار نذرًا للشیخ فقال الشیخ لذلك الفقیر خذهذه الصرة واذهب بها الی الملاح وقل له لا ترد فقیر ابدا و خلع الشیخ قَمِیْصَهٗ واعطاه للفقیر فاشتری منه بعشرین دینار ہم نے شریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی کہا ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کی کل میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا اُس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح

کو دو اور اس نے کہنا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا۔ (۴) نیز فرماتے ہیں الشیخ بقا بن بطو کان الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یثنی علیہ کثیرا وتجلہ المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور من کل مصر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء و علما سب ان کی تعظیم کرتے ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے (۵) نیز فرماتے ہیں الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکابر مشایخ العراق اجمع المشایخ والعلماء علی تجیلہ وقصد بالزیارات والنذور من کل جہۃ حضرت منصور بطائحی رضی اللہ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں اولیا و علما نے ان کی تعظیم پر اجماع کیا اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آئے اور ان کی نذر لائے (۶) نیز فرماتے ہیں لم یکن لا حد من مشایخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الھیتی فتوح اکثر من فتوحہ کان ینذر لہ من کل بلد حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسی کی فتوح ان کے مثل نہ تھی ہر شہر سے ان کی نذر آتی (۷) نیز فرماتے ہیں الشیخ ابو سعد القیلوی احد اعیان المشایخ بالعراق حضر مجلسہ المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور حضرت ابو سعد قیلوی رضی اللہ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں مسلمان ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر کی جاتی (۸) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمۃ اللہ تعالٰی یقول کانت لفقۃ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ من الغیب وکان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذر لہ کثیر او کُنتَ عندہ یوما فمرت مع راعیھا فاشار الی احدھن و قال ھذہ حامل بعجل احمرا غرصفۃ کذا وکذا و یولد وقت کذا یوم کذا وھو نذر لی و تذبحہ الفقراء یوم کذا و یا کلہ فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال

هذه حامل بانثی و من وصفها كذا وكذا تولد وقت كذا وهی نذرلی يذبحها فلان رجل من الفقراء يوم كذا و ياكلها فلان و فلان ولكب احمر فيها نصيب قال فوالله لقد جرت الحال علی ماوصف الشيخ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اوران کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اوراس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اوروہ ہماری نذر ہوگا فقرا اسے فلاں دن ذبح کریں گے اورفلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اورفرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اوراس کا حلیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اوروہ میری نذر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اورفلاں فلاں اسے کھائیں گے اورایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا (۹) نیز فرماتے ہیں اخبرنا الفقيه الصالح ابو محمد الحسن بن موسٰی الخالدی قال سمعت الشيخ الامام شهاب الدين السهروردی رضی الله تعالٰی عنه بقول مالا حظ عمی شيز الشيخ ضياء الدين عبد القاهر رضی الله عنه مريد ابعين الرعاية الانجح و برع و كنت عنده مرة فاتاه سوادی بعجل وقال له يا سيدے هذا نذر ناه لك وانصرف الرجل فجاء العجل حتی وقف بين يدی الشيخ فَقَالَ الشيخ لنا ان هذا العجل يقول لی انی لست العجل الذی نذر لك بل نذرت للشيخ علی بن الهيتی و انما نذرلك اخی فلم يلبث ان جاء السوادی و بيده عجل يشبه الاول فقال السوادی يا سيدے انی نذرت لك هذا العجل و نذرت للشيخ علی بن الهيتی العجل

الذی اتیتك به اولا وکان اشتبها علی واخذ الاول وانصرف ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسےٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاہر نجیب الدین سہروردی جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا بچھڑا آ کر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس گیا (۱۰) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو زید عبدالرحمن بن سالم بن احمد القرشی قال سمعت الشیخ العارف ابا لفتح بن ابی الغنائم بالاسکندریة ہمیں ابو زید عبدالرحمٰن بنس الم بن احمد قریشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم سے اسکندریہ میں سنا کہ اہل بصائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی کے حضور لایا اور عرض کی اے میرے آقا میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لیے قوت و برکت کی دعا فرمایئے حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی ...... کے پاس جا اور انہیں میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ۔ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا۔ فرمایا آگے آ۔ قریب گیا۔ قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے سیدی عثمن نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام۔ اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا۔ حضرت نے فرمایا: اٹھ آ وہ اٹھ آیا۔ پھر دوسرے شیر سے فرمایا اٹھ اس میں سے کھا وہ اٹھا

اور کھایا پھر اسے بلا لیا تیسرا شیر بھیجا یونہیں ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھالیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لیلو اس نے اسے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچانکر مجھے ستائے ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی یا سیدی نذرت لك ثور او اتیت به الی البطیحة فاستلب منی ولا ادری این ذھب اے میرے مولٰی میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے بطیحہ تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا فرمایا قد وصل الینا ھاھو تراہ وہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا اے میرے مولٰی خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرا دی حضرت نے فرمایا یاھذا ان الحبیب لا یخفی عن حبیبه شیأ ومن عرف اللہ عزجل عرفه کل شیء اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے۔ پھر بیل والے سے فرمایا تو اپنے دل میں میرا اشاکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے مبادا کوئی اسے میرے پاس پہچانکر مجھے ایذا دے یہ سن کر بیل والا رونے لگا فرمایا کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں یا اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے وہ بیل کو لے کر چند قدم چلا اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے فرمایا شیر کا خوف ہے عرض کی ہاں۔ حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے شیر اٹھا اور ساتھ ہولیا اس کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے دہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا حضرت روئے اور فرمایا ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے اور اللہ تعالٰی نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو

گیا (۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابو المواہب محمد شاذلی میں فرماتے ہیں وکان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان لك حاجة واردت قضاء ھافانذرانفسیة الطاھرة ولو فلسافان حاجتك تقضی یعنی حضرت ممدوح فرمایا کرتے میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کیلئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ تمہاری حاجت پوری ہوگی یہ ہیں اولیا کی نذریں اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ نذر اولیا کو مَا اُھِلَّ بہ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل کرنا باطل ہے ایسا ہوتا تو یہ ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ اب امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے باپوں کے بھی اقوال لیجئے (۱) جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مولوی اسمٰعیل کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں حضرت ایشان در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم آلہ دیار فتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت مامیکنند ومیگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد وملال بریاران غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق برنج وشیرینی برسر وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینندگاں درگاہ مخدوم آلہ دیار سانم درینوقت آمد ایفائے نذر کردم (۲) اسی میں ہے حضرت ایشاں میفر مودند کہ فرہاد بیگ رامشکلے پیش افتاد نذر کرد کہ بار خدایا اگر ایں مشکل بسر آید البتہ قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ وہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکی از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذر ست اگر اسپ خود را میخواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودۂ بفرست وی نادم شد وآں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت (۳) حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ

اور اتمام امت بر مثال پیراں و مرشدان مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است فاتحہ و درود و نذر و عرس و مجلس (فوائد عظیمہ جلیلہ) مسلمان دیکھیں دونوں شاہ صاحبوں کی ان تینوں عبارتوں سے کتنے جلیل و جمیل وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے واللہ الحمد (۱) اولیا کا اپنے حاضرین مزارات پر مطلع ہونا (۲) ان سے کلام فرمانا کہ جب حضرت مخدوم اکہ دیا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب والد شاہ عبد الرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا (۳) اولیائے کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ کہ آج اس کا شوہر آئے گا (۳) اور یہ کہ عورت اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی (۴) اولیا کی نذر (۵) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی (۶) ان کی نذر مانکر پوری نہ کرنے سے بلا آنا اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو (۷) اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے اس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کر و اس نے وہ نذر پوری کی گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا (۸) فاتحہ مروجہ (۹) عرس اولیا (۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ پانچ بھاری غضب کہ پیر پرستی (۱۱) مولیٰ علی وائمہ اطہار کی بندگی (۱۲) اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع (۱۳) فتح شکست تندرستی مرض دولتمندی تنگدستی اولاد ہونا نہ ہونا مراد ملنا نہ ملنا اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی وائمہ اطہار و اولیائے کرام سے وابستہ ہونا (۱۴) اس وابستہ جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ہونا۔ وہ سات بڑے شاہ صاحب کے کلام میں تھے یہ بھاری پتھر چھوٹے شاہ صاحب کے کلام میں ہیں اب اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان وایذاء الحق اور گنگوہی صاحب کی قاطعہ براہین وغیرہا خرافات وہابیہ سے ان ۱۴ کو ملا کر دیکھیے دونوں

شاہ صاحب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹے پکے مشرک گر ٹھہرتے ہیں۔ مگر ان کا مشرک ہونا آسان نہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھاری (۱۵) فائدہ حاصل ہوگا کہ اسمٰعیل دہلوی و گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر بیدین کہ اسمٰعیل دہلوی ان دو مشرکوں کا غلام ان کا شاگرد ان کا مرید ان کا مداح ان کو امام وولی وچنیں و چناں جاننے والا اور گنگوہی وتھانوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تفویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور تیسرے قرآنی دھرم پر بدوین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والے اور جو ایسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بیدین والحمد للہ رب العلمین ہے کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امر تسری بنگالی بھوپالی وغیرہ ہم کے پاس اس کا جواب یا آج ہی سے[1] وقفوھم انھم مسؤلون ٥ مالکم لا تناصرون٥ بل ھم الیوم مُسْتَسْلِمُوْن٥ کا ظہور یجاب[2] کذلك العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون٥ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ اس مجموعہ خطب کے اشعار موافق اہل سنت نہیں اور برکات الامداد کی وہ عبارت متعلق بہ استمداد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: حضور اقدس ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ نیک مجلس میں بیٹھنے سے نیک راستہ ملتا ہے اور بد مجلس میں بیٹھنے سے بد راستہ ملتا ہے زید کہتا ہے کہ نہیں صحبت کا اثر کچھ نہیں لگتا آخر تقدیر کے ساتھ ہے پھر اچھی مجلس میں بیٹھنے کا حضور اقدس ﷺ کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔ لباب الاخبار قَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ یَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ جُلُوْسُكَ فِیْ حَلْقَۃِ الْعِلْمِ لَا تَمَسُّ قَلَمًا وَّلَا تَکْتُبُ حَرْفًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اِعْطَآءِ اَلْفِ فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَسَلَامُكَ عَلَی الْعَالِمِ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ یعنی فرمایا نبی مکرم ﷺ نے ابن مسعود کو اے ابن مسعود بیٹھنا تیرا علم کی مجلس میں کہ نہ پکڑے تو قلم اور نہ لکھے تو حرف بہتر ہے تیرے واسطے آزاد کرنے سے ہزار غلام کے اور دیکھنا تیرا طرف منہ عالم کے بہتر ہے تجھ کو دینے سے ہزار گھوڑے راہ خدا میں اور سلام کرنا تیرا عالم پر بہتر ہے تجھ کو ہزار برس کی عبادت سے۔ کیوں میاں سنا

---

[1] ترجمہ انہیں روکو ان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا اب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اب وہ گردن ڈالے ہیں

[2] ترجمہ عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے۔

اچھی مجلس میں بیٹھنے سے کتنا فضل ربی ہے جل و علا قال اللہ عزوجل واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور اک رسالہ ازالۃ العار صفحہ ۱۴ پانچویں حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں ایاك وقرین السوء فانك به تعرف برے ہمنشیں سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک۔

الجواب: زید جاہل محض بلکہ شاید مجنون ہے صحبت کا اثر بھی تقدیر ہی ہے شہد سے نفع زہر سے ضرر ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور ہر مسلمان کے نزدیک یہ بھی تقدیر ہی سے ہے صحبتِ بد سے ممانعت کو وہ آیہ کریمہ کہ سوال میں ذکر کی کافی اور صحبتِ نیک کی خوبی کو وہ ارشاد الٰہی بس ہے کہ رب عزوجل سے اس کے نبی اکرم ﷺ نے روایت کیا کہ فرماتا ہے هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم اللہ و رسول کی مجلس ذکر والے وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور دونوں کی جامع وہ حدیث جامع صحیح بخاری ابو موسے اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسك وکیر الحداد لا یعدمك من صاحب المسك اما ان تشتریه اوتجد ریحه و کیر الحداد یحرق بیتك اوثوبك اوتجد منه رائحة خبیثة یعنی نیک ہمنشیں کی مثال مشک فروش کی مثل ہے کہ تو اس سے مشک مول لے گا یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو آئے گی اور بد ہمنشیں کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ تیرا گھر پھونک دیگی یا کپڑے جلائے گی اور کچھ نہ ہوا تو اس سے تجھے بدبو تو پہنچے گی۔ احادیث اس باب میں کثر وافر ہیں اور لباب الاخبار کی وہ روایت صحیح نہیں۔ بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ اصل تقدیر ہے صحبت کوئی اثر خلاف تقدیر نہیں کر سکتی تو بات فی نفسہ صحیح ہے مگر اس سے اثر صحبت کا انکار جہل قبیح ہے جیسا کہ شہد و زہر کی مثال سے گزرا۔ ولا خبرة للعوام بمسلك الامام ابی الحسن الاشعری فی هذا حتی یحمل علیه مع انه ایضا خلاف الصواب کما نص علیه الائمة الاصحاب رضی اللہ تعالٰی عنه الجمیع واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرِ دتن بآب و گل داشت کو حکم بملک جاں ودل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى○ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الاوقدذر عليه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفي سرته من تربته التي خلق منها حتى يدفن فيها وانا و ابوبكر و عُمر و خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابو بکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نو اور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے اے رب میرے بنے گا یا نہیں، اگر فرماتا ہے نہیں تو اس میں روح نہیں پڑتی اور خون ہو کر رحم سے نکل جاتا ہے اگر فرماتا ہے ہاں تو عرض کرتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کیا ہے زمین میں کہاں کہاں چلے گا کیا عمر ہے کیا کیا کام کرے گا ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھ کہ تو اس میں اس نطفے کا سب حال پائے گا یأخذ التراب الذی یدفن فی بُقعته و تعجن به نطفته فذلك قوله تعالیٰ منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے۔ عبد بن حمید و ابن المنذر عطائی کراسانی سے راوی ان الملك ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذره علی النطفة فیخلق من التراب و من النطفة وذلك قوله تعالیٰ منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ جا کر اس کے مدفن کی مٹی لا کر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے اور یہ ہے مولےٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے دینوری نے کتاب المجالسہ میں ہلال بن یساف سے نقل کی مامن مولود یولد الاوفی سرته من تربة الارض التی یموت فیها کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں وہاں کی مٹی نہ ہو جہاں مرے گا اقول یہ اگر ثابت ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ قبر کی مٹی سے نطفہ گوندھا جاتا ہے اور جب پتلہ بنتا ہے تو جہاں مرے گا اس جگہ کی کچھ مٹی ناف کی جگہ رکھی جاتی ہے مگر حدیث مرفوع سے گزرا کہ ناف میں بھی اسی مٹی کا حصہ ہوتا ہے جہاں دفن ہوگا تو ظاہرا اس روایت میں موت سے دفن مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ زید جاہل ہے اور اسیر بد عقل یا بد عقیدہ ہے اور اس پر بیباک۔ اجالی اندھیری میں تمام جہان کے کام ملئکہ ہی کرتے ہیں وہ اس روشنی کے کیا محتاج ہیں رحم میں جب نطفہ قرار پاتا ہے اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے کہ اس میں سلائی نہیں جا سکتی اس وقت بچے کا پتلا کون بناتا ہے یہ باریک باریک رگیں اور مسام اور رونگٹے اس میں کون رکھتا ہے سب کے سب کام بحکم الٰہی فرشتہ ہی کرتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے احادیث میں ارشاد فرمایا

جن کو ہم نے اپنی کتاب مستطاب الامن والعلےٰ میں ذکر کیا ہے دن بھی ہو تو بند رحم کے اندر کونسی روشنی ہے۔ نہ سہی سخت کالی اندھیری رات میں کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھے ہزار آدمیوں کے بیچ میں ایک کی روح نکلتی ہے وہ کون نکالتا ہے فرشتہ ہی نکالتا ہے قل یَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ استقرار نطفہ کا وقت تمہیں معلوم نہیں یا فرشتے کو بھی نہیں معلوم جیسے موت کا وقت غرض ایسے جاہلوں سے مخاطبہ بیسود ہے اسے سمجھایا جائے کہ ارشادات قرآن و حدیث میں اپنی بھدی سمجھ کو جگہ نہ دیا کرے کہ گمراہی و بیدینی کا بڑا پھاٹک یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: ایک شخص سنی مسلمان ایک کافرہ عورت نصاری سے زنا کرتا تھا اور دو بچے پیدا زنا سے ہوئے بعدہ عورت اسلام لائی بعدہ تین بچے پیدا ہوئے۔ اور بعدہ مرد کا انتقال ہوا اور پھر وہ عورت نصاریٰ کے دین میں گئی اور ایک ہندو شخص سے پھر زنا کرتی ہے اور اسی کے مکان میں عورت کی مثال رات و دن رہتی ہے اور پھر وہ مسلمان کے بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ ہیں اور وہ گوشت حرام کافر کا ذبیحہ کھاتی ہے اور وہ بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ حرام گوشت کھاتے ہیں۔ بڑا لڑکا اسلام سے کچھ واقف ہے تو وہ ماں کے پاس نہیں اور لڑکی دس برس کی ہے اور دیگر لڑکے چھوٹے ہیں سوائے بڑے لڑکے کے سب بچے اپنی ماںکے پاس ہیں اب ان بچوں کے واسطے شرع کیا حکم کرتی ہے اور اگر اسی حالت میں کوئی بچہ انتقال ہوا تو نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اس بارے میں کوئی روایت نہیں علامہ شہاب شلبی کا خیال اس طرف گیا کہ کافرہ کا بچہ جو مسلمان کے زنا سے پیدا ہو مسلمان ۱؎ نہ ٹھہرے گا کہ زنا سے نسبت منقطع ہے اقول اس تقدیر پر ان شہروں میں جہاں اسلامی سلطنت کبھی نہ ہوئی وہ بچے کہ اس عورت کے حال اسلام میں پیدا ہوئے پھر وہ مرتد ہوگئی اس کی تبعیت سے مرتد ٹھہریں گے جب تک سمجھ دار ہو کر خود اسلام نہ لائیں اور اذلا اب ولا دارا علامہ شامی کی تحقیق یہ ہے کہ

تنبیہ ۱؎ جواب سوال ۱۶ میں جو گزرا کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ تو مسلمان نہیں اس فتاوی علامہ شلبی کے موافق تھا علامہ شامی کی تحقیق پر اب بھی مسلمان ٹھہرے گا اور فقیر کی رائے میں یہی اقوی معلوم ہوا تو جواب سوال ۱۶ میں استار کھا جائے کہ اگر سمجھ دالا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو مسلمان نہیں ۱۲ منہ غفرلہ

مسلمان کے بچے اگرچہ زنا سے ہوں مسلمان ہی ٹھہریں گے کہ ہمارے نزدیک بنت زنا سے نکاح حرام ہے اپنے بچہ زنا کو زکاۃ نہیں دے سکتا اس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں فان الحقائق لا مرد لها جب یہ احکام شرع نے مانی ہیں یونہی تبعیت اسلام بھی اور اسی پر امام اجل سبکی شافعی اور قاضی القضاۃ حنبلی نے فتویٰ دیا اقول یہ بلاشبہہ قوی ہے یوں وہ سب بچے مسلمان ہیں ان میں جو مرے گا اس کے جنازے کی نماز ہوگی جب تک سمجھ والا ہو کر خود کفر نہ کرے اور اب ماں کا ارتداد انہیں ضرر نہ دے گا کہ باپ کے اسلام پر مرنے سے انکا اسلام مستقر ہو گیا۔ درمختار میں ہے لتنا هی التبعية صوت احدهما مسلما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵، ۶۶: اہل کتاب نصاریٰ کی لڑکی نے سنی مسلمان کے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ کہ وہ دین محمدی پر قائم رہے اور وہ دین نصاریٰ پر قائم رہے اب اس صورت میں نکاح پڑھنا کیا حکم ہے فی زمانہ اور اہل کتاب بعد دارالحرب سلطنت اسلامیہ کے تابع ہو اور جو غیر تابع ہو ان دونوں صورتوں میں نکاح کس شرط سے پڑھی جائے گی ۶۶ اور سنی مسلمان کی لڑکی اہل کتاب نصاریٰ کے نکاح میں جا سکتی ہے وہ نصاریٰ دین پر ہو اور لڑکی دین محمدی ﷺ پر ہو۔

الجواب: لاالہ اللہ مسلمان عورت کا نکاح نصرانی وغیرہ کسی کافر سے نہیں ہو سکتا اگر ہو گا زنائے محض ہو گا اللہ عزوجل فرماتا ہے لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن نہ مسلمان عورتیں کافروں کو حلال ہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کو حلال نصرانیہ اگر سلطنت اسلامیہ میں مطیع الاسلام ہے اس سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے ورنہ مکروہ تحریمی قریب بحرام۔ یہ بھی اس صورت میں کہ وہ واقعی نصرانیہ ہو نہ حالت دہریت ونیچریت جیسے مسلمان کہلانے والا نیچری مسلمان نہیں درمختار میں ہے (۱ صح نكاح كتابية) وان كره تنزيها (مؤمنة بنبي مقرة بكتاب) وان اعتقد واالمسيح الها فتح القدير میں ہے

۱؎ ترجمہ کتابیہ جو کسی نبی کو مانتی اور کسی کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو اس سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مسیح کو خدا کہے ہاں مکروہ تنزیہی ہے

[1] او تکرہ الکتابیہ الحربیۃ اجماعا ردالمحتار میں ہے [2] اطلاقھم الکراھۃ فی الحربیۃ یفید انھا تحریمیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۷: ایک شخص اپنی چچانی یا ممانی کے ساتھ نکاح کرے بعد انتقال اپنے چچا اور ماموں کے یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع نہ ہو قال تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۸: زید اگر اپنے بہنوئی کی لڑکی جو دوسری عورت کے شکم سے پیدا ہوئے نہ خاص اپنی بہن کی لڑکی مگر بہن کی سوکن کی لڑکی سے نکاح پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں

الجواب: جائز ہے لعدم المانع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹: ناف سے نیچے بدن غیر آدمی کا دیکھنے سے وضو جاتا ہے اب اس ملک افریقہ میں جنگلی آدمی ہیں ان کو کپڑے پہننے کی کچھ خبر نہیں اور ہر وقت تھوڑا سا کپڑا آگے شرمگاہ کے رکھتے ہیں اور سب بدن کھلا رہتا ہے ایسے لوگ اگر نمازی کے سامنے سے گزریں اور کھلا بدن نظر پڑے تو نمازی کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں وہ آدمی دین اسلام نہیں جانتے اور کافر ہیں اور ہر وقت آمد ورفت کرتے ہیں۔

الجواب: اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلا وضو میں خلل نہیں آتا یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی اور اتفاقاً نگاہ پڑ جائے پھر نظر پھیر لے یا آنکھیں بند کر لے تو حرج نہیں حدیث میں ہے النظرۃ الاولی لک والثانیۃ علیک پہلی نگاہ یعنی جو بے قصد پڑے وہ تیرے لئے ہے یعنی تجھ پر اس میں مواخذہ نہیں اور دوسری نگاہ یعنی جب دوبارہ قصداً دیکھے یا پہلی نگاہ قائم رکھے منہ نہ پھیرے آنکھیں نہ بند کرے تو اس کا تجھ پر مواخذہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] جو کتابیہ عورت سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر نہ رہتی ہو اس سے نکاح بالاجماع مکروہ و منع ہے [2] ایسی کتابیہ کے باب میں علماء کا کراہت کو مطلق رکھنا بتاتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی قریب الحرم ہے

مسئلہ ۷۰: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا درست ہے تو فی زمانہ اہل کتاب نصاریٰ ہو یا یہود ان کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے یا نہیں۔

الجواب: نصاریٰ کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ یہود کے یہاں البتہ ذبح ہے پھر بھی بلاضرورت ان کے ذبیحوں سے بچنا ہی چاہیے خصوصاً نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر با قاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت علماء کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر دہریہ نیچری ہو تو اس کا ذبیحہ بالا جماع مردار و حرام ہے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہو نہ کہ نصرانی یا یہودی کہ مجرد نام اصلا کافی نہیں۔ ردالمحتار و درمختار اواخر باب نکاح الکافر و بحرالرائق و فتاوی والوالجیہ میں ہے[1] النصرانی لا ذبیحۃ له وانما یاکل ذبیحۃ المسلم او یخنق فتح القدیر[2] میں ہے الاولی ان لا یأکل ذبیحتیهم الا للضرورۃ مجمع النهر میں ہے فی المستصفے قالوا الحل اذا لم یعتقد المسیح الها اما اذا اعتقده فلا انتهی و فی مبسوط شیخ الاسلام یجب ان لا یا کلوا ذبائح اهل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح اله ولا یتزوجوا نساء هم قیل و علیه الفتوی لکن بالنظر الی الدلیل ینبغے ان یجور والاولی ان لا یفعل الا للضرورۃ کما فی الفتح والنصاری فی زماننا یصرحون بالابنیۃ وعدم الغرورۃ متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتهم اختلاف العلماء کما بینا فالا خذبجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ترجمہ نصرانی کیلئے ذبیحہ نہیں وہ تو مسلمان کا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے یا گلا گھونٹتا ہے [2] ترجمہ اولیٰ یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھائے مگر مجبوری کو [3] ترجمہ مستصفے میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ ذبیحہ و نکاح دونوں حرام ہیں انتہے اور مبسوط امام شیخ اسلام میں ہے نصرانی جبکہ مسیح کو خدا جانے تو واجب ہے کہ اس کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے نہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے۔ کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے مگر نظر بدلائل جو از مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ بےضرورت نہ کریں جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہمارے زمانے میں نصاریٰ علانیہ بیٹا کہتے ہیں اور ضرورت کچھ نہیں اور احتیاط واجب ہے کہ انکا ذبیحہ حلال ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو جہاں مجبوری نہ ہو ان کا ذبح کیا ہوا بھی حرام ہی سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۱: اگر ایک شخص گھرستی عورت کے ساتھ نصارے کے گرجے میں نکاح کیا اور پھر اسلامی طریقے بموجب نکاح کیا اور وہ عورت اپنے نصارے گرجے میں پوجا کرنے کو جاتی ہے آیا اگر وہ عورت کا انتقال ہوجائے تو اس کے دفن کفن کا کیا حکم ہے۔

الجواب: صرف اتنی بات کہ اس نے مسلمان سے نکاح کرلیا اسے مسلمان نہ کردے گی کہ مرتدہ ٹھہرے وہ بدستور نصرانیہ ہے اس کے نصرانی رشتہ داروں کو دیدیجائے کہ وہ اس کا گور گڑھا کریں ہدایہ میں ہے[1] اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم یغسل غسل الثواب النجس ویلف فی خرقتہ وتحفرحفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہا بل یلقی فتح القدیر میں ہے جواب[2] المسألۃ مقید بما اذا لم یکن قریب کانہر فانکان خلی بینہ و بینہم ھذا اذا لم یکن کفرہ والعیاذ باللہ بارتد ادفا نکان تحفرلہ ویلقی فیہا کالکلب ولا یدفع الیٰ من انتقل الی دینہم صرح بہ فی غیر موضع واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] ترجمہ جب کافر مرجائے اور اس کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو وہ اسے بے رعایت سنت ایسا غسل دے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اور ایک چیتھڑی میں لپیٹ کر ایک تنگ گڑھے میں پھینکدے آہستگی سے نہ رکھے جگہ اوپر سے ڈالدے[2] ترجمہ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار کافر نہ ہو ورنہ اسے دیدیا جائے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ مرتد نہو اور اگر معاذ اللہ مرتد ہے تو غسل و کفر کچھ نہ اس کی لاش ان لوگوں کو دیں جن کا دین اس نے اختیار کیا بلکہ ایک تنگ گڑھے میں کتے کی طرح یونہی پھینک دیا جائے قال فی الغایہ رواہ والی مسلم ای قریب لان حقیقۃ الولایۃ متنفیۃ قال اللہ تعالیٰ لاتتخذوا الیہود والنصری اولیاء اہ ولم یرضہ فی الفتح فقال عبارۃ میبۃ وما دفع بہ من انہ ابعاد القریب لا ینید لان المؤاخذۃ انما ھی علی نفس التعبیر بہ بعد الرادۃ القریب بہ اہ و تبعہ فی البحر واجاب فی النہر بالتجوز واقرہ فیا لمنجۃ اقول ولا ھیس کلام آتفتح کما تری وانا اقول الولی یکون من الوالاۃ و ھی المنتفۃ بین المؤمنین والکافرین یا یہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ و قدکفروا بماجاء کم من الحق ومن الولایۃ ابمعنے القدرہ علی التصرف فی الامرو ھی منتفیۃ للکافر علی المسلم لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا وثابۃ للمسلم علی الکافر تالکوراۃ وللفضاۃ علی اہل الذۃ وتذالعرتجز شہادۃ کافر علی مسلم و جازت شہادۃ المسلم علی الکافرلان الشہادۃ من باب الولایۃ والو لایۃ فی امر التجہیز تکون عادۃ للاقرباء فاالمعنی ولہ قریب من المسلمین یتصرف فی تجہیزہ و تکفینہ تسبۃ العیب ماھو لفظ محمد فی الجامع الصغیر وقدرواۃ عن ابی یوسف عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم لیس مما ینبغے ھذا وقال فی ردالمحتار قولہ ویغسل المسلم جواز الان من شروط وجوب الغسل کون المیت مسلما قال فی البدائع لا یجب غسل الکافرلان الغسل واجب کرامۃ وتعظیما للمیت وانکا فرلیس من اہل ذلک اہ ما فی ش وانا اقول لا ادری لما ذا یغسل ناقل ما فیہ التلوث بالخبث والاشتغال بالعبث

۲ فانہ ان غسل یسمعین بحرالم یستفد طہرا ولا ان فی الغسل اکرما للمیت و تعظیما لہ لما وجب للمسلم فیبغی ان لا یجوز للکافر لا نہ لیس من اہل ذلک و انما الواجب علینا اہانۃ فما قدرنا

مسئلہ ۷۲: ایک شخص اہل اسلام سنی ہے اور وہ ظاہر اشراب پیتا ہے اور حرام گوشت نصاریٰ کا یا کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتا ہے اور کلمہ کا شریک ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور بعد موت کے نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جبکہ وہ مسلمان ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں ملت سماویہ کافی ہے اور اس کے جنازے پر نماز فرض ہے جیسا کہ جواب سوم میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۳: اگر کوئی شخص کافر ایمان لایا اور بڑی عمر کا ہونے کے سبب وہ ختنہ نہیں بیٹھا اب وہ شخص اگر ذبح کرے اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اس ذبیحہ کھانا اور نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے جب تک وہ ختنہ نہیں بیٹھا وہاں تک ذبیحہ اور نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

الجواب: اس کے ذبیحہ کا حکم جواب ۳۸ میں گزرا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہے وہیں گزرا کہ جوانی میں مسلمان ہو اور اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ نہ کر سکے اور کوئی عورت ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے اس کا نکاح کر دیا جائے کہ بعد نکاح وہ اس کا ختنہ کرے معلوم ہوا کہ بے ختنہ نکاح جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: اگر تیل یا گھی گرم ہو یا سرد اس میں حرام جانور مثلاً چوہا بلی یا کتا یا خنزیر وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وقول الهداية يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر علي رضي الله تعالى عنه في حق ابيه ابيطالب لكن يغسل غسل الثوب النجس الخ فاقول انما الثابت فے حديث ابی داؤدان عليا كرم الله تعالى وجهه قال يا رسول الله ان عمك الشيخ الضال قدمات قال اذهب فوار اياك ليس فيه ذكر غسل ولا تكفين والمواداة ليست للاكرام بل لدفع الاذى وكذا هو عند الشافعي وابی داؤد الطيالسی وابن راهويه وابی يعلى والبيهقی نعم فی رواية ابن ابي شيبه اری ان تغسله ونجنه ولا بن سعد في الطبقات من طريق الامام الواقدی قال اذهب فاغسله وكفنه دواره قال البيهقی حديث باطل واسانيده كلها ضعيفة اه اقول صححه ابن خزيمة كما في الاصابة من ترجمه ابيطالب واقره الحافظ لكنه في المواراة فقط نعم الواقدی ثقه عندنا فصدق قول الهداية بذلك امر علی ومع هذا هی واقعة عين لا عموم لها وقد خفف عن ابی طالب عذاب النار اكراما رسول الله صلی الله تعالى عليه وسلم فليكن غسله و تكفينه ايضا من هذا و بعد كل ذلك والمذهب مانص عليه وليس لنا مقال لديه والله تعالى علم ۱۲ منه غفرله

جانور اندر مر گیا یا جھوٹا کر گیا اب وہ گھی و تیل وغیرہ کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: گھی اگر رقیق پتلا ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ مسئلہ پنجم میں گزرا اور اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے تھوڑا سا گھی کھرچ کر پھینک دیں باقی پاک ہے احمد و ابوداؤد ابو ہریرہ اور دارمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اذا وقعت الفارة فی السمن فان کان جامدا فالقوها وما حولها اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۵: اگر کوئی شخص زاد راہ رکھتا ہے اور اس کو طاقت ہے کہ اپنے زن و فرزند کو حج کے واسطے لیجا سکتا ہے تو اپنے فرزند و زن کو حج بیت اللہ پڑھوانا واجب ہے یا نہیں اور حج نہیں پڑھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر زن و فرزند پر حج فرض نہیں یوں کہ نابالغ ہیں یا مثلاً اتنا مال نہیں رکھتے جب تو ظاہر کہ انہیں حج کرانا اصلا واجب نہیں اور اگر ان پر حج فرض ہے تو اس پر اتنا واجب و لازم ہے کہ انہیں حج کا حکم دے اور بلا وجہ شرعی دیر نہ کرنے دے سستی کریں تو انہیں تنبیہ کرے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارة علیھا ملئکة غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون○ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت درشت فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم میں ہر ایک کے تحت میں رعیت ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہونا ہے۔ مگر یہ اس پر ہرگز واجب نہیں کہ اپنا روپیہ ان کے حج کو دے اگر ایک پیسہ نہ دے اس پر الزام نہیں ہاں ایسا کرے تو ثواب عظیم ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۶: اپنی عورت یا لڑکی وغیرہ کو ساتھ میں حج بیت اللہ کے واسطے لیجانا درست ہے اب زید کہتا ہے کہ اپنی عورت کو یا لڑکی کو حج کے واسطے نہیں لیجاوے تو اچھا ہے کیونکہ اس سفر میں عورت کا پرہیز نہیں رہتا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب: زید غلط کہتا ہے اللہ کے بندے جو یہاں احتیاط رکھتے ہیں اللہ عزوجل جنگلوں دریاؤں مجمعوں میں ان کے لئے احتیاط رکھتا ہے جس پر بفضل اللہ تعالیٰ تجربہ شاہد ہے اور جو خود ہی بے پرواہی کریں تو اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من استعف اعفہ اللہ و من استکفی کفاہ اللہ جو پارسائی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو مخلوق سے نگاہ پھیر کر اللہ کی کفایت چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرمائے گا[1] رواہ احمد و النسائی والضیاء عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ایسے مہمل واہیات عذروں کے سبب حج فرض کا روکنا وسوسۂ شیطان ہے ہاں دوبارہ حج کو لیجانے میں ایسے خیال کی گنجائش ہوسکتی ہے خود حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس حجۃ الوداع میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھیں اس کے بعد ان سے فرمایا ھذہ ثم ظھور الحصر جو حج ضروری تھا وہ تو یہ ہولیا آگے چٹائیوں کی نشست[2] رواہ احمد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۷: اگر بکرا یا مرغی وغیرہ بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ذبح کیا اور چھری تیز ہونے کے سبب سر جدا ہوجائے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: کھانا درست ہے یہ فعل مکروہ ہے اور بلا قصد واقع ہوا تو حرج نہیں درمختار میں ہے[3] کرہ النخع بلوغ السکین النخاع وھو عرق ابیض فی جوف عظم الرقبۃ وکل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد ای تسکن عن اضطراب واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ: یہ حدیث امام احمد و نسائی و ضیا نے بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ [2] ترجمہ یہ حدیث امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی [3] ترجمہ حرام مغز تک چھری پہنچا دینا مکروہ ہے اس طرح ہر وہ بات جس میں بیفائدہ جانور کی ایذ ہو جیسے ٹھنڈا ہونے یعنی تڑپ موقوف ہونے سے پہلے کا سر کاٹ دینا یا کھال کھینچنا۔

مسئلہ ۷۸: بروز عید یا وبا وطاعون کے مع نشان عیدگاہ پر جانا درست ہے یا نہیں یعنی ڈھول یا پڑگم وغیرہ کے ساتھ جانا۔

الجواب: باجے منع ہیں اور نشانی کے لئے نشان میں حرج نہیں جمادی الاخرہ ۱۸ میں بلاول بندر جونا گڑھ کاٹھیاوار سے اس کا سوال آیا تھا جس کا مفصل جواب ہمارے فتاوے میں موجود ہے جو اسی زمانے میں بمبئی سے شائع بھی ہو چکا مگر ایک امر ضروری قابل لحاظ ہے کہ یہ نفس علم کا حکم ہے جہاں اس سے کوئی مخدور شرعی پیدا ہوتا ہو مثلاً جن بلاد میں محرم کے علم رائج ہیں عوام اسے انس سے سمجھیں اور اس سے ان کے جواز پر استدلال کریں۔ اور فرق سمجھانیکی ضرورت پڑے وہاں اس سے احتراز کیا جائے کہ کوئی امر ضروری نہیں اور احتمال فتنہ وفساد عقیدہ ہے نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں گے نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات سے احتراز مناسب۔ حدیث میں ہے ایاك وما یعتذر منه اسبأت سے بچ جس میں معذرت کرنی پڑے۔[۱] رواہ الحاکم والبیهقی عن سعد بن ابی وقاص والضیاء عن انس رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسن و فی الباب عن جابر و عن ابن عمرو عن ابی ایوب رضی الله تعالٰی عنهم والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۹، ۸۰: حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اسم شریف سن کر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دینا اور دونوں چشموں پر رکھنا شرع میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو بدعت کہنے والا کافر ہے یا نہیں آپ کا رسالہ الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة صفحہ ۳ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں آیت اولٰی اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا۔ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا تا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ اب حضرت ﷺ وجناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر بوسہ دینا تعظیم ہے یا نہیں۔

---

[۱] یہ حدیث حاکم وبیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور ضیا نے بسند حسن انس سے روایت کی اور اس باب میں جابر بن عبداللہ بن عمرو ابوایوب انصاری سے حدیثیں ہیں۔ ۱۲ منہ

الجواب: اذان میں نام اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح فقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین سالہا سال سے شائع ہے اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامہ ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں [1] جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم ومحبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ ومحبوب ہوگا کہ ہر [2] مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق وردالمحتار و غیرھما من معتمدات الاسفار [3] افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید وتحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ وتعزروہ و توقروہ رسول کی تعظیم وتوقیر کرو قال تعالیٰ فالذین امنوا بہ و عزّروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئك ھم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وامنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولا دخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

---

[1] کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرح میں اسکی ممانعت نہ آئی ہے [2] ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے
[3] تعظیم انبیاء اولیاء میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہے۔

اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں وقال تعالٰی و من یعظم حرمت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالٰی و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ۝ جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

والہٰذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تھامہ میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب و تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العھود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیأ ابتداعہ المسامون علی جھۃ القربۃ الی اللہ تعالٰی ورأوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ھذہ العھود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالٰی ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کے لیے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گزری خصوصاً وہ ایجادیں کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعلق ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔ یسمون بفعلھم السنۃ الحسنۃ وان کانت بدعۃ اھل البدعۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنا فادخلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السنۃ فقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ ما جور علیھا مع العاملین لھا بدوا مھا فیدخل فی السنۃ الحسنۃ کل حدث مُستحسنٌ

قال الامام النووی کان له مثل اجورتا بعیه سواء کان هو الذی ابتدأه اوکان منسوبا الیه و سواء کان عبادة اوادبا او غیر ذلك اه ملتقطا یعنی نیک بات اگر چہ بدعتِ نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملیگا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہے مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولین کے الٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثاء کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمے ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دارقطنی نے ابوثعلبہ خشنی سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض فرائض ولا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تحثوا عنها بیشک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرات نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اعظم

[1] نبی ﷺ نے قیامت تک نیک باتیں نئی پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان سب کو سنت میں داخل فرمایا جن چیزوں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں سب جائز ہیں۔ جائز ہونے کا ثبوت درکار نہیں۔

المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئے لم یحرم علی الناس محرم من اجل مسألته مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرمادی گئے یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کر ناجائز کرائی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی و ابن ماجہ سلمان فارسی سے راوی الحلال مااحل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ۔ اور عزوجل جلہ فرماتا ہے یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم۔ اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے یہ آیۂ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرما دی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہولیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہو گی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا

استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگر چہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ رب العلمین تعظیم حضور پر نور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگر چہ بدیہی نہ ہو ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصاً ایک نو پیدا بات جس میں منکر کو شبہہ بدعت یہ اس کے لیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد ہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۰: حضور پر نور سیدنا غوث اعظم حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال و کمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے من رانی فقد رأی الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات واحادیث وارشادات ائمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدارین۔ وصلی وسلم علی سید الکونین۔ والہ وصحبہ وغوث الثقلین۔ وحزبہ وامتہ کل حین واین عدو کل اثر وعین والحمد للہ رب النشأتین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔ بنو وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

سوالات بار دیگر

مسئلہ ۸۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبین محمد والہ واصحبہ اجمعین الی یوم الدین بالتبجیل و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اللہ تعالٰی کی بیشمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام اہلسنت پر کہ جو ہمیں خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدگویوں کی دشناموں اوران کے کفریات سے مطلع کیے اللہ تعالٰی جزائے خیر دے بہ برکت رسولہ الکریم ﷺ آمین فقیر غفر اللہ تعالٰی الہ نے تمہید ایمان سے صفحہ ۶ لے کر صفحہ ۲۲ تک وعظ کیا جس میں زید صاحب نے چند عذر پیش کیے جس سے بعض برادران اہلسنت کو دھوکا ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا ہمارے آقا ہمارے سردار کے سامنے وہ عذر بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے عذر اوّل تمہید ایمان صفحہ ۸ آیت اور فرمایا ہے وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ جو تم میں ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا اس آیہ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا ابھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں اس مقام پر یہ عذر ہوا کہ جب ان سے دوستی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو سارے جہان کو مسلمان کافر ٹھہرے جاتے ہیں کیونکہ ہر ایک مسلمان قوم مجوس و ہنود و نصارٰی و یہود وغیرہ سے دوستی رکھتے ہیں یہ بدگو لوگ تو عالم ہیں اس عذر کا جواب یہ دوستی مذہبی نہیں کہ مذہب کی رو سے ان کو قطعاً کافر سمجھتے ہیں نہ کہ ان بدگویوں کی طرح عالم دین پھر کافر اصلی و مرتد میں بڑا فرق ہے یہ لوگ مرتد ہیں اس نے کسی قسم کا میل جول جائز نہیں۔ تمہارا رب عزوجل اللہ رسول ﷺ کے بدگویوں کے واسطے ارشاد فرماتا ہے کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وہ مسلمان ہوکر اس کلمے کے سبب کافر

ہو گئے کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد عذر دوم رسول اللہ ﷺ کو ان دشنامیوں کی تیسری دشنام میں تمہید ایمان صفحہ ۱۲ ''معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انہیں بد گویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں تجھے اتنا علم ہے جتنا سوئر کو ہے تیرے استاد کو ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے تیرے پیر کو اس قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو۔ گدھے۔ کتے۔ سوئر کے ہمسرو دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد و پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں۔ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین وکسر شان ہو محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین نہ ہو کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گزری ہے کیا اس کا نام ایمان ہے حاش للہ'' یہاں بڑا بھاری سخت عذر گزرا کہ میاں واعظ کو مسجد میں بیٹھ کر الو گدھے، کتے۔ سوئر کا نام لینا ناجائز ہے یہاں تک کہ کتے سوئر کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور منہ میں پانی لے کر کلی کرنا واجب ہے اس عذر کا جواب تو اول حضور کا رسالہ ازالۃ العار سے پوچھے صفحہ ۱۸ ''دلیل ششم ایها الناس ضرب مثل فاستمعوا له اے لوگو ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو ان الله لا يستحي من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا ايحب احدكم ان تكون كريمته فراش كلب فكرهتموه کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے رب جل وعلا نے غیبت کا حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتافكرهتموه کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں برا لگا۔ سنو سنو اگر سنئی ہو تو بگوش ہوش سنو ليس لنا مثل السؤ التي صارت فراش مبتدع كالتي كانت فراشا لكلب ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت کسی بد مذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اس وجہ سے انیق سے بیان

فرمایا العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے ہمارے لئے بری مثل نہیں۔ اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بدمذہب کتا ہے یا نہیں۔ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے میری نہ مانو سید المرسلین ﷺ کی حدیث مانو ابو حاتم خزاعی اپنی جزو حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اصحاب البدع کلاب اھل النار بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں'' اب تمہید ایمان سے سینئے صفحہ ۴ اور ۱۰۔ ''تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں دیکھو تمہید ایمان ص۱۸ اور ۱۹ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد۔ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور فرماتا ہے كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور فرماتا ہے فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔'' اور سینئے اللہ عزوجل فرماتا ہے پارہ ۲۹ سورہ مدثر فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ

قَسۡوَرَةٍ O انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ گدھے ہیں بھڑکے ہوئے کہ شیر سے بھاگے ہوں۔ الحمد للہ ہمارے علمائے کرام نے جو الفاظ ان بدگویوں کے رد میں لکھے ان کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیے اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ قرآن مجید میں لفظ خنزیر ہے یا نہیں مسلمانوں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے پارہ لا یحب اللہ سورہ مائدہ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور جس کے ذبح پر اللہ کا غیر نام پکارا گیا اور فرماتا ہے پارہ سوۂ انعام قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِىۡ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطۡعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ مَيۡتَةً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ بِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ج یعنی کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار او رلہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سوئر کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے اور وہ کہ ذبح کیا گیا ہو غیر خدا کا نام لے کر اور فرماتا ہے پارہ ۱۴ سورۂ نحل اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ سوا اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور وہ چیز کہ اس کے ذبح میں آواز بلند کی جاوے واسطے غیر خدا کے اور یہ تو سنیے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وَجَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ اللہ نے ان کافروں میں سے کر دیئے بندر اور سوئر اور شیطان کے پجاری مولانا صاحب للہ للہ انصاف اگر گدھے کتے سوئر کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہی الفاظ حافظ و امام عین نماز میں قراءت میں پڑھتے ہیں جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں حکم نہیں کیا کہ جس وقت امام کی زبان سے گدھے کتے سوئر کا لفظ نکلے فوراً نماز جاتی رہے گی اور جن سورتوں میں یہ نام آئے نماز میں ان کا پڑھنا حرام ہے کہ نماز وضو دونوں باطل ہو جائیں گے بلکہ زید صاحب کے نزدیک یہ نام وضو توڑنے والی چیزوں سے بھی سخت ہوئے کہ ان سے کلی فقط سنت ہوئی اور ان سے واجب ہوئی پھر وہی کہنا پڑا کہ ایسی بات وہی کہیگا جو گدھا ہو پھر اگر وضو نہ ٹوٹے صرف کلی واجب ہو تو نماز باطل نہ ہوئی

ناقص تو ہوئی اب اگر عمداً کلی نہ کرے تو نماز پھیرنا واجب ہو اور سہواً نہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہو اور اگلی کلی کرے تو عمل کثیر کے سبب نماز باطل ہو بہر حال یہ عذر باطل و مردود ہوا عذر سوم بے علم نادان کا فرمانا یہ ہوا کہ اگر چہ کتابوں میں اور قرآن شریف میں گدھے کتے۔ سوئر کا نام لکھا ہوا ہے مگر تا ہم وعظ میں مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی زبان سے یہ الفاظ نہ نکالیں اولاً اس عذر کا جواب تو ازالۃ العاز لبحر الکرائم عن کلاب النار سے سن چکے ان اللہ لا یستحیی من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا پھر ہم حق بات میں کیوں شرمائیں اور یہ قول بھی جاہلوں کا باطل ہے اگر جو الفاظ قرآن مجید میں لکھے ہوئے وعظ و مسجد میں پڑھنا منع ہو تو یہ قرآن شریف کا رد کرنا ہے۔ اوپر گزری آیتوں میں کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے و خنزیر وغیرہ ہیں تو ایک آیت جان بوجھ کر معیوب سمجھ کر چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے اور اگر ان حضرات کو یہ دیکھنا منظور ہو تو حضور کا رسالہ خلاصہ فوائد فتوی ۱۳۲۴ھ کو دیکھیں کہ ہمارے علمائے کرام حرمین شریفین اس باب میں کیا فرماتے ہیں فقیر عفی عنہ یہاں پر فقط دو تقریظ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین[۱۲] کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات[۱۳] اعلام سے نقل کرتا ہے۔[۲۵]

تقریظ اوّل: میرے بھائیو دیکھو صفحہ ۳۳ تقریظ پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اوّل سے ابتک طالبان فیض دور دور سے جاتے ہیں صاحب عزت وافضال مولانا علامہ شیخ صالح کمال جلالی والا عزت و کمال کے تاج ان کے سر پر رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب خوبیاں اس خدا کو جس نے آسمان علوم کو علمائے عارفین کے چراغوں سے مزین فرمایا اور ان کی برکات سے ہمارے لیے ہدایت اور حق واضح کے راستوں کو روشن کر دکھایا میں اس کے احسان وانعام پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے خاص اور عام افضال پر اسکا شکر بجا لاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کہ اپنے کہنے والے کو نور کے منبروں پر بلند کرے اور کجی اور بد

کاری والوں کے شبہاب کو اس کے پاس نہ آنے دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہوں نے ہمارے لئے حجت واضح کر دی اور کشادہ راہ روشن فرمائی الٰہی تو درود و سلام نازل فرما ان پر اور ان کی ستھری پاکیزہ آل پر اور ان کے فوز و فلاح والے صحابہ اور ان کے نیک پیرووں پر قیامت تک بالخصوص اس عالم علامہ پر کہ فضائل کا دریا اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے حضرت مولانا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے اور ہر بری اور ناگوار بات سے اسے بچائے حمد و صلوٰۃ کے بعد اے امام پیشوا تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمیشہ آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا اور تحریر میں داد تحقیق دی اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں اور اللہ عزوجل کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کیلئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے اور بیشک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوار قبول ہے تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر اور دین سے باہر ہیں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور ثواب سے ہے اور خدا اس پر رحمت کرے جس نے کہا۔

سارے بد دینوں کی جولائیں عجب باتیں بری ۔۔۔ دین میں داخل ہے ہر کذاب کی پردہ دری
گر نہ ہوتی اہل حق ورشد کی جلوہ گری ۔۔۔ دین حق کی خانقائیں ہر طرف پاتا گری

وہی زیان کار ہیں وہی گمراہ ہیں وہی ستمگار ہیں وہی کفار ہیں الٰہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردود۔ اے رب ہمارے ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سچی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش بیشک تو ہی ہے بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر بکثرت درود و سلام بھیجے سلخ

محرم الحرام ۱۳۲۴ھ سے اپنی زبان سے کہا اور لکھنے کا حکم دیا مسجد حرام شریف میں علم وعلما کے خادم محمد صالح بن علامہ مرحوم حضرت صدیق کمال حنفی سابق مفتی مکہ معظّمہ نے اللہ اسے اور اس کے والدین واحباب سب کو بخشے اور اسکے دشمنوں اور برا چاہنے والوں کو مخذول کرے آمین۔

تقریظ دوم صفحہ ۱۴۱: تقریظ غیظ منافقین وکام موافقین حامی سنت واہل سنت ماحی بدعت وجہل بدعت زینت لیل ونہار نکوئی روزگار خطیب خطیبہائے کرم محافظ کتب حرم علامہ ذیقدر بلند عظیم الفہم دانشمند حضرت مولانا سید اسمٰعیل خلیل اللہ تعالیٰ انہیں عزت وتعظیم کے ساتھ ہمیشہ رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب خوبیاں خدا کو جو ایک اکیلا سب پر غالب ہے قوت وعزت وانتقام وجبروت والا جو صفات کمال وجلال کے ساتھ متعالی ہے کافروں سرکشوں گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ مانند نہ نظیر پھر درود وسلام ان پر جو سارے جہاں سے افضل ہیں ہمارے سردار محمد ﷺ ابن عبد اللہ تمام انبیاء ورسل کے خاتم اپنے پیرو کو رسوائی وہلاک سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اسے مخذول کرنے والے حمد وصلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کریں بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں کہ وہ جو کچھ لائے ایسی چیز ہے جسے سنتے ہی کان پھینک دیتے ہیں اور عقلیں اور طبیعتیں اور دل اس کا انکار کرتے ہیں نیز پھر میں کہتا ہوں میرا گمان تھا کہ یہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں جو بد اعتقادی حاصل ہوئی اس کا مبنیٰ بدفہمی ہے کہ عبارات علمائے کرام کو نہ سمجھے اور

اب مجھے ایسا علم یقین ہوا جس میں اصلا شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں تو کسی کو اصل دین کا انکار کرتے پائے گا اور ان میں کوئی ختم نبوت کا منکر ہو کر نبوت کا مدعی ہے اور کوئی اپنے آپ کو عیسےٰ بناتا ہے اور کوئی مہدی اور ظاہر میں ان سب میں ملکے اور حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانا اور ان کا مسکن جہنم کرے بے پڑھے جاہلوں کو جو چوپاؤں کی طرح ہیں دھوکے دیتے ہیں کہ وہی پیروان سنت ہیں اور ان کے سوا اگلے نیک امام اور جو ان کے بعد ہوئے بد مذہب ہیں اور سنت روشن کے تارک ومخالف ہیں اے کاش میں جانتا کہ گروہ سلف کرام طریقہ نبی ﷺ کے متبع نہ تھے تو طریقہ نبی ﷺ کا پیرو کون ہے اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں اللہ بڑے احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے انکی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لئے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق وصحیح ہو۔

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

تو اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اور اسی اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے اور حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں اور یہ باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے راز دار ہیں اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں الٰہی ہدایت نہیں مگر تیری ہدایت اور نہ نعمتیں ہیں مگر تیری نعمتیں اور اللہ ہم کو بس ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور نہ گناہوں سی پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ عظمت و بلندی والے کی توفیق سے الٰہی ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی ہمیں روزی کر اور ہمیں

باطل کو باطل دکھا اور ہمارے دل میں ڈال کہ اس سے دور رہیں اور اللہ درود و سلام بھیجے۔ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے جلال والے رب کی معافی امیدوار حرم مکہ معظمہ کی کتابوں کے حافظ سید اسمعیل ابن سید خلیل نے ہاں ہاں پیارے بھائیو سنتے ہو ہمارے مولٰنا عالم علامہ محبّ سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت کے کلاموں کی تصدیق علمائے کرام حرمین شریفین فرما رہے ہیں اور ان بدگویوں کی نسبت صاف حکم کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور واجب سے ہے اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ کیا ان بدگویوں دشنامیوں کے رد میں کتے سوئر کا نام لینا ناجائز اور کلی کرنا واجب ہے عذر چہار تمہید ایمان صہ۲۱ مکر اول اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے حدیث میں فرمایا مَنْ قال الا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے لاالہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے مسلمانو ذرا ہوشیار خبردار۔ اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا یونہی جس نے لاالہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سٹری سٹری گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیہ کریمہ الم احسب الناس میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا[1] اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا۔ جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے اس مقام پر اعتراض ہوا کہ جو لفظ مولنا صاحب نے لکھا ہے کہ زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے تو کیا کوئی خدا کا بیٹا بن سکتا ہے یہ لفظ نکالنا بھی کفر ہے جواب کاش معترضوں کو اتنا معلوم ہوتا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ ان کافروں

---

[1] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوب میں فرماتے ہیں مجرد تفوہ بکلمہ شہادت در اسلام تصدیق جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد

کے قول کا حاصل بتاتے ہیں کہ ان کے طور پر زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے انہوں نے تو گویا کے ساتھ کہا قرآن مجید نے تو کافروں کا قول یہ ذکر فرمایا کہ نحن ابناء اللہ واحبائوہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ یہاں بھی کہدے کہ یہ لفظ نکالنا ہی کفر ہے۔ اب علما سے سوال ہے کہ میرے یہ جواب صحیح ہیں یا نہیں۔ میرا سوال ختم ہوا اور عذرات کے جو جواب میں نے دیے پورے ہوئے مگر یہاں بعض عبارات اور نقل کرتا ہوں جن سے اس مکر کا کہ نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے زیادہ رد ہو اور یہ بھی کھلے کہ کیسے دشنامیوں بدگویوں کی حمایت میں وہ عذرات کیے جاتے ہیں تمہید ایمان "نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان بھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور فرماتا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی کیسی کیسی تاکیدوں سے موکد کیسی کیسی قسموں سے موید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت فعل منافی اسلام نہ صادر ہو۔ بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دیگی" ہاں ہاں سنیو سنیو اگر سنی ہو تو تمہید ایمان سے سنیو صفحہ ۴ تمہارے نبی ﷺ فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں ﷺ یہ حدیث

بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت ہے ہاں ہاں ماں باپ اولاد وسارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے بھائیو خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ O کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔'' اسی میں ہے'' صفحہ ۲۷ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلیہ وسلم وکَذَّبَہٗ اَوْعَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعالٰی وَ بَانَتْ مِنْہُ اِمْرَاَتُہٗ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگیا اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العلمین ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ وغیرہ میں ہے اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو صفحہ

۲۹۔امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں ان غلافیہ(ای فی اھواہ) حتی وجب اکفارہ بہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضا لعدم دخولہ فی مسمی الامۃ المشھود لھا بِالْعِصْمَۃِ وان صلی الی القلبۃ واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المؤمنین فھو کافروان کان لا یدری انہ کافر یعنی بد مذہب اگر اپنی بد مذہبی میں خالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگر چہ اپنی جان کو کافر نہ جانے ہاں ہاں میرے بھائیو ہر ایک عذر کا جواب تمہید ایمان میں تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرما دیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔ تمہید ایمان صفحہ ۴۵۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا . کہدو کہ آیا حق اور مٹا باطل باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا اور فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ دین میں کچھ جبر نہیں حق راہ صاف جدا ہو گئی ہے گمراہی سے یہاں چار مرحلے تھے (۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کی توہین ودشنام تھا۔ (۲) اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے (۳) جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں[۱] کی طرح کافر ہے قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا (۴) جو عذر ومکر جہال وضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پادر ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد للہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات

[۱] کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو ایسے کی معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کریمہ نے دیے۔ اب ایک پہلو پر جنت وسعادت سرمدی دوسرے طرف شقاوت وجہنم ابدی ہے جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائیگا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی وخوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقن فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام جلوہ گر الٰہی اسلام بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد ونفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید وعمر کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجاہت کا۔ آمین آمین والحمد للہ رب العلمین و افضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد والہ و صحبہ وحزبہ اجمعین امین

الجواب: الحمد للہ محبّ سنت عدو بدعت حاجی اسمٰعیل میاں سلمہ نے چاروں بیہودہ ومہمل اعتراضات کے کافی جواب دیے خوب حق وصواب دیے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو زیر لوائے حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ محشور کرے آمین یہ سوال کیا ہے بجائے خود ایک رسالہ ہے فقیر اس کا تاریخی نام تیر اسمٰعیل درنحر اباطیل رکھتا ہے یعنی باطلوں کے سینہ میں اسمٰعیل میاں کا تیر۔ اور اس میں ایک نفیس مناسبت سیدنا اسمٰعیل علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام پاک سے ہے کہ وہ نبی اللہ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے حدیث میں ہے اِرمِ بَنِی اِسْمٰعِیْل فَاِنَّ اَبَاکُم کَانَ رَامِیًا اے اولاد اسمٰعیل تیر اندازی کرو کہ تمہارے باپ تیر انداز تھے علیہ الصلاۃ والسلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈ ھے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیا و اولیا سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ انصاف دیکھو تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے پارہ ۶ سورہ مائدہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اے لوگوں ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کی کے تاکہ تم فلاح پاؤ مسلمانو مسلمانو ہے مصطفےٰ پیارے کے نام پر قربانو ہاں ہاں سنیو سنیو تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں دیکھو تجلی الیقین صفحہ ۴۶۔ ''ارشاد ہیجد ہم امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں انه لم یکن نبی الاله دعوة قد تخیر ها فی الدنیا وانی قد اختبأت دعوتی شفاعة لامتی وانا سید ولد ادم یوم القیمة ولا فخر و انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر و بیدے لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعة الیٰ ان قال) فاذا اراد ان یصدع بین خلقه نادی مناد این احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضے غرا محجلین من اثر الطهور فیقول الامه کادت هذه الامة ان تکون انبیاء کلها الحدیث۔ یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

ا یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عقل سے کرو تو قبول نہیں ۱۲ منہ

احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلی تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ وتابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری انبیا ہو جائے۔

جمال پر توش درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کو ہستم

اب برکات الامداد سے سنیے صفحہ ۹ حدیث ۱۴۔ صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پرنور سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتیہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعۃ سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسألک مرافقتک فی الجنۃ قال و غیرذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعنی فرمایا کہ میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق طور پر سل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید وتخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ الوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خواہد۔

فان من جودک الدنیا و ضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یوحذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من عطاء کل ما اراد

من خزائن الحق یعنی حضور اقدس ﷺ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر لکھا وذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنہ یعطی منھا ما شاء لمن یشاء یعنی امام ابن سبع وغیرہ علمائے حضور اقدس ﷺ کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہے جسے چاہیں بخشدیں امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی منھا من یشاء و یمنع من یشاء بیشک نبی ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ واختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے ہاں اب رسالہ انوار الانتباہ کو دیکھو صفحہ ۲۸ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ و من نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجتہ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقرؤفی کل رکعۃ بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ثم یخطوالی جھۃ العراق احدے عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی و یذکر حاجۃ فانھا تقضے یعنی جو کسی تکلیف میں مجھے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اکابر علمائے کرام اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نور الدین

علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری حنفی مکی و مولانا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔"

الجواب: بیشک طلب وسیلہ سنت جمیلہ ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے **يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ** اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کونسا اللہ سے زیادہ قریب تھا کہ اس سے توسل کریں اور رحمت الٰہی کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں تفسیر معالم التنزیل و تفسیر خازن میں ہے[۱] **معناه ينظرون ايهم اقرب الى الله فيتو سلون به** اور بیشک اولیائے کرام دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے متوسلوں کے شفیع و مددگار ہیں امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ عہود محمدیہ میں فرماتے ہیں **كل من كان متطقا بنبي اورسول اوولي فلابد ان يحضره و ياخذ بيده في الشدائد** جوکوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں **جميع الائمة المجتهدين يشفعون في اتباعهم و يلاحظونهم في شدائدهم في الدنيا والبرزخ و يوم القيمة حتى يجاوز وا الصراط** تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرؤوں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں (کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور **لا خوف عليهم ولا هم يحزنون** کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف ہو نہ کچھ غم والله الحمد) نیز فرماتے ہیں **ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه و عند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم في**

[۱] ترجمہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کونسا اللہ سے زیادہ قریب ہے کہ اسے اپنا وسیلہ بنائیں۔

موقف من المواقف بیشک سب پیشوا اولیاء وعلما اپنے اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اسکی نگاہبانی کرتے ہیں اصلا کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ نیز فرماتے ہیں ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راٰہ بعض الصالحین فی المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لم اجلسی الملكان فی القبر لیسألانی آتاهما الامام مالك فقال مثل هذا ایحتاج الی سوال فی ایمانه بالله ورسوله تنحیا عنه فتنحیا عنی یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اسکی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ ورسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔ نیز فرماتے ہیں واذا كان مشایخ الصوفیة یلاحظون اتباعهم ومریدهم فی جمیع الاهوال والشدائد فی الدنیا و الاخرة فكیف بائمة المذاهب جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیرووں اور مریدوں کا دنیاء آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ عنہم اجمعین مولینا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی مفوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شارا ممد باشم در ہر لباس کہ باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔ جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب (کہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے نسبا وعلما دادا طریقتاً پر دادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ وداعی سنت نبویہ لکھتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہندو عرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے'' اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں التفات غوث

الثقلین بحال متوسلاں طریقہ علیہ ایشاں بسیا معلوم شد با ہیچکیس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست نیز فرمایا عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلاں در صحرا ہا وقت خواب اسباب و اسپاں خود بجماعت حضرت می سپارند و تاییدات از غیب ہمراہ ایشاں میشود قاضی ثناء اللہ پانی پتی (کہ مولوی اسحٰق ماتہ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرو مرشد نے مکتوب ۵ میں ان کو فضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز ترین موجودات ومصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے) اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں۔

راہلاک می نمایند از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی میر سد زید گمراہ کی یہ شدید جہالت وضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء اولیا سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بد دینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے امام اجل ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے فرماتے ہیں لا تجوز الصلاۃ خلف منکر الشفاعۃ کافر منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ کافر ہے اس طرح فتاوی خلاصہ و بحر الرائق وغیرہ ہما میں ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے من انکر شفاعۃ الشافعین یوم القیمۃ فھو کافر قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔ زید پر فرض ہے کہ تائب ہو از سر نو مسلمان ہو۔ بعد اسلام اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے[1] کما فی جامع الفصولین والھندیۃ والدر و غیر ھا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۸۳ و ۸۴: اگر زید کا پیرومرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں اور اس کا پیرومرشد شیطان ہو گا یا نہیں کیونکہ تمہارا رب عزوجل حکم کرتا ہے واتبغوا الیہ والوسیلۃ اور ڈھونڈھو طرف اس کی وسیلہ۔

---

[1] ترجمہ جیسا کہ جامع الفصولین وفتاوے عالمگیری ودرمختار میں ہے

الجواب: ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اورعنقریب ہم ان دونوں کوقرآن عظیم سے استنباط کریں گے ایک یہ کہ بے پیر افلاح نہ پایگا حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں۔ سمعت کثیرا من المشایخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کوفرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے عوارف شریف میں ہے روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے رسالہ مبارکہ امام اجل ابو القاسم قشیری میں ہے یجب علی المریدان یتادب لشیخ فان لم یکن لہ استاذ لا یفلح ابداھذا ابو یزید یقول من لم یکن لہ استاذ فَاِمَامُہٗ الشیطان یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر شیطان ہے پھر فرمایا سمعت الاستاذ بوعلی الدقاق یقول الشجرۃ اذا نبتت بنفسھا سن غیر غارس فانھا تورق و لکن لا تثمر کذلک المرید اذا لم یکن لہ استاذ یاخذ منہ طریقہ نفسا فنفسا فھو عابدھواہ لایجدنفاذا یعنی میں نے حضرت ابوعلی دقاق رضی اللہ عنہ کوفرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی مرید کیلیئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پایگا۔

حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس کہ راہ دین زوست از مکر و تلبیس

یہ مقام بہت تفصیل وتوضیح چاہتا ہے فاقول و باللہ التوفیق فلاح دو قسم ہے اوّل انجام کار رستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہل سنّت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ

پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر اُن کے لئے بھی یہ فلاح ثابت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا۔ انا لھا میں ہوں شفاعت کیلئے پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں گروں گا۔ ارشاد ہوگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت۔ فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائیگا مانگو کہ دیا جائے گا شفاعت کرو کہ قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال اور میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے جو مانگو عطا ہے شفاعت کرو مقبول ہے میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کم کمتر ایمان ہو اسے نکال لو میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے مانگو کہ دیں گے شفاعت کرو کہ قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا الٰہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے ارشاد ہوگا یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت وجلال وکبریائی وعظمت کی قسم ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا اقول یہ ان کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جنتی ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اس قدر رکھتے تھے ثم اقول معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا ما زلت اتردد علی ربی فلا اقوم فیه مقاما الا شفعت حتی اعطانی الله من ذلك ان قال ادخل من امتك من خلق الله من شهد ان لااله الا الله یوما واحدا مخلصا ومات علی ذلك میں اپنے

رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا جس شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا قبول ہوگی یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہوا اُسے جنت میں داخل کردو رواہ احمد بسند صحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لاالہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انہیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لمن شھدان لاالہ الا اللہ مخلصا وان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ لسانہ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہوا اور دل زبان کے[1] اللھم اشھد وکفی بك شھید انی اشھد بقلبی و لسانی انہ لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من المشرکین والحمد للہ رب العلمین۔ دوم کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں اوّل وقوع یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک[2] گناہ صغیرہ پر گرفت کر لے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔ یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یشاء یعذب من یشاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کیلئے ہے[3] رواہ احمد و ابو داود و الترمذی و النسای وابن حبان الحاکم والبیھقی و صححہ عن انس بن مالک والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن

---

[1] الٰہی گواہ ہو جا اور تیری گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل وزبان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ سب باطل دینوں سے کنارہ کرتا ہوا خالص اسلام والا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔ ۱۲ [2] اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں بقولہ تعالٰی ویجزی اللہ الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرۃ وقولہ تعالٰی ان تجتنبوا کبٰئر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما وقولہ تعالٰی ان الحسنت یذھبن السیئت ذلك ذکری للذاکرین ۱۲ منہ غفرلہ [3] ترجمہ یہ حدیث احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی و ابن حبان و حاکم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبداللہ بن عمر سے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عبد اللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرۃ وعن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔ اورفرماتے ہیں: خیرت بین الشفاعۃ و بین ان یدخل شطر امتی الجنۃ فاخترت الشفاعۃ لا نھا اعم و اکفی ترونھا للمؤمنین المتقین لا ولکنھا للمذنبین المتلوثین الخطائین مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمہاری آدھی امت بلا عذاب جنت میں داخل ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے۔ کیا اسے ستھرے مومنوں کیلئے سمجھتے ہو۔ نہیں بلکہ وہ گناہگاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لئے ہے والحمد اللہ رب العلمین [۱] رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد حجیہ عن ابن عمر و ابن ماجۃ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنھم بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے فاولئك یبدل اللہ سیاتھم حسنت و کان اللہ غفورا رحیما اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر کیا جائے گا ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ کہ ارشاد ہوگا احطوہ مکان کل سیئۃ حسنۃ اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں۔ یہ فرما کر حضور انور ﷺ اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے [۲] رواہ الترمذی عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ بالجملہ وقوع کے لئے سوا اسلام اور اللہ و رسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں جل وعلاو ﷺ امید یعنی انسان کے اعمال و افعال و اقوال احوال ایسے ہونا کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا الی

---

[۱] ترجمہ یہ حدیث احمد نے بہ سند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند جید عبد اللہ بن عمر سے روایت کی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی [۲] ترجمہ یہ حدیث ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲

مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی سے متعلق یہ پھر دو قسم اول فلاح ظاہر حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصود ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و مفلح و صالح بن گئے اگر چہ باطن ریا۱ و عجب۲ و حسد۳ و کینہ۴ و تکبر۵ و حب۶ مدح وحب۷ جاہ و محبت۸ دنیا و طلب۹ شہرت و تعظیم۱۰ امراو تحقیر۱۱ مساکین و اتباع۱۲ شہوات و مداہنت۱۳ و کفران۱۴ نعم و حرص۱۵ و بخل۱۶ و طول۱۷ امل سوئے۱۸ ظن و عناد۱۹ حق و اصرار۲۰ باطل و مکر۲۱ و غدر۲۲ و خیانت۲۳ و غفلت۲۴ و قسوت۲۵ و طمع۲۶ و تملق۲۷ و اعتماد۲۸ خلق ونسیان۲۹ خالق ونسیان۳۰ موت و جرأت۳۱ علی اللہ و نفاق۳۲ و اتباع۳۳ شیطان و بندگی۳۴ نفس و رغبت۳۵ بطالت و کراہت۳۶ عمل و قلت۳۷ خشیت و جزع۳۸ و عدم۳۹ خشوع و غضب۴۰ النفس وتسائل فی اللہ وغیرھا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کونسی نا گفتنی ہے کہ نہ کہیں گے کونسی نا کردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بس دستور صالح عوام کی کیا گنتی آجکل بہت علمائے ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اسی قسم کے الامن شاء اللہ و قلیل ما ھم میں اسے زیادہ مشرع کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اس سے نفع پانا اور اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار۔ بتانے والے کے الٹے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہزار اف اس نام علم پر کہ آجکل بہت بیدین مرتدین اللہ و رسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے لکھتے چھاپتے ہیں ان سے کان پر جوں نہ رینگے کہیں بے پرواہی کہیں آرام خواہی کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب کہیں ملاقات کا پاس کہیں اسکا ہراس کہ ان مرتدوں کا رد کریں مسلمانوں کو انکا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے اخباروں اشتہاروں میں ہماری مذمتیں گائیں گے ہزاروں جھوٹی بہتان لگائیں گے کون اپنی عافیت تنگ کرے ان ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی ہوا سے کوئی

۱ ترجمہ جلدی کرو اپنی رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑان آسمان وزمین کے پھیلاؤ کی ابتداء ہے۔

بتائے تو اب نہ وہ تہذیب نہ آرام طلبی نہ بے پرواہی نہ سلامت روی بلکہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرمجوشی حق کا جواب نہ بن آئے تو عناد و مکابرہ سے کام لینا حتی کہ کتابوں کی عبارتیں گھڑ لیں جھوٹے حوالے دل سے تراش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ جو وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اسی کا نام تقویٰ ہے حاشا للہ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بدگویوں کے مقابل وہ خواب خرگوش اور اپنے نفس کی بجا حمایت میں یہ جوش و خروش تو یہ کہتا ہے کہ اللہ و رسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے اب اسے کیا کہیے سوا اس کے کہ انّا لِلّٰہِ وانا الیہ رجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بالجملہ اس صورت کو فلاح سے علاقہ نہیں صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں ان پر کاربند نہ ہو مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کرکے ہاتھ کشادہ رکھے حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے وعلی ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ثلاث لم تسلم منھا ھذہ الامۃ الحسد والظن والطیرۃ الاانبئکم بالمخرج منھا اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذ تطیرت فامض تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتادوں بدگمانی آئے تو اسے پرکاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے نہ رہو[1] رواہ ستۃ فی کتاب الایمان عن الامام الحسن البصری مرسلا ووصلہ ابن عدی بن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ اذا حسدتم فلا تبغوا واذ اظنتم فلا تحققوا واذا تطیر تم فامضوا علی اللہ

---

[1] ترجمہ اس حدیث کو ستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابی روایت کیا اور ابن عدی نے بسند متصل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسا کرو

فتو کلوا یہ فلاح تقویٰ ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے فلاح ظاہر باین معنٰی کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر و واضح ہو چکے ہیں قد تبین الرشد من الغی دوم فلاح باطنی کہ قلب و قالب رذائل سے متخلی خالی اور فضائل سے متحلّی کر کے بقایا ہے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کیا[۱] لامقصود الا الله پھر لا[۲] مشھود الا الله پھر لا موجود[۳] الا الله متجلی ہو یعنی اولا ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال د پرتو۔ یہ نتہائے[۴] فلاح وفلاح احسان ہے فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقدفاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ وغم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء الله لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون بہر حال اس فلاح کیلئے ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی اقول اب مرشد بھی دو قسم ہے اول عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما علما کا رہنما کلام ائمہ ائمہ کا مرشد کلام رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ فلاح ظاہر ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلاشبہہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے اوّل شیخ اتصال[۵] یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے اس کے لیے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت

---

[۱] ترجمہ کوئی مقصود نہیں سوا اللہ کے ۱۲ [۲] ترجمہ کوئی نظر میں نہیں سوا اللہ کے [۳] ترجمہ کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سوا اللہ کے
[۴] بتائے فوقانی

اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سرے سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے (۲) شیخ سنی صحیح العیقدہ ہو بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک آج کل بہت کھلے ہوئے بد دینوں بلکہ بے دینوں حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کیلئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہرو ستے نبا یدد او دست

(۳) عالم ہو اقول علم وقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا ع[1] فمن لم یعرف الشر فیو ما یقع فیہ صد ہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں اوّل تو خبر ہی نہیں ہوتے کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے توبہ بھی کرے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے [2] واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں

---

[1] ترجمہ جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائیں گا۔ [2] ترجمہ اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی۔

لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم (۴) فاسق معلن نہ ہو اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجتماع باطل تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دربارۂ فاسق ہے[۱] فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمۃ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس و مکائد شیطان و مصائد ہوا سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں اقول اس لئے کہ اوّل خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اوّل اولیٰ ہے اقول اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید پھر بیعت بھی دو قسم ہے اول بیعت برکت کہ صرف تبرک کیلئے داخل سلسلہ ہو جانا۔ آجکل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی اور نہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کیلئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں اس بیعت کیلئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے اقول بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے اولاً ان کے خاص غلاموں سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں[۲] واعلم ان الخرقۃ خرقتان خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرك والاصل الذی قصدہ المشایخ للمریدین خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرك تشبہ بخرقۃ الارادۃ فخرقۃ الارادۃ المرید الحقیقی و خرقۃ التبرك لِلْمُتَشَبِّہ ومن تشبہ بقوم فھو منھم

[۱] ترجمہ: اسے امامت کیلئے آگے کرتے ہیں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ۱۲ [۲] ترجمہ: واضح ہو کہ خرقے دو ہیں خرقہ ارادت و خرقہ تبرک مشائخ کا مریدوں سے اصلی مطلوب خرقہ ارادت ہے خرقہ تبرک اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کیلئے خرقہ اردات ہے اور مشابہت چاہنے والے کیلئے خرقہ تبرک اور کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ اسی سے ہو جائے گا۔

ثانیاً ان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ع بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست نہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے ھم القوم لا یشقے بھم جلیسھم وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا ثالثاً محبوبان خدا آیہ رحمت میں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں امام یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتی ہیں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہو گا من انتمے ایی و تسمی لی قبلہ اللہ تعالٰی و تاب علیہ ان کان علی سبیل مکروہ وھون من جملۃ اصحابی وان ربی عزوجل و عدنی ان یدخل اصحابی و اھل مذھبی و کل محبہ الجنۃ جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا والحمد للہ رب العلمین دویم بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق و اصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دئے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اھلہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرانہ کریں گے شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا اقضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرہ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا کسی مسلمان مرد و عورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا رعوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ احیاء سنۃ المبایعۃ شیخ کے زیر حکم وہنا اللہ و رسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا۔ نیز فرمایا ولا یکون ھذا الالمرید حصر نفسہ مع الشیخ وانسلخ من ارادۃ نفسہ و فنی فی الشیخ یترک اختیار نفسہ یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا پھر فرمایا ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانہ السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنہ فیفلح و یذکر المرید فی کل ما اشکل علیہ من تصاریف الشیخ قصۃ الخضر علیہ السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرھا موسیٰ ثم لما کشف عن معنا ھا بان وجہ الصواب فی ذلک فھکذا ینبغی للمر ید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیہ صحتہ من الشیخ عند الشیخ فیہ بیان و برھان للصحۃ پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے کہ کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعات یاد کرے کیونکر ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر خبر پر

سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا بیگناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے امام ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابوسہل صعلوکی نے فرمایا من قال الاستاذہ لم لا یفلح ابدا جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا نسال اللہ العفو والعافیۃ جب یہ اقسام معلوم ہو لیے اب حکم مسئلہ کی طرف چلیے مطلق فلاح کے لیے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے فلاح تقوی ہو یا فلاح احسان اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا ہو بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو اقول پھر اس سے جدائی دو طرح ہے اول صرف عمل ہیں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرے پر مصر اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علما کی طرف رجوع ہی نہ لائے اور اس سے بدتر وہ کہ باوصف جہل ذی رائے بنے احکام علما میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث وفقہ سے بتادیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اسی کو حق کہے بہرحال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاک میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جبکہ اولیاء وعلمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو اگرچہ شامتِ نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو قسم تھی یونہی باعتبار مرشد عام بھی۔ اگر اس کے حکم پر چلتا ہے بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں ایمان واعتقاد تو ہے تو گنہگار سنی اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے فبہا ورنہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگرچہ نافرمانی کے باعث فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کر جدائی مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے سب پنڈت ہیں عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے سے معجزے

دکھائے (۲) وہ دہرے ملحد فقیر وولی بننے والے کہ کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہمتو پہنچ گئے ہمیں راستے سے کیا کام ان خبیثوں کا رد ہمارے رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع وعلما میں ہے امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں ابو علی الروذ باری بغدادی اقام بمصرومات بهاسنة اثنتين وعشرين و ثلثمائة صحب الجنيد والنوری اظرف المشايخ واعلمهم بالطريقة سئل عمن يستمع الملاهی و يقول هی لی حلال لا فی وصلت الیٰ درجة لا تؤثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولكن الى سقر یعنی سیدی ابوعلی رود باری رضی اللہ عنہ بغدادی ہیں مصر میں اقامت فرمائی اور اسی میں ۳۲۲ تین سو بائیس میں وفات پائی سید الطائفہ جنید وحضرت ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے ہیں مشائخ ہیں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں ان التكاليف كانت وسيلة الى الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے فرمایا صدقوا فی الوصول ولكن الى سقر و الذى يسرق و يزنى خير ممن يعتقد ذلك وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں (۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا چند کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بنکر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا قرآن وحدیث ابوحنیفہ وشافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دیے یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں یہ گمراہ بددین غیر مقلدین ہوئے (۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تقویۃ الایمان پر سر منڈا بیٹھے اس کے مقابل قرآن وحدیث پس پشت پھینک دیے اللہ ورسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اور یہ

اللہ ورسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں (۵) ان سے بدتر ان میں کے دیو بندی کہ انہوں نے گنگوہی ونانوتوی وتھانوی اپنے احبار ورہبان کی کفر اسلام بنانے کے لیے اللہ و رسول کو سخت گالیاں قبول کیں (۶) قادیانی (۷) نیچری (۸) چکڑالوی (۹) روافض (۱۰) خوارج (۱۱) نواصب (۱۲) معتزلہ وغیرہم بالجملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف ومنکر ہیں یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر یقیناً شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر وولی وقطب بنیں قال اللہ تعالیٰ استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئك حزب الشیطن الاان حزب الشیطن ھم الخسرون○ شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین فلاح تقویٰ اقول اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنی نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا فلاح ظاہر ہے اسکے احکام واضح ہیں آدمی اپنے علم سے یا علما سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابوطالب مکی وامام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت خاص بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح یہ جبکہ اس قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں متقی کیونکر بے پیرا یا معاذ اللہ مرید شیطان ہوسکتا ہے اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں تو جتنا پیرا سے درکار ہے حاصل ہے تو اولیاء کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہوسکتا اور قول اوّل کہ بے پیرا فلاح نہیں پاتا یہ تو بدلہتہ اس پر صادق نہیں فلاح تقویٰ بلاشبہہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم واجل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان تجتنبوا کبئر ما تنھون عنه نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما○ؕ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے یہ بلاشبہ فوز عظیم ہے۔ مولیٰ تعالیٰ نے اہل تقویٰ اور اہل

احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون بیشک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اوران کے جو اہل احسان ہیں یہ کیسا فضل عظیم ہے۔اور فلاح کے لئے کیا چاہے اقول بات یہ ہے کہ تقوٰی عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اوراس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدہ صادقہ کافی ووافی احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلٰی درجے کا مطلوب ومحبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیا کے سوا کہ ہر دور میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑ ہا کروڑ مسلمان ہزار ہا علماء وصلحا سب معاذ اللہ تارکِ فرض وفساق ہوں اولیا نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اوراس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا ۱؎ لا یکلف اللہ نفسا الاوسعھا لا یکلف اللہ نفسا الاما اتھا عوارف شریف میں ہے اما خرقۃ التبرک یطلبھا من مقصودۃ التبرک بزی القوم و مثل ھذا لا یطالب بشرائط الصحبۃ بل یوصی بلزوم حدودالشرع و مخالطۃ ھذہ الطائفۃ لیعود علیہ برکتھم و یتأدب باٰدابھم فسوف یرقیہ ذلک الی الاھلیۃ نخرقتہ الارادۃ فعلی ھذا خرقۃ التبرک مبذولۃ لکل طالب و خرقۃ الارادۃ ممنوعۃ الامن الصادق الراغب یعنی خرقہ تبرک ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے اور خرقہ ارادت اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہونا اہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیا کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کردے۔تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کردے اکابر علما وائمہ میں ہزار ہا وہ گزرے جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبہ امامت اور وہ بھی بیعت برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ کے دستِ مبارک پر اقول ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور

۱؎ ترجمہ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جو اسے دیا ۱۲

گمراہ د بے فلاں و مرید شیطان ہے بلکہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کیلئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں اور اگر بلاوجہ شرعی اپنی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں[۱] ان من الحزم سوء الظن دع ما یریبك الی ما لا یریبك فلاح احسان کیلئے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو۔ بیعت برکت یہاں بس نہیں۔ اس راہ میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب وفراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقوی کی طرح محدود و معدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے الطرق الی اللہ تعالٰی بعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان اللہ لا یتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفة لعبدین الخ اللہ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں پر[۱] فی البھجة الشریفة وفیه ثنیا یطول شرحھا اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ہاتھ پکڑنے والا مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھو میں گرائے کس گھاٹی میں ہلاک کرے ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے جیسا کہ بارہا واقعہ ہو چکا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر تمہیں تمہارے علم نے بچالیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں معروف و مشہور اور کتب ائمہ مثل بہجتہ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی و مسطور۔ اقول حاشا یہ مرشد عام کا عجز

---

[۱] ترجمہ بیشک احتیاط میں داخل ہے برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ ہو اسے چھوڑ کر وہ اختیار کر جو بے دغدغہ ہو۔

نہیں بلکہ اسکے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتب من شئ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علما علما کو ائمہ ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل الذکر وہ مرشد خاص باوصاف مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع (۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال بھی نہیں (۴) ایسے کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسہ پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خودرائی برتے اس کے احکام پر نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہوگا جس سے تعجب نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کردے والعیاذ باللہ رب العلمین اقول بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اس قدر کہ اس راہ میں بھکے گا یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں عدو لعین تو دشمنِ ایمان ہے وقت وموقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے جن سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور اسی اعتقاد پر جمار ہے حالانکہ لیس الخبر کالمعاینہ شنید کہ بود مانند دیدہ پیر کامل چاہیے کہ ان شبہات کا کشف کرے رسالہ مبارکہ امام قشیری میں ہے [۲] اعلم ان فی ھذہ الحالۃ قل مایخلو المرید فی اوان خلوتہ فی ابتداء ارادتہ من الوساوس فی الاعتقاد الی اخرما افادوا اَجَاد علینا بہ رحمۃ الملك الجواد۔ ثم اقول غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہی اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی کفایت وکفالت کرے اور بے توسط پیر اسے

---

[۱] یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثنا ہے جس کی شرح طویل ہے ۱۲ [۲] ترجمہ واضح ہو کہ اس حالت میں ابتدائی ارادت میں زمانہ خلوت میں کم کوئی مرید ہوگا جسے عقائد میں وسوسے نہ آئیں

مکائد نفس وشیطان سے بچا کر نکال لیجائے اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص کا کام دے گا خود حضور اقدس ﷺ اس کے مرشد خاص ہوں گے کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا ثم اقول بے مرشد خاص اس راہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر اصلاح فتح یاب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں یہ اپنی فلاح تقویٰ پر قائم رہے گا دو شرط سے۔ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے اپنے آپ کو اور دل سے اچھا نہ سمجھنے لگے ورنہ فلاح تقوے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگدلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈالدے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاح درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و انکسار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنیٰ رہے گا یوں کہ جب راہ کھلی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس کے مثل ہوا جو فلاح تقویٰ پر مقتصر رہا اقول قرآن کریم کے لطائف نامتناہی ہیں اس بیان سے آیۂ کریمہ [۱] یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے اسکے لیے تقویٰ شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللہ اب کہ تقویٰ پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا کہ وابتغو الیہ والوسیلۃ اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق اب کہ سامان مہیا ہولیا اصل مقصود کا حکم دیا کہو جاھدوا فی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لعلکم تفلحون تاکہ فلاح احسان پاؤ[۳] جعلنا اللہ من المفلحین بفضل رحمۃ بھم انہ ھو الرؤف الرحیم و صلی اللہ تعالٰی وسلم و بارك علی من بہ الصلاح والفلاح و علی الہ وصحبہ وابنہ وحزبہ

[۱] اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ [۲] پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ [۳] ترجمہ اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود وسلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقہ میں ہر صلاح وفلاح ہے اور ان کے آل و اصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر آمین

اجمعین آمین ثم اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اسے
اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاں نہ پائے گا
خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزاب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الاان
حزب الشیطن هم الخسرون سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے الا ان حزب
الله هم المفلحون سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ
بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا نَسْئَلُ اللّٰهَ العفو والعافية
بالجملہ حاصل تحقیق یہ چند جملے ہوئے (۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہالک میں چور
ہے مطلقا بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے
راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا يفلح وشيخه الشيطان کا مصداق ہے
(۲) سنی صحیح العقیدہ کہ راہِ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا
ہے نہ اس کا پیر شیطان۔ بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہوا اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام
کا (۳) یہ اگر تقویٰ کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام کا مرید غرض سنی
کہ مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا
مرید ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے (۴) اگر مضایق سلوک میں
بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب وانکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی
حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آئے شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے
(۵) یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار وفساد عقیدہ مرید شیطان بھی ہو گیا
(۶) اگر راہ کھلی تو جبتک پیر ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے
اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی نا قابل پیر یا محض شیخ اتصال کا مرید یا خود
شیخ بنتا ہو (۷) ہاں اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر
رسول اللہ ﷺ۔ الحمد للہ یہ وہ تفصیل جمیل و تحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے
گی۔ بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا جس کی تکمیل و
تفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔ والحمد لله رب

العلمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید المرسلین والہ وصحبہ اجمعین واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۵: عمرو اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ اصحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ رکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہٰذا امام اشافعی رضی اللہ عنہ نے ان کو نساء ھذہ الامۃ فرمایا بلکہ ان کی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چہار کی صرف اس لئے دشمنی کہا کہ اہلِ سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن عظیم توریت انجیل زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام اللہ و محمد و حیدر وبتول و حسین و شہید و عابد و سجاد و باقر و صادق و وموسیٰ وکاظم وجواد و[عـہ] مھدی وائمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ ومتعہ وشیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہوگا سوا چار حرف کی اگر کہیں کہ شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اس طرح تقیہ و متعہ لہٰذا ان سے محبت ہی تو یزید سے کیوں نہیں محبت کرتے اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیے کہ خالص تین ہے طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا پسند نہیں رکھتے جہاں ان تین چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اسی کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرۂ

[عـہ] امام محمد تقی کا لقب ہے

مبشرہ رضی اللہ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں من اجھل فمن یکرہ التکلم بلفظ العشرۃ اوفعل شیء یکون عشرۃ لکونھم یبغضون العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ ویستثنون علیا والعجب انھم یو الون لفظ تِسْعَۃِ وھم یبغضون التسعۃ من العشرۃ بالجملہ کسی عدد خاص سے اسوجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے اس لیے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہمی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلثۃ تین ہیں عمر وغنی وسنی وغوث وقطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنائی ثلثہ تین ہیں الہ و نبی وعلی وحسن رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق وعثمان وشیخین وختنین واصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہیں مصطفیٰ ومرتضیٰ وفاطمہ ومجتبےٰ وحسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھیے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ۔ تابوت۔ جریدہ مرثیہ۔ روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ ابلیس سب کے دوست بنو۔ سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے ایک روٹی کے تین چار پانچ نو دس جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفضول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولی افضل ہوگا موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کا مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے[۲] کمافی فتح القدیر و بیناہ فی فتاونا سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہلسنت ہے اہلسنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق

---

[۱] ترجمہ۔ ان سے بڑھ کر جاہل کون جو دس کا نام لینا یا وہ کام کرنا جس میں دس کی گنتی آئے نا گوار رکھتے ہیں اس لئے کہ انہیں ان دس سے عداوت ہے جن کے لئے نبی ﷺ نے جنت کی شہادت دی فقط علی کو الگ کرتے ہیں اور عجب یہ کہ وہ نو کا لفظ پسند کرتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو ہی کے دشمن ہیں [۲] جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہم نے اسے اپنے فتاوے میں بیان کیا۔

اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے لا نفرق بین احد من رسلہ ہم اسکے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۶: اس مقام پر ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان حسب فرمائش حاجی چراغ الدین وسراج الدین تاجر کتب لاہور در مطبع مصطفائی لاہور طبع شد باب سوم درفضیلت چہار یار رضی اللہ عنہم روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ بطرف گورستان رفت واستادہ شد دیدند کہ یک شخص از عذاب قبر فریاد میکند فَوْقِیْ نَارٌ وَتَحْتِیْ نَارٌ وَیَمِیْنِیْ نَارٌ وَیَسَارِیْ نَارٌ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ چوں اورا دراں احوال دیدند کہ در عذاب قبر گرفتار است بروے رحم فرمودہ وہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب انرا بارواح ان میت بخشیدند لیکن ہرگز عذاب رفع نشد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ دریں احوال متفکر وحیران ماند کہ ایں بندہ را بسیار گناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمیشود وخلاصی اورا از عذاب نمیگردد حضرت علی کرم اللہ وجہہ از انجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ ودراں زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندرون حجرہ نشتہ بودند کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرمود کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امروز بطرف گورستان رفتہ بودم وشخصے از عذاب قبر فریاد میکند من صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن مجید کردہ بروح آں میت بخشیدم لیکن آں میت بعذاب گرفتار بماند وعذاب اورفع نشد چوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم از زبان علی کرم اللہ وجہہ ایں چنیں احوال شنیدند ہرچند کہ در حرم شریف خوش وقت نشتہ بودند زود از استماع ایں احوال بیقرار شدہ بطرف گورستان روان شدند وفرمودند کہ یا علی ہمراہ من بیائید واں قبر مرا بنمائید تا احوال آں میت بہ بینم امیر المومنین رضی اللہ عنہ آنحضرت را در انجا بردند چوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآں قبرستان تشریف آوردند چہ بینند کہ آں میت را عذاب نمیشود ہرچند تفحص کردند نیافتند حضرت علی رضی اللہ عنہ را فرمودند مگر آں قبر

از شما سہو ونسیاں شدہ باشد اں قبر دیگر خواہد بود حضرت علی رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ ﷺ ہمیں قبرست من آثار کردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست پس آنجا حضرت رسالت پناہ با حضرت علی کرم اللہ وجہہ معانیہ میفرمودند کہ جبریل از درگاہ رب العلمین بطرف سید المرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالیٰ ترا اسلام میرساند بعدہ میفرماید کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست میگوید کہ قبر آں بندہ ہمیں ست لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برائی عبادت و نماز وضو ساختہ بودند بعدہ شانہ برریش مبارک خود کردہ بودند چنانچہ یک موئے از ریش مبارک جدا شدہ بود چوں باد آں موی را برآں قبر انداختہ از برکت آں موئے مبارک صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) تمامی گورستان را حق تعالیٰ بخشیدہ وامرزیدہ است پس اے مومن ہر گاہ حق تعالیٰ در موئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزار لعنت بر جان رافضی کہ در حق ایشاں گلہ کند یا چیزے دیگر گوید پس ہر مومن را لازم ست کہ چون اسم مبارک صدیق اکبر بشنود از دل و جان فدا شدہ بگوید رضی اللہ عنہ۔

مولنا صاحب یہ حکایت صحیح ہے یا نہیں اہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں یہ فضیلت بیان کرنا یہاں پر زید صاحب کو اعتراض بڑا گزرا ہے کہ میاں اس حکایت بیان کرنے سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے وجہ یہ زید صاحب بتاتے ہیں کہ جناب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین ختم قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا کیسے رد ہو اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخشدے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ صاف کم کرنا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں اہلسنت کے نزدیک مگر شاید زید صاحب کو یہ خبر نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل ایسا زبردست ہے کہ ایک کو ایک پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

ہاں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ یہ پیغمبر ہیں کہ بزرگی دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کی اللہ نے ان سے اور بعض ان کے کو درجوں بلند کیا۔ یا اللہ ہمارے مولنا صاحب کی زندگی میں برکت دے آمین۔

الجواب: یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو یہ بلاشبہہ اہلسنت کا عقیدہ ہے اگرچہ اس حکایت کو اس سے بھی بحث نہیں وہ تو آیات واحادیث واجماع سے ثابت ہے اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا وہ بہت زیادہ ہوکر حاصل ہوا کہ تمام گورستان بخشا گیا مولیٰ علی کی دعا ہی کا یہ اثر ہوا کہ صدیق اکبر کا موئے مبارک ہوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہوگئی تو یہ ردِّ دعا ہوا یا اعلیٰ درجے کا قبول۔ اور فرض کیجئے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المومنین علی کو قبول کے تیسرے اعلیٰ مرتبہ میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا (کہ قبول دعا کی تین مرتبے ہیں (۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دافع ہونا یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کیلئے جمع رہنا یہ سب سے اعلیٰ ہے اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کردیا کہ وہ کریم مسلمان کی پیری سے حیا فرماتا ہے اور مسلمان بھی کونسا سردار جملہ مسلمین ابوبکر صدیق جن کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیری کو اپنی امت کی مغفرت کیلئے وسیلہ کیا کہ الٰہی ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخشدے تو اس میں معاذ اللہ امیر المومنین علی کی کیا توہین ہوئی مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۷: رمضان شریف کے کامل ماہ کے روزے رکھنا فرض ہیں وہ تیس روز کا ہو یا انتیس دن کا ہو اب ایک بلاد میں روزے تیس ہوئے اور دیگر بلاد میں روزے انتیس ہوئے اب زید فرماتے ہیں جہاں پر انتیس روزے ہوئے وہاں یہ حکم کرتے ہیں کہ روزہ قضا کرنا فرض ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں ہاں اگر تیس روزے فرض مقرر کئے جاتے تو ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوتا یہاں تو یہ حکم ہے کہ وہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اب عرض یہ ہے کہ چاند ماہ رمضان شریف و چاند ماہ شوال کا کتنے لوگ کی گواہی سے قبول کیا جائے گا اور رمضان شریف کے روزے کے واسطے گواہی ایک شہر سے دوسرے شہر تک کتنی منزل کا

فاصلہ دور ہو تو گواہی سنی جائے گی مثلاً یہاں دربن ناٹال میں چاند ماہ رمضان شریف کا روز شنبہ کو دیکھا اور پہلا روزہ یکشنبہ کو ہوا اور یہاں پر دوشنبہ کو روزہ ہوا اب اگر کوئی گواہی بذریعہ ٹیلی گراف یا ٹیلی فون سے چاند کی گواہی ملی تو وہ سنی جائے گی۔ یا نہیں ٹیلی فون سے آواز پہنچانی جاتی ہے کہ فلاں آدمی بات کرتا ہے اور ٹیلی گراف سے تو مطلقاً آواز آتی نہیں یہ گواہی سنی جاتی ہے یا نہیں اور ایک شہر سے لیکر دوسرے شہر تک کتنے میل کا فاصلہ ہو یا کتنے روز کی منزل دور ہو یہ بھی شمار تو ہوگا اصل حکم تو یہ ہے کہ ماہ رمضان شریف کے روزے چاند دیکھ کر رکھے اور چاند دیکھ کر چھوڑے یا گواہی ملے تو گواہی کہاں تک کی سنی جائے گی۔

الجواب: ایک جگہ روزے ۳۰ دوسری جگہ ۲۹ ہونے کی مختلف صورتیں ہیں بعض میں ۲۹ والوں پر ایک روزہ قضا رکھنا ہوتا ہے بعض میں ۳۰ والوں پر بعض میں دونوں پر بعض میں کسی پر نہیں مثلاً اوّل ایک جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا رویت نہ ہوئی انہوں نے شعبان ۳۰ کا لیکر روزے شروع کیے جب ۲۹ روزے رکھے عید کا چاند ہو گیا۔ دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر نہ تھا رویت ہوئی یا ثبوت شرعی سے ثابت ہو گئی انہوں نے ایک دن پہلے سے روزہ رکھا اور ان کا رمضان ۳۰ دن کا ہوا اس صورت میں اگر ۲۹ روزے والوں کو ایک دن پہلے رویت ہو جانے کا ثبوت بروجہ شرعی پہنچ جائے اگر چہ رمضان مبارک کے بعد اگر چہ دس برس بعد تو بیشک ان پر ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوگا ٹیلی گراف ٹیلی فون اخبار جنتری بازاری افواہ سب محض باطل و نامعتبر ہیں ابر و غبار ہو تو رمضان مبارک میں ایک مسلمان غیر فاسق کی گواہی درکار ہے اور باقی مہینوں میں دو ثقہ عادل کی اور مطلع صاف ہو تو سب مہینوں میں ایک جماعت عظیم کی (ان استثناو کے ساتھ جو ہم نے اپنے فتاوے میں منقح کیے) یا شہادۃ علی الشہادت ہو یا شہادۃ علی الحکم ہو یا استفاضۂ شرعیہ ہو ان سب کا روشن بیان ہمارے رسالہ طرق اثبات الھلال میں ہے جسے تفصیل دیکھنی ہو اسے دیکھے کہ اس میں تمام طرق مقبولہ و مردودہ کا کامل بیان ہے۔ پھر شرعی طریقے سے ثبوت ہو تو فاصلے کا کچھ لحاظ نہیں اگر چہ ہزاروں میل ہو در مختار میں ہے یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا

۱؎ ترجمہ چاند اگر مغرب کے کسی مقام میں دیکھا جائے اور ان کا دیکھنا مشرق والوں کو ثبوت شرعی سے ثابت ہو جائے تو اس روایت کا حکم ان پر بھی لازم ہے

ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب دوم یکم رمضان دونوں جگہ ایک دن ہوئی ایک جگہ کے لوگ ۲۹ روزے رکھ چکے کہ ہلال عید نظر آیا عید کر لی دوسری جگہ ابر تھا نہ چاند دیکھا نہ ثبوت ہوا تو ان پر فرض تھا کہ ۳۰ روزے پورے کریں اس صورت میں ۲۹ والوں پر ہرگز کسی روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا اس بنا پر لازم کرتی کہ اور جگہ ۳۰ روزے ہوئے ہیں محض جہالت اور اختراع شریعت ہے سوم مثلاً ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو ایک جگہ رویت ہوئی جمعہ سے روزہ رکھا جب ۲۹ رمضان آئی رویت ہوگئی شنبہ کی عید کر لی دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا انہوں نے جمعہ کو ۳۰ شعبان مانی اور روزہ نہ کھا ہفتہ سے رکھا پھر وہ جمعہ کو واقع میں ۲۹ رمضان تھا اسے اور شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی دونوں دن ان کے یہاں ابر رہا انہوں نے ۳۰ روزے پورے کر کے پیر کی عید پھر ان کو ثبوت شرعی سے ثابت ہوگیا کہ ۲۹ شعبان کو رویت ہوگئی اور جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان پر اس جمعہ کے روزے کی قضا فرض ہے حالانکہ یہ ۳۰ رکھ چکے ہیں اور اس شہر والوں نے ۲۹ ہی رکھے چہارم واقع میں ہلال ۲۹ شعبان کو ہوا مگر ان دونوں شہروں میں ابر کے باعث نظر نہ آیا شعبان کے ۳۰ دن لیکر شنبہ سے دونوں جگہ روزہ ہوا پھر واقع کی ۲۹ رمضان کا جب جمعہ آیا دونوں جگہ ابر تھا شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی ایک جگہ رویت ہوئی اتوار کی عید کر لی دوسری جگہ شنبہ کو بھی ابر تھا پیر کی عید کی ایک جگہ روزے ۲۹ ہوئے ایک جگہ ۳۰ ہوئے اور واقع میں دونوں جگہ پہلے جمعہ کا روزہ کم ہوا جب ان کو تیسری جگہ کی رویت ثبوت شرعی سے معلوم ہو جائے جس سے جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان ۳۰، ۲۹ والے دونوں پر ایک روزہ قضا لازم ہو گا۔ یہ صورتیں ہم نے یکم رمضان میں اشتباہ کے لحاظ سے لیں یوہیں سلخ رمضان میں غلطی کئی اعتبار سے ہوسکتی ہے مثلاً جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مانکر عید کر لیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے اگرچہ واقعہ میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی صرف بے ثبوت شرعی

عید کر لینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں بالجملہ جب ثبوت شرعی سے یہ ثابت ہو کہ ایک دن جس کا ہم نے روزہ نہ رکھا رمضان کا تھا تو ان پر اس کی قضا فرض ہوگی چاہے ۳۰ رکھ چکے ہوں ورنہ نہیں اگرچہ ۲۹ ہی رکھے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: ایک کافر مرد یا عورت ایمان لائے اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ ہر دو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور اردو زبان بھی نہیں جانتے فقط زبان انگریزی یا کافری سسوٹو زبان جانتے ہیں اور کوئی کلمہ کے معنے سمجھانے والا بھی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ معنی سمجھتے نہیں اس صورت میں اگر وہ زبان سے کلمہ پڑھے اور اپنی زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں آج سے اپنا مذہب عیسائی وغیرہ اپنی راضی خوشی سے چھوڑ کر دین محمدی ﷺ قبول کرتا ہوں تو اتنا اقرار کافی ہوگا یا نہیں اور وہ ہر دو مسلمان ٹھہریں گے یا نہیں

الجواب: بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگرچہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا ان کے اسلام کیلئے کافی ہے محیط پھر انفع الوسائل میں ہے[1] الکافرُ اِذَا اَقَرَّ بخلافِ مَا اِعْتَقَدَ یُحْکَمُ بِاِسْلَامِہٖ شرح سیر کبیر میں ہے[2] لو قال اَنَا مُسلِمٌ فَھُوَ مُسْلِمٌ و کذا لو قالَ اَنَا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ اَوْ عَلَی الحنفِیَّۃِ او علی دین الاسلام انفع الوسائل میں ہے[3] و کذ الو قال اسلما الکل فی ردالمختار واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۹: نکاح پڑھتے وقت عورت کو پانچ کلمے پڑھاتے ہیں اب وہ عورت حیض کی حالت میں ہے تو وہ پانچ کلمے اپنی زبان سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حالتِ حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگرچہ ان میں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر و ثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے[4] کما صرحوا بہ قاطبۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۰: غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں اور اگر

---

[1] ترجمہ کافر جب اپنے دین باطل کے خلاف کا اقرار کرے اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا [2] ترجمہ کافر اگر اتنا کہدے کہ میں مسلمان ہو گیا یونہی اگر کہے میں محمد ﷺ کے دین پر ہوں یا ملت حنفی پر ہوں یا دین اسلام پر ہوں [3] اس طرح اگر یہ کہے کہ میں اسلام لایا [4] ترجمہ جیسے کہ تمام علما نے تصریح فرمائی

دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے۔

الجواب: اگر خوف فتنہ نہ ہو جواب کی اصلا حاجت نہیں [۱] ولا یقاسون علی ذمی بل وَلَاحربی لان حکم المرتد اشد اور خوف ہو تو صرف وعلیک کہے درمختار میں ہے [۲] لَوسَلَّمَ یھودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلا باس بالرد ولکن لا یزید علی قولہ وعلیك کما فی الخانیة اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدائے اسلام کی ضرورت و مجبوری شرعی ہو تو کیا کرے اقول پورا سلام کہے اور چاہے تو ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی بڑھائے اور اصلا مضایقہ شرعیہ نہ آئے اس کی کیا صورت ہے۔ یہ کہ ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو کراماً کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں قال تعالیٰ [۳] کلّا بَل تکذبون بالدین وان علیکم لحفظین کراما کاتبین قال [۴] ولہ معقبت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ اپنے جواب یا سلام میں ان ملئکہ پر سلام کی نیت کرے والسلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱: امام حنفی ہے اور مقتدی شافعی پیچھے ہیں اور آخر رکعت فجر میں وہ دعائے قنوت پڑھنے تک امام حنفی کو ٹھہرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ ٹھہرنا چاہئے اور اگر ٹھہرنے کا حکم بھی ہو تو کتنے اندازہ تک ٹھہرنا چاہئے۔

الجواب: زید محض غلط کہتا ہے امام کو ہرگز نہ ٹھہرنا چاہیے کہ اس میں قلب موضوع ہے یعنی وضع شرعی کا الٹ دینا کہ متبوع کو تابع کر دیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الا مام لیؤتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہے کہ مقتدی اس کی پیروی کریں نہ یہ کہ الٹا وہ مقتدیوں کی پیروی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۲: عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اسکو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں

---

[۱] ترجمہ انکا مطیع الاسلام کافر بلکہ حربی کافر پر بھی قیاس نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مرتد کا حکم سب سے سخت تر ہے [۲] ترجمہ اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی کسی مسلمان کو سلام کرے تو جواب دینے میں حرج نہیں مگر وعلیک سے زیادہ نہ کہو جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے [۳] ترجمہ کوئی نہیں بلکہ تم جزا سزا کے منکر ہو اور بیشک تم پر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے [۴] ترجمہ آدمی کے لئے بدلی والے اس کے آگے پیچھے کہ حکم الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲

الجواب: دل میں بایں معنیٰ کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو[1] کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنویر میں ہے[2] لا یکرہ النظر الیہ (ای القران) بجنبٍ و حائض و نفساء کادعیۃ ردالمحتار میں ہے[3] نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالٰی اسی میں بحر سے ہے[4] وَتَرْكَ الْمُستحِبَ لا یوجب الکراھۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۳: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر الت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں۔

الجواب: پیٹ پر جائز ہے ران پر ناجائز کہ حالت حیض و نفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کرسکتا کما فی المتون و غیرھا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۴: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ خدا کا لکھا ہوا نہیں بدلتا اور عمرو اپنا عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بیشک تقدیر کا لکھا ہوا اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے یا حبیب ﷺ کی شفاعت سے یا اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی مدد سے بدل دیتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نماز و روزہ نہ ادا کرنے سے اس کی زندگی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور روزی تنگ کر دیتا ہے جب تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا تو پھر یہ کیوں اکثر کتابوں میں ذکر ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت و عندہ ام الکتب اللہ تعالٰی مٹا دیتا ہے جو چاہے اور ثابت فرماتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ اصل کتاب لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے وہ نہیں بدلتا فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں وہ شفاعت و دعا و خدمتِ والدین و صلہ رحم سے زیادت و برکت کی

---

[1] ترجمہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ ایک صاحب نے سلام کیا حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا [2] ترجمہ جنب اور حیض و نفاس والی کو قرآن مجید آنکھ سے دیکھنا دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں [3] ترجمہ ہدایہ میں تصریح فرمائی کہ ذکر الٰہی کیلئے وضو مستحب ہے [4] ترجمہ مستحب کے نہ کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی ۱۲

جانب یا گناہ وظلم ونافرمانی والدین وقطع رحم سے دوسری طرف بدل جاتے ہیں مثلاً صحف ملائکہ میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آ گیا یا نکوئی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا یہ تبدیل ہوئی لیکن علم الٰہی ولوح محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے ان کے مطابق ہونا لازم اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق وتوضیح ہماری کتاب المعتمد المستند میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵: عمرو اگر اپنے فرزند کو سرکار مدینہ طیبہ کے روضہ مطہر میں داخل کرتے وقت کچھ مٹھائی وغیرہ ساتھ میں دے اور وہ مٹھائی تبرکات کے طور پر نیاز ملک میں لیجاوے تو وہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک درست ہے[۱] قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق وهابیه لعنهم الله تعالٰی کہ روضہ اقدس کو معاذ اللہ بت اور اس شیرینی کو بت کے چڑھاوے کی مثل جانتے ہیں ملعون ہیں[۲] قاتلهم الله انی یوفکون وہاں سے جو چیز منتسب ہوجائے مسلمان کے نزدیک ضرور تبرک ہے اور اسے اپنے اعزہ واحباب کیلئے لیجانا ضرور جائز ہے۔ امام وہابیہ نے کہ تفویت الایمان میں کہا اس کے کوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لیجانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کسی پیغمبر یا بھوت کو ایسی قسم کی باتیں کرے شرک ہے اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اس کا افترا ہے اور وہ خود شرک حقیقی میں مبتلا ہے سنن نسائی شریف میں ہے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس ﷺ سے حضور کا بقیہ وضو مانگا حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا جب اپنے شہر میں پہنچو فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانها بهذا الماء واتخذوها مسجدا اپنا گرجا توڑ دو اور اس

---

[۱] ترجمہ تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی دی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور کس نے حرام کی پاکیزہ رزق ۱۲

[۲] ترجمہ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں

زمین پر یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہے اور گرمی سخت وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہو جائے گا فرمایا مدوا من الماء فانہ لایذیدہٗ الاطیبا اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔ مدینہ طیبہ کے حوالی میں جانب غرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی تھی جب سے برابر اہل مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں اہل اسلام اس کا پانی زمزم شریف کی طرح دور دور لیجاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زمزم ہو گیا ہے امام سید نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں فرماتے ہیں بئر اھاب بصق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیھا و ھی بالحرۃ الغربیۃ معروقۃ الیوم بزمزم و قد قال المطری لم یزل اھل المدینۃ قدیما و خلفا یتبرکون بھا و ینقل الی الافاق من مائھا کما ینقل من زمزم یسمونھا ایضا زمزم لبرکتھا

مسئلہ ۹۶: اگر کسی نے ولی کی درگاہ کی منت کی مثلاً عمرو کہے یا فلاں بزرگ اللہ عزوجل آپ کی دعا سے میرے یہاں فرزند عطا کرے تو اس میرے فرزند کے سر کے بال آپ کی درگاہ میں آ کر منڈواؤں گا اور بال کے ہم وزن صدقہ للہ سونا یا چاندی دونگا یا یہ شرط کی ہو کہ اس میرے فرزند کے ہم وزن مٹھائی یا شکر قند خیرات کروں گا اور ایک پلہ میں وہ فرزند بٹھایا جائے اور دوسرے پلہ میں شکر قند رکھی جائے اور پھر وہ للہ مساکین کو بانٹی جائے یہ ہر دو شرطوں سے منت کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ مٹھائی کھانی جائز ہوگی یا نہیں اور جو بچہ وزن کیا جاتا ہے وہ کچھ تربت پر نہیں ہوتا وہ دور جگہ میں وزن کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ ناجائز ہے۔

الجواب: دونوں صورتوں میں صدقہ کی منت جائز اور پوری کرنا لازم ہے قال اللہ تعالٰی ولیوفوا نذورھم اور بال وہاں اتروانا فضول اور اس کی منت باطل ہے کما تقدم واللہ تعالٰی اعلم

۱؎ ترجمہ چاہ اہاب میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی وہ پچھان کی پتھریلی زمین میں ہے آج زمزم کے نام سے مشہور ہے اور بیشک مطری نے کہا کہ ہمیشہ مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں دور دور شہروں کو زمزم کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں اس کی برکت کے سبب اسے بھی زمزم کہتے ہیں۔

مسئلہ ۹۷: پیش امام اگر شایہ زریں بوٹے بھرے ہوئے ہوں اور بُنا ہوا سوت کا یا کشمیری گرم کپڑا پہن کر نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سوتی یا کشمیری گرم کپڑے میں کہ ریشمی نہ ہو حرج نہیں نہ زرّیں بوٹوں میں جبکہ کوئی بوٹا چار اُنگل سے زیادہ چوڑا نہ ہو نہ اتنے قریب قریب ہوں کہ دُور سے کپڑ انظر نہ آئے سب مغرق معلوم ہو کما فی الدعا[1] وغیرہ وقد فصلناہ فی فتا و ننا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۸: اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھاوے تو کیسا ہے۔

الجواب: شال اگر ریشمین یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگر چہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب ومکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ اور اگر ایسی نہیں تو اب دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکے چھوڑ دیے تو مکروہ تحریمی وگناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب درمختار میں ہے (کرہ سدل[2]) تحریمًا لنھی (ثوبہ) ای ارسالہ بلالبس معتاد کشد و مندیل یرسلہ من کتفیہ ردالمحتار میں ہے[3] وذلك نحو الشال واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۹: عمرو اگر فاتحہ کھانے پر اور قبروں پر ہر دو جگہ پر اوّل تین بار قل بعد سورۂ فاتحہ بعد سورۂ بقر کا پہلا رکوع پڑھ کر ثواب حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز کو ثواب بخشے تو جائز ہے یا نہیں اور زید فرماتے ہیں کہ کھانے پر دوسری طرح سے فاتحہ پڑھنا چاہیے آیا اگر ایک ہی طرح سے فاتحہ عمرو پڑھتا ہے تو درست ہے یا نہیں اور اس کا ثواب بزرگان دین واہل قبور کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول غلط ہے فاتحہ ایصال ثواب ہے جس طرح ہو درست ہے کھانے پر کوئی دوسرا طریقہ ہو اور قبر پر اور یہ تعیین کہیں نہیں۔ ہاں ایک بات یہاں واجب اللحاظ ہے سوال میں حضور اقدس ﷺ وحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیلئے ثواب بخشا لکھا ہے یہ لفظ

---

[1] جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاوے میں اسے تفصیل سے بیان کیا۔ [2] ترجمہ کپڑا لٹکانا یعنی برخلاف طریق معروف لٹکتا رکھنا جیسے شال یا رومال کندھوں پر چھوڑ دینا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ حدیث میں اس سے منع فرمایا [3] ترجمہ یہ جیسے شال ۱۲

بہت بیجا ہے بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے یہاں نذر کرنا کہنا چاہے یعنی سرکاروں میں ثواب نذر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: پیش امام اگر فال بآیت قرآن شریف دیکھے وہ درست ہے یا نہیں زید فرماتے ہیں کہ امام اگر فال دیکھے تو حرام ہے اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا صحیح۔

الجواب: قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں۔ اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام کہتے ہیں اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع ومکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے شرح فقہ اکبر میں ہے[۱] قال القونوی لا یجوز اتباع المنجم والرمال و من ادعی علم الحروف لانہ فی معنی الکاھن انتھی ومن جملۃ علم الحروف فال المصحف حیث یفتحونہ و ینظرون فی اومل الصفحۃ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ الخ ملخصا اسی میں شرح عقیدہ امام طحاوی سے ہے[۲] علی ولی الامراز الۃ ھؤلاء المنجبین واصحاب الرمل والقرع والفالات و منعھم من الجلوس فی الحوانیت والطرقات او ان یدخلوا علی الناس فی منازلھم لذلک تحفۃ الفقہائے امام علاء الدین سمرقندی پھر جامع الرموز پھر شرح الدرر لعلامہ اسمعیل بن عبدالغنی نابلسی پھر حدیقہ ندیہ علامہ عبدالغنی ابن اسمعیل نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہے[۳] اخذ الفال من المصحف مکروہ اخیرین میں ہے یعنی[۴] کراھۃ تحریم لانھا المحل عند

---

[۱] ترجمہ امام قونوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کے مدعی کی پیروی جائز نہیں کہ وہ کاہن کے مثل ہیں اس علم حروف میں سے مصحف شریف کی فال ہے کہ قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھتے ہیں ۱۲ [۲] ترجمہ حکم پر لازم کر نجومی اور رمال اور قرعہ اور فال والوں کو دفع کرے ان کو دکانوں اور راستوں میں نہ بیٹھنے دے نہ اس کام کیلئے لوگوں کے گھروں میں جانے دے [۳] ترجمہ مصحف شریف سے فال لینا مکروہ ہے [۴] ترجمہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ حنفیہ کے یہاں جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لی جاتی ہے اور امام دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان میں ہے کہ امام علامہ ابن العربی (مالکی) نے کتاب الاحکام تفسیر سورۂ مائدہ میں مصحف شریف سے فال کی حرمت پر جزام فرمایا اور اسے علامہ قرآنی (مالکی) نے امام علامہ ابوالولید طرطوسی (مالکی) سے نقل کیا اور مسلم رکھا اور ابن بطہ حنبلی نے اسے جائز بتایا اور مذہب امام شافعی کا مقتضی کراہت ہے یعنی کراہت تنزیہی کہ ان کے یہاں مطلق کراہت سے یہی مراد لیتے ہیں۔

فی الاحکام سورۃ المائدہ بتحریم اخذالفال من المصحف ونقلہ القرانی عن الامام العلامۃ ابی الولید الطرطوشی واقرہ و اباحہ بن بطۃ من الحنابلۃ و مقتضے مذھب الشافعی کراھتہٗ یعنی کراھۃ تنزیہ لانھا المجمل عند الاطلاق عندہ علامہ قطب الدین حنفی ابن علاء الدین احمد بن محمد نہروانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی مستفیض بارگاہ حضرت سیدی علی متقی مکی رحمہم اللہ تعالیٰ کتاب وعیۃ الحج میں فرماتے ہیں[1] منسك ابن العجمی لا یاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلك فکرہ بعضھم و اجازہ بعضھم و نص ابوبکر الطرطوشی من متأخری المالکیۃ علی تحریمہ اور علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تسک مذکور سے یوں نقل کیا[2] و نص المالکیۃ علی تحریمہ طریقہ محمدیہ امام برکوی حنفی میں ہے[3] المراد بالفال المحمود لیس الفال الذی یفعل فی زماننا ھما یسمونہ فال القران او فال دانیال اونحوھما بل ھی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالھا بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے مگر زید کا وہ حکم کہ اس کے پیچھے نماز درست نہیں درست نہیں نماز فاسق کے پیچھے بھی نادرست نہیں ہاں مکروہ ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو مکروہ تحریمی کماحققناہ فی فتاونا النھی الاکید کراہت تحریم سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھیرنا واجب نہ کہ نادرست ہو اور یہاں تو ابتداء حکم فسق بھی نہ چاہیے مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس پر خفی کہ عوام میں حکم معروف نہیں تو یہاں یہ چاہیے کہ اسے اطلاع دیں کہ مذہب حنفی میں ناجائز ہے اگر چھوڑ دے بہتر اور نہ چھوڑے تو ایک آدھ بار سے فاسق نہ ہوگا بلکہ تکرار واصرار کے بعد حکم فسق دیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے[5] اور کما فی ردالمحتار عن رسالۃ المحقق البحر صغیرہ بعد اصرار

[1] ترجمہ منسک ابن عجمی میں ہے مصحف شریف سے فال نہ لے کہ علما کو اس میں اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں بعض جائز اور متاخرین مالکیہ سے ابوبکر طوسی نے تصریح کی کہ حرام ہے[2] ترجمہ مالکیہ نے تصریح کی کہ حرام ہے[3] ترجمہ فال جس کی تعریف حدیث میں ہے اس سے وہ مراد نہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کرتے ہیں جسے فال قرآن یا فال دانیال وغیرہ کہتے ہیں یہ تو اس کے مثل ہے جیسے مشرکین عرب پانسے ڈالتے تھے ان کا فعل جائز نہیں[4] ترجمہ جیسا ہم نے اپنی فتاوے اور اپنی کتاب النھی الاکید میں تحقیق کیا[5] جیسا کہ ردالمحتار میں محقق صاحب بحر کے رسالہ سے ہے۔

فسق ہے پھر اگر بعد اطلاع یہ فال بینی باصرار وعلانیہ نہ کرے بلکہ چھپا کر تو اس کے پیچھے نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی نامناسب وبس درمختار میں ہے یکرۃ تنزیھا امامۃ فاسق اور اگر علانیہ مصر ہو تو اب فاسق معلن کہا جائے گا اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پھیرنی واجب فتاویٰ حجہ میں ہے[۱] لوقدموا فاسقا یأثمون یونہی غنیۃ و تبیین الحقائق وغیرہ ہما کا مفاد ہے والتوفیق[۲] ماذکرنا بتوفیق اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: پیں امام اگر تعویذ بنائے تو کیا حکم ہے

الجواب: جائز تعویذ کہ قرآن کریم اسمائے الٰہیہ یا دیگر اذکار ودعوات سے ہو اس میں اصلا حرج نہیں بلکہ مستحب ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے۔[۳] رواہ احمد و مسلم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ اسمائے انبیاء واولیاء علیہم الصلاۃ والثنا سے بھی تعویذ بطور تبرک وتوسل روا ہے کہ تابع ومظہر اسمائے الٰہیہ ہیں درمختار میں ہے[۴] فی المجتبی التمیمۃ المکروھۃ ما کان بغیر العربیۃ ردالمحتار میں مغرب سے ہے[۵] لا باس بالمعاذات اذا کتب فیھا القران او اسماء اللہ تعالٰی وانما تکرہ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ماھو ولعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذلک اما ما کان من القران او شیء من الدعوات فلا باس بہ اسی میں مجتبیٰ سے ہے[۶] و علی الجواز عمل الناس الیوم بہ وردت الاثار

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں[۷] الرقی التی من کلام الکفار والرقی المجھولۃ

---

[۱] ترجمہ اگر فاسق کو امام کریں تو گنہگار ہوں گے [۲] ترجمہ دونوں قولوں میں موافقت وہ ہے جو ہم نے بتوفیق الٰہی ذکر کی کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی [۳] ترجمہ یہ حدیث مسند احمد وصحیح مسلم میں جابر سے ہے [۴] ترجمہ مجتبیٰ میں ہے تعویذ وہ مکروہ ہے جو غیر زبان عربی میں ہو یعنی جس کے معنی مجہول ہوں [۵] ترجمہ تعویذوں میں حرج نہیں جبکہ ان میں قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ لکھے جائیں مکروہ جب ہیں کہ غیر عربی میں ہوں اور معنی معلوم نہ ہوں کیا معلوم کہ ان میں جادو یا کفر یا کچھ اور ہو اور وہ تعویذ جو آیتوں یا دعاؤں سے ہو اس میں حرج نہیں [۶] ترجمہ اب تمام علما کا عمل تعویذوں کے جواز پر ہے اور اس میں حدیثیں آئی ہیں [۷] ترجمہ وہ منتر کہ کافروں کے کلام سے ہوں اور وہ جن کے معنی نہ معلوم ہوں بد ہیں کہ شاید ان کے معنی کفر یا قریب بکفر یا مکروہ ہوں اور آیتوں اور اذکار معروفہ سے جائز ہیں بلکہ سنت ہیں۔

مذمومة لاحتمال ان معنا ھا کفر اوقریب منه اومکروہ اما الرقی بایات القران وبالاذکار المعروفة فلانھی فیه سل سنة اسی میں ہے ونقلوا الاجماع علی جواز الرقی بالقران واذکار الله تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں ہے رقیہ بقرآن واسمائے الٰہی جائزست باتفاق وماسوائے آں ازکلمات اگرمعلوم باشد معانی آں ومخالف ودین وشریعت رانیز جائز ہاں جس کی برائی معلوم ہو جیسے بعض تعویذوں میں شیطان فرعون ہامان نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں بسم الله ط سوسا حاسوسا ماسوسا یا بعض تعویذوں عزیمتوں میں علیقا ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی القلوب حقیقا یہ ناجائز ہے مگر نامعلوم المعنے لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعان علم ظاہر وباطن سے بروجہ صحیح مروی ہوتو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں یا رب مگر بعضے کلمات باشد کہ ازثقات معلوم شدہ است خواندن آں واز مشائخ متواتر آمدہ است چنانکہ درحرز یمانی کہ آنرا سیفی می مانندو مانند آں میخوانند اسی میں اسمائے محبوبان خدا اسے رقیہ و تعویذ کی نسبت فرمایا تمسک وتوسل کہ بدوستان خداو اسمائے ایشاں می کند بسبب قرب ایشاں بدرگاہ حق ودرگاہ رسول وے میکنند واگر تعظیم میکنند ایشاں رابہمیں طریق بندگی خداو تبعیت رسول میکنند نہ باستقلال واستبداد ایں راقیاس برحلف بغیر خدا عزوجل نتواں کرو اقول (۱) اس پر دلیل روشن اور وہابیت کے سر پر سخت کوہ افگن امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ امام ابوبکر بن السنی تلمیذ جلیل امام نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا اذا کنت بوادتخاف فیھا السباع فقل اعوذ بدانیال و بالجب من شر الاسد جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہوتو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے کنویں کی شیر کے شر سے امام ابن السنی نے اس حدیث پر یہ باب وضع فرمایا باب مایقول اذا خاف السباع یعنی یہ باب ہے اس دعا کے

۱؎ ترجمہ علما نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آیات وذکر الٰہی سے رقیہ جائز ہے ۱۲

بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب حیاۃ الحیوان الکبری میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا و شعب الایمان بیہقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے بادشاہ کے خوف سے (جس سے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی کہ اس سال ایک لڑکا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہوئے بچے کو قتل کر رہا تھا) ان کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا شیر اور شیرنی ان کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے بخت نصر نے دو بھوکے شیر ایک کنویں میں ڈال کر ان پر دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو ڈلوا دیا شیر ان کو دیکھ کر (پلاؤ کتے کی طرح) دم ہلانے لگے۔ یہ حدیثیں لکھ کر امام دمیری نے فرمایا فلما ابتلی دانیال علیہ الصلاۃ والسلام بالسباع اولا واخراجعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذلك تمنع شر السباع التی لا تستطاع یعنی جبکہ دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کو شیروں کے بے قابو شر کا دفع کرنے والا کیا۔ اس سے بڑھ کر محبوبان خدا کے نام کا تعویذ کرنا اور کیا ہوگا جیسے مولیٰ علی ارشاد فرما رہے ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس روایت فرما رہے ہیں امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کر رہے ہیں اس کے بتانے کو کتاب میں خاص ایک باب وضع کر رہے ہیں طاغیہ گنگوہ کو اپنے فتاوے حصہ سوم صفحہ ۱۰ میں جب کچھ نہ بنی وہ حرکت مذبوحی کی کہ "وہاں نہ دانیال ہیں نہ ان کو کچھ علم ہے ان کو مفید اعتقاد کرنا شرک ہے بلکہ اللہ نے اس کلام میں تاثیر رکھدی ہے یہ مکروہ بوجہ ضرورت مباح کیا گیا جیسا اضطرار میں تو ریہ درست ہو جاتا ہے یہ گنگوہی کی تمام سعی ہے مسلمان دیکھیں اولاً قطع نظر اس سے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو کہنا کہ نہ ان کو کچھ علم ہے اور انہیں مفید اعتقاد کرنے کو شرک بتانا قدیم علت وہابیت ہے جس کے رد کو ہمارے رسائل کثیرہ کافی اسی دوہائی دینے میں کلام کیجئے گنگوہی جی اسے فقط مکروہ بولے اور ان کا امام الطائفہ اپنی تفویت الایمان میں لکھ رہا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض

جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں دیکھے وہ کافر مشرک صاف صاف کہہ رہا ہے آپ نرے مکروہ پر ٹالتے ہیں ہاں در پردہ آپ بھی توریہ کی مثال دے کر کفر کہہ گئے ہیں ثانیا وہ کونسی ضرورت ہے جس کے لیے یہ تفویت الایمانی صریح کفر وشرک بولنا جائز ہوگیا ذرا سنبھل کر بتایئے اور اپنے طائفہ وامام الطائفہ سے بھی مشورہ لے لیجئے اللہ عزوجل کے نام پاک کی دوہائی دینے میں یہ اثر ہے یا نہیں کہ بلا سے بچالے شیر کا شر دفع کردے اگر ہے تو دوسرے کی دوہائی کی ضرورت کب رہی کیا اسلامی کلمہ کہنے سے بھی بلا دفع ہوتی ہو اور آدمی کفر بولے تو یہ اضطرار و مجبوری کہا جائے گا۔ کیا وہ کافر ہوگا ضرور ہوگا اور اگر نہیں تو صاف لکھ دو کہ اللہ کی دوہائی دینے سے بلا نہیں ٹلتی دانیال کی دوہائی کام دیتی ہے اس وقت آپ کے طائفہ میں جو گت بنے وہ قابل تماشا ہوگی اور ہم تکفیر سے زیادہ کیا کہیں گے جو حرمین شریفین سے آپ کے لیے آچکی ثالثا حدیث میں خاص اس وقت کا ذکر نہیں جب شیر سامنے آجائے اور حملہ کرے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا اندیشہ ہی کیا اگر کافر نہ سامنے ہو نہ ڈرائے دھمکائے صرف اس اندیشہ سے کہ شاید کوئی کافر آکر دھمکائے کلمہ کفر بولتے رہیے گا رابعا اللہ عزوجل نے اس کلام میں دفع بلا کا اثر رکھدیا ہے یہ اثر برکت و پسند کا ہے جیسا ذکر الٰہی میں یا غضب و ناراضی کے ساتھ ہے جس طرح جادو میں۔ بر تقدیر اوّل اللہ عزوجل کی پسند کو مکروہ رکھنے والا کون ہوتا ہے اور وہ جو اسے کفر و شرک بتائے کیسا ہے بر تقدیر دوم مولیٰ علی جادو سکھانے والے ہوئے اور ابن عباس اس کے بتانے والے اور ابن السنی اس کے پھیلانے والے اور تفویت الایمانی دھرم پر کافر و مشرک۔ مولیٰ علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی شان تو عظیم اعلیٰ ہی کیا امام ابن السنی یا امام دمیری آپ کے دھرم میں آپ کے امام الطائفہ کے دادا طریقۃً پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مثل ہیں جو ناد علی اور یاعلی یا علی اور یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیأ اللہ قبروں کا طواف بتا کر تفویت الایمانی دھرم پر مشرک و مشرک گر ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم خیران کفر پسندوں کو جانے دیجئے محبوبوں کے ناموں کے بعض

تعویذ اور سینے (۲) مواہب شریف میں امام ابو بکر احمد بن علی سعید ثقہ حافظ الحدیث سے ہے مجھے بخار آیا امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ تعویذ مجھے لکھ کر بھیجا بسمہ اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ و باللہ و محمد رسول اللہ یا نارکونی بردا وسلما الخ یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی جا الی آخرہ (۳) فتح الملک المجید میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے سار عیسیٰ بن مریم و یحیی بن زکریا علی نبینا الکریم و علیھم الصلاۃ والتسلیم فی بریۃ اذرأیا و حشیۃ ما خضا فقال عیسے لیحیی علیھما الصلاۃ والسلام قل تلک الکلمات حنۃ ولدت مریم و مریم ولدت عیسے الارض تَدْعُوْكَ ایھا المولود اخرج ایھا المولود بقدرۃ اللہ تعالیٰ یعنی سیدنا عیسیٰ وسیدنا یحییٰ علی نبینا الکریم وعلیہما الصلاۃ والسلام نے جنگل میں کوئی وحشی مادہ دیکھی جسے بچہ پیدا ہونے کا درد تھا عیسے علیہ السلام نے یحیے علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا یہ کلمے کہیے حنہ سے مریم پیدا ہوئیں مریم سے عیسے پیدا ہوئے اے مولود تجھے زمین بلاتی ہے اے مولود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہو راوی حدیث امام ثقہ ثبت حافظ الحدیث حماد بن زید فرماتے ہیں آدمی ہو یا جانور جسی وردہ ہو یہاں تک کہ بکری جس کے بچہ پیدا ہونے میں مشکل ہو اس کے پاس یہ کلمات کہو بچہ ہو جائے گا (۴) امام دمیری نے سانپ کا زہر اتارنے کی دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ سے فرمایا اس میں ہے سلم علی نوح فی العلمین و علی محمد فی المرسلین نوح نوح قال لکم نوح من ذکر فی فلا تلدغوہ سلام ہو نوح پر جہاں والوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ رسولوں میں۔ نوح نوح۔ تم سے حضرت نوح نے فرمادیا تھا کہ جو میری یاد کرے اسے نہ کاٹنا (۵) امام ابو عمر ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا بلغنی ان من قال حین یمسی سلم علی نوح فی العلمین لم تلدغہ عقرب مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت کہے سلام ہو نوح پر سارے جہاں میں اسے بچھو نہ کاٹیگا (۶) یہی عمل امام عمرو بن دینار تابعی ثقہ تلمیذ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور اس میں یوں

ہے قال فی لیل اونہا رسلم علیٰ نوح فی العلمین دن میں کہے خواہ رات میں (۷) یہی امام اجل ابو القاسم قشیری قدس سرہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا اور اس میں ہے حین یمسی و حین یصبح سلم علی نوح فی العلمین صبح شام دونوں وقت کہے الکل فی حیاۃ الحیوان (۸) نیز امام دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہل خیر سے روایت کیا ان اسماء الفقھاء السبعۃ الذین کانوا بالمدینۃ الشریفۃ اذا کتبت فی رقعۃ و جعلت فی القمح فانہ لا یسوس ما دامت الرقعۃ فیہ یعنی مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہائے کرام کے اسمائے طیبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھدیا جائے تو جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا ان کے اسمائے طیبہ یہ ہیں عبید اللہ عروہ قاسم سعید ابوبکر سلیمان خارجہ رضی اللہ عنہم (۹) اسی میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا ان اسماء ھم اذا کتبت وعلقت علی الراس او ذکرت علیہ ازالت الصداع ان فقہائے کرام کے نام اگر لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دم کیے جائیں تو دردسر کھو دیتے ہیں (۱۰) نیز زیرو جاج بعض علمائے کرام سے نقل فرمایا جس نے کھانا زیادہ کھالیا اور بدہضمی کا خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین بار یہ کہے اَللَّیْلَۃَ لَیْلَۃِ عِیْدِیْ یَاکَرِشِیْ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّدِیْ اِبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِی اے میرے معدے آج کی رات میری عید کی رات ہے اور اللہ راضی ہو ہمارے سردار حضرت ابو عبد اللہ قریشی سے یہ سیدی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قریشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے ۶ ذی الحجہ ۵۹۹ کو بیت المقدس میں انتقال فرمایا۔ اور اگر دن کا وقت ہو تو اللیلۃ لیلۃ عیدے کی جگہ الیوم یوم عیدی کہے (۱۱) حضرت مولنا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں من جملۃ کراماتہ من ذکرہ عند توجہ الاسد الیہ انصرف عنہ ومن ذکرہ فی ارض مبقاقۃ اند فع البق باذن اللہ تعالیٰ ان کی کرامتوں سے ہے کہ جس پر شیر جھپٹا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس جائے گا اور جہاں مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ

تعالیٰ یہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خادموں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے ۵۶۴ میں وصال ہوا (۱۲) اب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعض اقوال ان کے رسالہ قول الجمیل سے لکھیں اور ان کی عربی عبارت پھر ترجمے سے اولیٰ یہ کہ شفاء العلیل میں مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ ہی ذکر کریں کہ وہ بھی معتمدین وہابیہ سے ہیں تو ہر عبادت دوہری شہادت ہوگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے (۱۳) اسی میں ہے یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے (۱۴) اسی میں تعویذ تپ میں ہے یا ام ملدم ان کنت مؤمنة فبحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانکنت یہودیة فبحق موسیٰ الکلیم علیہ السلام وان کنت نصرانیة فبحق المسیح عیسے بن مریم علیہ السلام ان لا اکلت لفلان بن فلانة محما الخ یعنی اے بخار اگر تو مسلمان ہے تو محمد ﷺ کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اور نصرانی ہے تو عیسے علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے (۱۵) اسی میں ہے جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے پھر یہ لکھے بحق مریم وعیسے انا صالحا طویل العمر بحق محمد وآلہ یعنی صدقہ مریم وعیسےٰ کا نیک بیٹا بڑی عمر کا صدقہ محمد اور ان کی آل کا ﷺ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۲: اگر حاضرات سے احوال دریافت کرے وہ درست ہے یا نہیں۔ منقول از فتاوی افریقہ۔

الجواب: اقوال یونہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کیلئے ہو اور اس میں شیاطین سے استعانت نہ ہو جائز ہے حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں اسکے بہت طریقے لکھے اور حضرت علامہ شیخ احمد شناوی مدنی قدس سرہ نے ضمائرا سرائر الالہیہ میں مشرح کیے یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے

اپنے اشیاخ سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے اور سب سے اجل و اعظم یہ کہ امام اوحد سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں ائمہ اجلہ عارفین باللہ حضرت سید تاج الملۃ والدین ابوبکر عبد الرزاق و حضرت سید سیف الملۃ والدین ابوعبداللہ عبدالوہاب و حضرت عمر کیماتی و حضرت عمر بزار و حضرت ابوالخیر بشیر بن محفوظ قدست اسرارہم سے باسانید صحیحہ روایت کیا کہ ان سب حضرات سے حضرت ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ ہجری میں بیان کیا کہ ۵۳۷ میں ان کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا سولہ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا یہ بارگاہ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے ارشاد فرمایا آج اذهب الليلة الى خراب الكرخ واجلس على التل الخامس وخط عليك دارة في الارض و قل وانت تخطها بسم الله على نية عبد القادر آج رات ویرانہ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو بسم الله على نية عبد القادر (رضی اللہ تعالی عنه) جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا اس سے کہنا (حضور سید) عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا حضرت ابوسعید عبداللہ فرماتے ہیں میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا مہیب صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا وہ گروہ گروہ گزرتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جن کی فوجیں تھیں بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی تیرا کیا کام ہے میں نے کہا حضور سید عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا بادشاہ نے ہمراہیوں سے

کہا کس نے یہ حرکت کی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے بادشاہ نے اس سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے زیر سایہ سے لے گیا کہا یہ میرے دل کو بھا گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی میں نے کہا میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکم حضور کے ماننے میں کیا کہا ہاں وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہے پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرتا ہے جن وانس سب پر اسے قابو دیتا ہے انتہے ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر شرح فقہ اکبر میں ہے لا یجوز الاستعانة بالجن فقدذم الله الكافرين على ذلك فقال وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا و قال تعالى ويوم نَحْشُرَهُمْ جميعا يمعشر الجن قد استكثرتم من الانس وقال اوليهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض الاية فاستمتاع الانسى بالجنى فى قضاء حوائجه و امتثال اوامره و اخباره بشىء من المغيبات و نحوذلك واستمتاع الجنى بالانسى تعظيم اياه واستعانته به واستغاثة به وخضوعه له یعنی جن سے مدد مانگنی جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے اسپر کافروں کی مذمت فرمائی کہ کچھ آدمی کچھ جنوں کی دوہائی دیتے تھے تو انہیں اور غرور چڑھا اور فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اکٹھا کر کے فرمائے گا اے گروہ شیاطین تم نے بہت آدمی اپنے کر لیے اور ان کے مطیع آدمی کہیں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔ آدمی نے شیطانوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی حاجتیں روا کیں ان کا کہنا مانا ان کو کچھ غیب کی خبریں دیں وعلی ہذا القیاس اور شیطانوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی تعظیم کی ان سے مدد مانگی ان سے فریاد کی ان کے لیے جھکے انتہی اور قوم جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے اللہ عزوجل نے انسان کو ان پر فضیلت بخشی ہے ولہذا فتاوے سراجیہ پھر فتاوے ہندیہ اور منیۃ المفتی پھر شرح الدرر للنابلسی

پھر حدیقہ ندیہ میں ہے اذا احرق الطیب او غیرہ الجن افتی بعضھم بان ھذا فعل العوام الجھال یعنی قوم جن کیلئے خوشبو وغیرہ جلانے پر بعض فقہا نے فتویٰ دیا کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے۔ ہاں تعظیم آیت و اسماء وضیافت ملائکہ کے لئے بخور سلگائے تو حسن ہی اس فعل سے غرض صحیح کی اعلیٰ مثال وہ ہے کہ ابھی بہجۃ الاسرار شریف سے گزری اور غرض نامحمود یہ کہ مثلاً صرف ان سے ربط بڑھانے کے لیے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانہ جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ سوال میں جو غرض ذکر کی کہ دریافت احوال کیلئے اس میں جائز و ناجائز دونوں احتمال ہیں اگر ایسا حال دریافت کرنا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا حال کا واقعہ ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز جیسا واقعہ مذکورہ حضرت ابو سعید میں تھا اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کر کے موکلاں جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا فلاں کام کا انجام کیا ہوگا یہ حرام ہے اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بدتر۔ زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور بیچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ سے اس کا دروازہ بند ہو گیا آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورۂ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر مسند احمد وسنن اربعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول اواتی امرأۃ حائضا اواتی امرأۃ فی دبرھا فقد بریٔ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قرب کرلے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا اس چیز سے کہ محمد ﷺ پر اتاری گئی ۲ مسند احمد و صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی عرافافساله عن شیء لم تقبل له صلاة اربعین لیلة جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو مسند احمد و صحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من أتی عرافا اوکاھنا فصدقه بما یقول فقدکفر بما انزل علی محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم جو کسی غیب گویا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہو اس چیز سے جو اتاری گئی محمد ﷺ پر معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی کاھنا ساله عن شیء حجبت عنه التوبة اربعین لیلة فلن صدقه بما قال کفر جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین در بارہ کہانت ہے المرادھنا الا ستخبار من الجن عن امر من الامور کعمل المندل فی زماننا یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل اقول پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں ولہٰذا حدیث اوّل میں اسے جماع حائض ووطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث صورت کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔ اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقین بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے قال تعالٰی علم الغیب فلا یظهر علی غیبه احد الامن ارتضی من رسول اللہ عالم الغیب ہے، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو جامع

الفصولین میں ہے المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون اور جن سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی تو اس فرع تاتارخانیہ میں کہ یکفر بقولہ انا اعلم المسروقات اوانا خبر باخبار الجن ایای یعنی جو کہے میں گمی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔ یہی صورت دعائے علم قطعی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہی اس مسئلہ میں کلام مجمل اور تفصیل کیلئے اور محل واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔

مسئلہ ۱۰۳،۱۰۴: صاحب زکوٰۃ پر قربانی کرنا واجب ہے اگر ایک ہی مکان میں عمرو اور دیگر برادران دو چار ساتھ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی سب کی ساتھ میں جمع کرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی سب مل کر ایک ہی جگہ نکالتے ہیں اب اگر وہ سب برادران مل کر ایک ہی بکرا قربانی کریں تو جائز ہے یا نہیں اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے اور ہر ایک بندہ پر جدا جدا قربانی کرنے کا کب حکم ہوگا اس کا اندازہ کتنی طاقت کے بعد ہوگا جیسا کہ زکوٰۃ کا اندازہ یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو سوائے قرض کے تو اس کو سو روپے پیچھے ڈھائی زکوۃ دینا فرض ہے اسی طرح ہر ایک برادر پر جدا جدا قربانی کرنا کب واجب ہے

الجواب: قربانی واجب ہونے کو صرف اتنا درکار کہ اس وقت اپنی حاجات اصلیہ سے فاضل چھپن روپے کے مال کا مالک ہو خواہ وہ مال کسی قسم کا ہو اور اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اور زکوۃ فرض ہونے کے لئے شرط ہے کہ یہ مال خاص سونا چاندی ہو یا تجارت کا یا چوپائے کہ اکثر سال جنگل میں چھوٹے چریں اور سال گزرنا لازم ہے جس شریک کا مال مشترک میں جو حصہ ہے اور اس کے سوا جو اس کی خاص ملک ہے وہ ملا کر اگر اس وقت چھپن روپے کی مالیت ہو اور اس کی حوائج اصلیہ سے فاضل ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس شریک کا حصہ مع اپنے خاص مال کے چھپن روپے سے کم ہو یا اس پر قرض وغیرہ ہے جس کے سبب حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں پھر اگر دو یا زائد شریک ایسے ہیں جن پر وجوب کا حکم ہے تو انکا ایک بکری کر دینا کافی نہ ہوگا ایک کی بھی قربانی ادا نہ

ہو کہ بکری بھیڑ میں حصے نہیں ہو سکتے ہاں اونٹ یا گائے کریں اور شریک سات سے زیادہ نہ ہوں تو سب کی ادا ہو جائے گی اور آٹھ ہوں تو کسی کی بھی ادا نہ ہو گی غرض اس صورت میں ہر شریک پر واجب ہے کہ اپنی اپنی قربانی جدا کرے زکوۃ اگر یکجائی نکالتے ہیں حرج نہیں کہ مجموع کا چالیسواں حصہ ہر ایک کے جدا جدا چالیسویں حصوں کا مجموعہ ہے یا اس سے زائد جبکہ جدا حصے میں عفو نکلتا ہو اور جمع سے نہ رہے جس کا بیان ہمارے رسالہ تجلی المشکوۃ لانارۃ اسئلہ الزکوۃ سے ظاہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: قربانی کرنا شرطاً ایک دنبہ یا بکرا ہے اور وہ قربانی قیامت میں پل پر سواری ہو گی اب اگر زید قربانی کا بکرا ذبح نہ کرے اور اس بکرے کی قیمت دوسرے شہر میں مسجد یا مدرسہ میں بھیج دے تو درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ درست ہے جب مکہ معظمہ میں حج کے ایام میں قربانیاں کروڑوں ہوتی ہے اور پھر ایک کھڈ میں ذبح کر کے کیوں پھینک دیتے ہیں ان کی قیمت حرمین شریفین میں کیوں نہیں دیتے کیا وہاں قربانی کی قیمت دینا جائز نہیں ہے اور دیگر بلاد میں جائز ہے۔

الجواب: جس پر قربانی واجب ہے وہ اگر ایام قربانی میں بجائے قربانی دس لاکھ اشرفیاں تصدق کرے قربانی ادا نہ ہو گی واجب نہ اترے گا گنہگار مستحق عذاب رہے گا درمختار میں ہے[۱] رکنھا ذبح فتجب الراقۃ الدم ردالمحتار میں نہایہ سے ہے[۲] لان الاضحیۃ انما تقوم بھذا الفعل فکان رکنا آجکل نیچریوں نے اپنے چندے بڑھانے کو یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ قربانی نہ کرو ہمارے چندے میں دے دو یہ شریعت مطہرہ پر انکا افترا ہے ہمارے فتاوے میں اس کا مفصل رد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: خون تھوڑا یا زیادہ کھانا حرام ہے اب قربانی کا خون چکھنا حرام ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ قربانی کا خون ذبح کے وقت اپنی انگلی بھر کے چکھنا درست ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول باطل ہے خون مطلقاً حرام ہے قربانی کا ہو یا کسی کا۔ بہت ہو یا

[۱] ترجمہ قربانی کی حقیقت کا جز ذبح کرنا ہے تو خون بہانا ہی ضرور ہے [۲] ترجمہ اسلئے کہ قربانی اسی فعل ذبح سے متحقق ہوتی ہے تو ذبح اس کی حقیقت کا جز ہوا۔

تھوڑا۔ رگوں کا خون تو نص قطعی قرآن کریم حرام قطعی ہے قال تعالیٰ او دما مسفوحا ذبح کے بعد جو خون گوشت سے نکلتا ہے وہ بھی ناجائز ہے یونہی جگر یا تلی کا خون[1] کما فی البحر المحیط جامع الرموز وغیرھما اور دل کا خون تو خود نجس ہے اور ہر نجس حرام۔ حلیہ وقنیہ و تجنیس وعتابیہ وخزانۃ الفتاوی وغیرہا میں ہے[2] دم قلب الشاۃ نجس واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷، ۱۰۸: ایک مسجد کی ملکیت دیگر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں مسجد کا پیسہ مدرسہ میں خرچ کرے تو درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: دونوں صورتیں حرام ہیں مسجد جب تک آباد ہے اس کا مال نہ کسی مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے نہ دوسری مسجد میں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں سو چٹائیاں یا لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری مسجد میں ایک بھی نہ ہو تو جائز نہیں کہ یہاں کی ایک چٹائی یا لوٹا دوسری مسجد میں دیدیں درمختار میں ہے[3] اتحد الواقف والجھۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ لانھما حینئذ کشیء واحد وان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجد او مدرسۃ ووقف علیھما اوقافا لا یجوز لہ ذلک ردالمحتار میں ہے السجد[4] لا یجوز نقل مالہ الی مسجد اخر واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۹: مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ خراب ہو جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ جو چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز ہے مگر اسے بے ادبی کی جگہ نہ لگائے درمختار میں ہے حشیش المسجد وکناستہ لا یلقے فی موضع یخل بالتعظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ترجمہ جیسا کہ بحر محیط و جامع الرموز وغیرہ ہما میں ہے [2] ترجمہ بکری کی دل کا خون ناپاک ہے [3] ترجمہ دو وقفوں کا واقف بھی ایک ہو اور ایک ہی چیز پر وقف ہوں ان میں ایک کی آمدنی کم ہو جائے تو حاکم کو جائز ہے کہ دوسرے وقف کی بچت سے اس پر خرچ کرے اس لئے کہ اس حالت میں وہ دونوں گویا ایک ہی چیز ہیں اور اگر واقف دو ہوں یا جدا جدا چیزوں پر وقف ہوں جیسے دو شخصوں نے دو مسجدیں بنائیں ایک شخص نے ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنایا اور ان پر جائدادیں وقف کیں تو اب حاکم کو بھی جائز نہیں کہ ایک کا مال دوسرے میں صرف کرے [4] ترجمہ جائز نہیں کہ ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کو لیجائیں۔

[5] ترجمہ مسجد کا گھاس کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جس سے اس کی تعظیم میں فرق آئے ۱۲

مسئلہ ۱۱۰: عمر نے اپنے فرزند کا عقیقہ کیا ہے اور بکرے کی ہڈیاں توڑ ڈالے یعنی سانڈھے کے سوائے سب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے تو وہ جائز ہے یا نہیں اور بعض علما منع کرتے ہیں کہ سوائے سانڈھے کے عقیقہ کے بکرے کی ہڈی نہیں توڑنا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے ممانعت کہیں نہیں ہاں بہتر نہ توڑنا ہے کہ اس میں بچے کے اعضاء سلامت رہنے کی فال ہے ولہذا کہا گیا کہ یہ گوشت میٹھا پکانا بہتر کہ بچے کی شیریں اخلاقی کی فال ہو سراج وہاج میں ہے[۱] المستحب ان یفصل لحمہا ولا یکسر عظمہا تفاؤلا بسلامۃ اعضاء الولد شرعۃ الاسلام وفصول علائی میں ہے [۳] لا یکسر للعقیقۃ عظم شرح حصن حسین للعلامۃ علی القاری میں ہے[۴] ینبغی ان لا یکسر عظامہ تفاؤلا فتاوے فتاوے حامد یہ پھر عقود دریہ میں شرح جناب علامہ ابن حجر سے مع تقریر ہے [۵] حکمہا کاحکام الاضحیۃ الاانہ لیس طبخہا وبحلو تفاؤلا بحلاوۃ اخلاق المولود ولا یکسر عظمہا وان کسر لیکرہ اشعۃ اللمعات میں ہی و در کتب شافعیہ مذکور ست کہ اگر پختہ تصدیق کنند بہتر ست و اگر شیرین پزند بہتر بجہت تفاؤل بحلاوت اخلاق مولود اسی میں اس سے اوپر ہے نزد شافعی استخوانہائے عقیقہ می شکنند ونزد مالک نے اھ اقول قضیہ ایں نقل آنست کہ نزد مالک ممنوع باشد کہ اولویت ترک خود منصوص شافعیہ است واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱: ایک شہر میں سب لوگ نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا گیا اور مسجد نام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادتگاہ بد دعا نہ کرے اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں اور اس مکان میں جمعہ وعیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور لکڑی کا منبر بھی رکھا گیا ہی اور پیش امام بھی ہے تو وہ عبادتگاہ میں فقط محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہوگا یا نہیں اور اس میں دنیا کی باتیں کرنی درست ہے یا نہیں۔

---

[۱] ترجمہ مستحب ہے کہ عقیقہ کی بوٹیاں بنائیں اور ہڈی نہ توڑیں بچے کے اعضا سلامت رہنے کی فال کیلئے [۳] ترجمہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑیں [۴] ترجمہ مناسب ہے کہ اس کی ہڈیاں نہ توڑیں کہ اچھی فال ہو [۵] ترجمہ عقیقہ کا حکم قربانی کی طرح ہے مگر اس کا پکانا سنت ہے اور میٹھا پکائیں کہ اس میں بچے کی عادتیں میٹھی ہونے کی فال ہے اور اس کی ہڈیاں نہ توڑیں اور توڑیں تو مکروہ نہیں۔

الجواب: جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اسے کسی محدود مدت سے مقید نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت دیتے ہیں اور اس میں نماز حتی کہ جمعہ وعیدین تک ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے اس میں دنیا کی باتیں ناجائز اور تمام احکام احکام مسجد۔ مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں نہ محراب نہ ہونا کچھ منافی مسجدیت۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی محراب نہیں خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ کہا ہو کہ اسے مسجد کیا اس میں محراب کہاں سے آئے گی ذخیرہ وہندیہ وخانیہ وبحر وطحطاوی میں ہے[1] رجل له ساحة لا بناء فيها امر قوما ان يصلوا فيها بجماعة فهذا على ثلثه اوجه ان امرهم با لصلاة فيها ابدا نصا بان قال صلوا فيها ابدا اوامرهم بالصلاة مطلقا ونوى الابدصارت الساحة مسجدا وان وقت الامر باليوم والشهر اوالسنة لا تصير مسجد لومات يورث عنه درمختار میں ہے یزول ملكه عن المسجد بالفعل ويقوله جعلته مسجدا یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے ایک یہ کہ زبان سے کہدے میں نے اسے مسجد کیا دوسرے سے یہ نہ کہے اور اس میں نماز کی اجازت بلا تحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں بحر الرائق میں ہے[2] لا يحتاج في جعله مسجدا قوله و قفته ونحوه لان العرف جار بالاذن في الصلاة على وجه العموم والتخلية بكونه وقفا على هذه الجهة فكان كالتعبيربه اسی میں ہے[3] بنى في فنائه في الرستاق دكانالاجل الصلاة يصلون فيه بجماعة كل وقت فله حكم المسجد اقول بلکہ اگر نماز کیلئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کردے مثلاً کہے میں نے یہ زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر

---

[1] ترجمہ مسجد ہونے کو کچھ ضرور نہیں کہ زبان سے کہے میں نے اسے وقف کیا یا اور کوئی لفظ اس کے مثل (مثلاً مسجد کیا) اس کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ عرف جاری ہے کہ نماز کی عام اجازت دے کر زمین اپنے قبضہ سے جدا کر دینا نماز کے لئے وقف ہی کرنا ہے تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہتا کہ اسے مسجد کیا[2] ترجمہ گاؤں میں اپنی پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کے لئے بنالیا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے۔

میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے زمین موقوف پورے ہو گئے اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں اسکی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑا چھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلقہ نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں تو البتہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد۔ یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ زمین مذکور جسے بالاتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمین بجائے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل مالک بھی اس میں شامل ہو یا اس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو۔ ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی مملوک زمین بے اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے ہرگز نہ وقف ہوگی نہ مسجد اگرچہ سب اہل شہر نے بالاتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا بحر الرائق میں ہے[۱] فی الحاوی القدسی من بنی مسجدا فی ارض مملوکة له الخ فافادان من شرطه ملك الارض ولذا قال فی الخانية لوان سلطانا اذن لقوم ان يجعلوا ارضا من اراضيا لبلدة حوانيت موقوفة علی المسجدا وامرهم ان يزيد و افی مسجد هم قالوا ان كانت البلدة فتحت عنوة و ذلك لا يضر بالمارة والناس ينفذ امر لسطان فيها وان كانت فتحت صلحا لا ينفذ امر السطان لان فی الاول تصير ملكا للغانمين فجاز امر السلطان فيها و فی

---

[۱] ترجمہ حاوی قدسی میں ہے جس نے اپنی مملوک زمین میں مسجد بنائی اس سے ثابت ہوا کہ مسجد ہونے کے لئے شرط ہے کہ بانی اس زمین کا مالک ہو اسی لئے فتاوی قاضی خان میں فرمایا کہ اگر سلطان نے لوگوں کو اجازت دی کہ شہر کی کسی زمین پر دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں یا حکم دیا کہ یہ زمین مسجد میں ڈال لو علما نے فرمایا اگر وہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور وہ دکانیں بنانا یا مسجد میں اس زمین کا شامل کر لینا راستہ تنگ نہ کرے نہ عام لوگوں کو اس میں نقصان ہو تو وہ حکم سلطان نافذ ہو جائے گا اور اگر شہر صلح سے فتح ہوا تو نہیں کہ پہلی صورت میں شہر کی زمین بیت المال کی ملک ہو گئی تو اس میں سلطان کا حکم جائز ہے اور دوسری صورت میں اصل مالکوں کی ملک رہی تو سلطانی حکم اس میں نفاذ نہ پائے گا۔

الثانی تبقے علی ملك ملاکھا فلا ینفذ امرہ فیھا ردالمحتار میں ہے[ع] شرط الوقف التأبید والارض اذا کانت ملکا لِغَیْرِہٖ فلما لك استردا دھا یہ بیان بغرض تکمیل احکام تھا سوال سے ظاہر وہی پہلی صورت ہے تو اس کے مسجد ہونے میں شک نہیں اور اس کا ادب لازم واللہ تعالٰی اعلم۔

ع ترجمہ وقف کی شرط ہمیشگی ہے اور زمین جب دوسرے کی ملک ہو تو مالک اسے واپس لے سکتا ہے۔

بشارتِ جلیلہ

تحریر جناب حاجی اسمٰعیل میاں صاحب

صفائح اللجین صفحہ ۴ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے صحیح بخاری میں ۱ ابو ہریرہ اور صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ۲ عبد اللہ بن عباس اور احمد و ابن ماجہ خزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ ۳ اور مسند احمد میں ۴ ام المومنین صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ ۵ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی وھذا لفظ الطبرانی حضور مفیض النور ﷺ فرماتے ہیں ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل اوتری لہ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھی جائے اسی طرح احادیث اس بارہ میں متواتر اور اس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی ﷺ سے متواتر ان کی تفصیل موجب تطویل اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اذاری احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا غیرہ جب تم میں کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے چاہیے کہ اس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے فقیر اللہ عزوجل و محمد رسول اللہ ﷺ کے خوف کو اپنے سامنے رکھ کر اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ فقیر بینوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا میرے سردار میرے آقا مولانا عالم عالمہ محب سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت حاجی احمد رضا خاں صاحب غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائیں۔ مولانا صاحب اب اصل خواب کی صورت یہ ہے کہ فقیر کا مکان ملک کاٹھیاوار میں موضع لالپور ہے وہاں ہمارے بڑے بزرگ میاں شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مطہر ہے اس میں مسجد ہے اب

میں کیا دیکھتا ہوں کہ جمعہ کا دن ہے اور حضور وہاں تشریف لائے ہیں بعد نماز جمعہ آپ منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے ہیں اور میرے والد صاحب آپ کے سیدھے بازو کھڑے ہیں اور میں سامنے حضور کے کھڑا ہوں میرے والد صاحب کی زندگی اللہ عزوجل زیادہ کرے وہ مجھے فرماتے ہیں فرزند دیکھو یہ مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں اس وقت فقیر حضور کے پاس آ کر دست و پا پر بوسہ دیا اور پاؤں مبارک کو چپی کرنے لگا آخر جب حضور وعظ ختم کر چکے بعد فقیر حضور کے سامنے تمہید ایمان سے وعظ کہنا شروع کیا اور یہ آیت کریمہ پڑھنی شروع کی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ فقیر زار زار روتا ہے اور بیان کرتا ہے اور حضور کو میں نے اس صورت سے پایا کہ پوشاک سفید پہنے ہوئے یعنی زار و جبہ سفید ہے اور سر پر ٹوپی باریک ململ کی ہے اور قد مبارک آپ کا دراز ہے اور منہ کا رنگ گندمی ہے اور بدن پتلا اور سر پر بال ہیں وہ دوش تک لٹکتے ہیں اسی صورت سے فقیر عفی عنہ نے تین جمعہ تک خواب دیکھا ہے اور اسی طرح حضور وعظ فرماتے ہیں اور فقیر بھی وعظ کرتا ہے الحمد للہ فقیر نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس خواب میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی قدم بوسی میں سال بھر یا کچھ کم زیادہ رہ کر قدرے علم حاصل کروں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بشارت دوم

دوسرا خواب ماہ ذیقعدہ تاریخ ۲۷ روز چہارشنبہ اور شب پنجشنبہ کو فقیر بعد نماز عشا کے اپنے ورد وظیفے کے بعد اپنے مکان میں آ کر ان مسائل میں تقریظ اوّل مولنا علامہ شیخ صالح کمال کی لکھ کر سو گیا فجر کے وقت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو دنبے بڑے موٹے عمدہ کھڑے ہیں میں نے اپنی زبان سے کہا کہ ماشاء اللہ کیا مضبوط دو دنبے قربانی کے لائق کھڑے ہیں چھری لی اور دونوں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا بعد روح نکلنے

کے فقیر پوست جدا کرنے کو نزدیک گیا اتنے میں قدرت الٰہی سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں دنبے حرکت میں آئے اور کھڑے ہو گئے اور دونوں کی شکل شیر کی بن گئی اور دونوں نے میرے مارنے کا قصد کیا جب میں نے کہا تمہاری طاقت نہیں ہے کہ تم مجھے مار لو جب بڑے زور کے ساتھ حملہ میرے مارنے کا کیا اتنے میں بفضلہ تعالیٰ میرے سامنے ایک مکان عالیشان نورانی ظاہر ہوا فقیر اس مکان میں داخل ہوا اور دونوں شیر مارنے کو میرے سامنے آئے جب میں نے کہا ہرگز تم مجھے نہ مار سکو گے اور اسی وقت میں نے نماز کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کہی کہ اللہ اکبر یہ لفظ نکلنا تھا کہ وہ دونوں شیر ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت سوم

عزہ محرم شریف ۱۳۳۶ھ پنجشنبہ کو خواب میں چار سور نے مجھ پر حملہ کیا مگر بفضلہ تعالیٰ کارگر نہ ہوئے اور اس خاکسار نے تین سور کو ایک مکان میں قید کر دیا اور ایک اس کی ماں باقی رہ گئی اس نے میرے مارنے کا قصد کیا آخر کارگر نہ ہوئی۔ یہ مسکین ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں جماعت سے عصر کی نماز پڑھی بعد نماز ایک مولانا صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار دلائل کی منزل یوم الخمیس پڑھنے لگا اور وہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ دیگر اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ یہ ہر ایک دعا تین تین بار پڑھی بعد ختم منزل قیام میں کھڑا ہو کر ہماری شفاعت کے کرنے والے جناب پاک محمد مصطفےٰ ﷺ پر سلام پڑھنا شروع کیا کچھ دیر نہ ہوئی کہ بارش بڑی زور سے برسنا شروع ہوئی بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا تو میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل تیار ہے فاتحہ پڑھ کے کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا کیچڑ زانو میں لگی آخر کھڑا ہو گیا اور نیاز کھائی شیری تھی بعد طعام کے مغرب کی نماز پڑھی یہ خواب عبد المصطفےٰ ﷺ وسگ دربار جیلانی قدس سرہ العزیز و غلامان غلام العلما نے دیکھی اور بیدار ہوا اس کی تعبیر آپ بیان فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت چہارم

فقیر عفی عنہ نے خنزیروں کے واقعہ سے پہلے دیکھا کہ میں مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور ایک شخص کالی شکل کا میرے سامنے آیا اور میرے دونوں بازووں کو پکڑ کے میرا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرتا ہے فقیر نے کہا شیطان تجھے طاقت نہیں کہ میرا منہ تو قبلہ کی طرف سے پھیر دے اس نے بہت زور کیا آخر فقیر نے اس بدشکل کو نماز سے فارغ ہوکر زمین پر گرایا اور تین موٹھے اس کے منہ پر مارے آخر کے موٹھے مارنے سے زمین پر میرا ہاتھ لگا اور آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے میں زخم ہوگیا اور خون نکلا ابھی تک یہ زخم کی نشانی ہاتھ میں باقی ہے یہ اس کی تعبیر ہوئی اور حضور کی خوشی ہو تو خوابوں کو آخر رسالہ میں چھپوا دیں مگر خداوند کریم جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بڑائی یا تکبر کے واسطے نہیں کہتا اب خوشی حضور کی۔

الجواب: ۱؎ خَیْرٌ لَنَا وشرٌ لاعدائنا خیر تلقاہ اوشر توقاہ الحمد للہ رب العلمین خواب بحمد اللہ چاروں مبارک ہیں اللہ عزوجل دونوں جہاں میں مبارک فرمائے۔ آمین۔

خواب اوّل: میں یہ آیت کہ آپ نے تلاوت کی سورۂ فتح شریف کی ہے اور خواب میں اس کی کوئی آیت تلاوت کرنا دلیل فتح وظفر و برکات دنیا و آخرت ہے دین کو انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مدد پہنچے گی اور آپ کو ایک دعائے مستجاب ملے گی اور تعظیم حضور پرنور سید المحبوبین ﷺ کا وعظ دلیل محبت حضور وصدق ایمان وقبول رحمٰن ہے اور رونا کہ آواز سے نہ ہو دلیل فرحت وسرور خواب دوم میں دنبوں کی قربانی بلائے عظیم سے نجات ہے فدیہ بذبح عظیم دشمنوں کا دفع ہونا ہے خوف سے امن ہے ادائے دین ہے شفائے مرض ہے اور ان کا شیر ہو کر حملے کے قصد اور مکان نورانی میں برکت نماز ان سے نجات دلیل ہے کہ آپ کی حمایت دین سے اعدائے دین عاجز آ کر بذریعہ حکومت کچھ ایذارسانی کی تدبیر کریں اور رحمت

۱؎ ہمارے لئے خیر اور ہمارے دشمنوں کیلئے شر۔ خیر ہے کہ تم اسے پاؤ یا شر ہے جس سے تم بچائے جاؤ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

الٰہی ونور ایمان آپ کی حمایت کرے اعدا خائب وخاسر رہیں خواب سوم بالکل اس کے مشابہ ہے جو اس فقیر نے ۱۳۰۵ میں زمانہ تصنیف تجلی الیقین میں دیکھا تھا اس کتاب کے آخر میں اسے پائے گا وہیں سے تعبیر آپ کو ظاہر ہوگی مولی تعالیٰ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں اور بد مذہبوں پر غالب ومظفر رکھے گا اور ان کے فتنے آپ کے ہاتھوں بند ہوں گے اور ان کا حملہ آپ پر نہ چلے گا عصر کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے اور جماعت دین کی برکت اور دعا ردّ بلا اور دلائل کی منزل اللہ تعالیٰ کی رحمتیں درود دین برکتیں سلام۔ اور سلام عرض کرنا محبت و تعظیم حضور اقدس ﷺ پر دلیل ہے جو عین ایمان ہے اور بارش رحمت الٰہی ہے اور نیاز ختم دلائل باعث برکات ہے اور نیاز کا شیریں ہونا میٹھی مراد ہے اور دوڑنا جلدی کرنا ہے اس کے باعث پاؤں پھسلنا اور کیچڑ لگنا اشارہ ہے کہ جلدی نہ چاہیے اس سے لغزش ہوتی ہے مثلاً جلّ و علا کی جگہ (ج) اور ﷺ کی جگہ لکھنا یہ بھی جلدی ہی کی باعث ہے اور لغزش ہے اور کھڑا ہو جانا لغزش کا دور ہونا ہے بہرحال خواب سراسر برکت ہے۔

ج اب چہارم میں نماز مغرب مراد پوری ہونا ہے کہ وہ انتہائی نہار پر ہے باقی خواب ظاہر ہے کہ انشاء اللہ الکریم آپ کو شیطان لعین دینِ حق سے نہ پھیر سکے گا مولیٰ عزوجل حق پر قائم رکھے گا۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بد مذہب راہ راست پر آ گئے ہیں اس کتاب میں گستاخان رسول و گستاخان صحابہ و گستاخان اہل بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کیے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابل ستائش ہیں

خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے علاوہ کچھ آپ کی خصوصیات ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا موجب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

ارکان نماز میں سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدہ کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ﷺ لمبے لمبے سجدے کیوں کرتے تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ کی ابتداء اور انتہا بیان کی گئی ہے ایک سجدہ ہی ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے پاکستان میں اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

صاحب طرز ادیب، شعلہ نوا خطیب اور صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار

فقیر محمد ندیم باری

کی آسان، مختصر، منفرد، مستند، شہرہ آفاق کتب سیرت

اخلاق رسول

ابتدائی، بنیادی اور تعارفی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب سیرت ۔ دور جدید اور نسل نو کے تقاضوں کے عین مطابق۔ رسول پاک ﷺ کے اخلاقی اوصاف کا بیان، قرآن حدیث اور سنت کی روشنی میں اور بالترتیب حروف ابجد اردو میں ستائیس ایڈیشن کے بعد انگلش اور متعدد دیگر قومی زبانوں میں تراجم اسکی انتہائی مقبولیت کی روشن دلیل ہیں۔

انگریزی ترجمہ

"MUHAMMAD-THE BEST OF MUMANITY"

محمد ﷺ معلم اخلاق

شہرہ آفاق کتاب سیرت "اخلاق رسول ﷺ" کا دوسرا حصہ۔ رسول پاک ﷺ کے مزید اوصاف حمیدہ کا ذکر جمیل۔ جناب ندیم باری کے منفرد اور موثر انداز میں ثانوی کتاب سیرت ایک انتہائی خوبصورت پیشکش جس کے مطالعے کے بغیر "اخلاق رسول ﷺ" کا لطف مکمل نہیں ہوتا۔ یہ کتب نئی نسل کی کردار سازی کیلئے نصاب کا درجہ رکھتی ہیں۔

محمد ﷺ سب سے اچھے

خلاباز، امن پسند، ٹریڈر، آرکیٹکٹ، ٹاؤن پلانر، سفارتکار، ایڈمنسٹریٹر، کمانڈر، معیشت ساز، ضامن، دیمن رائٹس و محافظ ہیومن رائٹس وغیرہ۔ ان عنوانات سے ظاہر ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے راہبر و رہنما رسول پاک ﷺ ہیں۔
جدید اصطلاحات میں آج کے اہم ترین موضوعات پر مشتمل ایک تازہ کتاب سیرت۔
اس نایاب کتاب کا انگریزی ترجمہ "BEST OF THE BEST" کے عنوان سے جناب عبد الباسط سہیل ڈی سی او بھکر کے قلم سے دستیاب ہے۔ جسے یورپ میں ہاتھوں ہاتھ لیا جارہا ہے۔ اور اس کے بین الاقوامی زبانوں میں مسلسل تراجم ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ انتہائی اہم اور مفید کتاب سیرت ہے۔

ادب رسول پاک

اس دور میں کہ جب ہر کس و ناکس کو دعویٰ عشق رسول ﷺ ہے۔ سارے زمانے کو ادب و احترام رسول ﷺ سے آگاہ کرنے کی مبارک کاوش، اس اہم ترین موضوع پر شاید پہلے سے ایسی کتاب موجود نہیں اسلئے اس کا مطالعہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر گھر میں موجود ہونا لازمی ہے

(زیر طبع)

محبت و اطاعت رسول

بے زبان جانوروں اور بے جان چیزوں کی محبت رسول ﷺ کا بیان جو صرف اور صرف اطاعت سے اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار کرتی ہیں زبانی کلامی دعوے کرنے والے انسانوں کیلئے انتہائی سبق آموز کتاب جناب ندیم باری کے پر تاثیر اور عقیدت گزار قلم سے ایک مختلف مگر انتہائی دلچسپ کتاب سیرت۔ اس موضوع پر بالکل نئی اور نادر کتاب ایمان کی تازگی کیلئے انتہائی موزوں۔

☎ 041-626046